عمران سیریز
ایکشن ایجنسی
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

ایکشن ایجنسی

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''ایکشن ایجنسی'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ایکشن ایجنسی کافرستان کی ایک نئی ایجنسی ہے جس کی سربراہ ایک نوجوان لڑکی ریتا ہے جس سے عمران کی پہلی ملاقات ایسے ماحول میں ہوئی کہ عمران کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ریتا کسی ایجنسی کی سربراہ ہو سکتی ہے اور پھر ریتا نے پاکیشیا میں اس خوبصورت انداز میں مشن مکمل کیا کہ باوجود شدید کوشش کے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہ معلوم ہی نہ کر سکی کہ مشن کس طرح مکمل کیا گیا اور اب غائب کیا جانے والا سائنسی فارمولا اور لے جانے والا سائنس دان کہاں موجود ہے۔ عمران نے لاکھ کوشش کر ڈالی لیکن اسے کوئی سراغ نہ مل سکا تو پھر اسے مجبوراً فارن ایجنٹ کی مدد حاصل کرنا پڑی لیکن جب عمران اور اس کے ساتھی ایکشن ایجنسی کے مقابل آئے تو پہلے ہی قدم پر ڈھیر کر لئے گئے۔ کیسے اور کس طرح اور ان کا انجام کیا ہوا۔ یہ سب کچھ تو آپ کو ناول پڑھنے پر ہی معلوم ہو گا۔ البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے ایک دلچسپ خط اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی میں یہ بھی کسی سے کم نہیں ہے۔

باجوڑ ایجنسی سے مصطفیٰ کمال لکھتے ہیں۔ ''میں جب پشاور کالج

میں پڑھتا تھا تو آپ کے ناول پڑھتا رہا۔ پھر سروس میں آ کر ناول پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ اب ریٹائر ہو کر آپ کے ادارے کے ڈسٹری بیوٹر اشرف قریشی صاحب کے گولڈن پیکیج کے تحت نئی کتابیں گھر بیٹھے مل جاتی ہیں اس لئے آج کل آپ کے ناولوں کا بھرپور مطالعہ ہو رہا ہے۔ آپ سے چند گزارشات کرنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ کتاب میں چند باتوں کے نیچے اپنا نام لکھتے ہیں تو وہاں تاریخ بھی لکھ دیا کریں تاکہ ہمیں معلوم ہوتا رہے کہ ہم تازہ کتاب پڑھ رہے یا نہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا دنیاوی طور پر بھی بڑا آدمی بن جائے۔ عمران بڑا آدمی ہے لیکن نہ اس کے والد کو اس کا علم ہے اور نہ ہی اس کی اماں بی کو حالانکہ اگر انہیں معلوم ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور تیسری بات یہ کہ سیکرٹ سروس کس طرح وجود میں آئی۔ کیا یہ عمران کے آنے سے پہلے بھی چل رہی تھی۔ عمران کیسے اس سروس سے اٹیچ ہوا۔ یہ سب کچھ اگر آپ نے کسی کتاب میں درج کیا ہے تو مجھے وہ کتاب ضرور بھجوائیں۔ امید ہے آپ میری گزارشات پر ضرور عمل کریں گے“۔

محترم مصطفیٰ کمال صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اتنے طویل عرصہ بعد ایک بار پھر ناولوں کا مطالعہ شروع کر دیا ہے۔ جہاں تک آپ کی گزارشات کا تعلق ہے تو آپ کی گزارشات سر آنکھوں پر۔ لیکن اس سلسلے میں کچھ وضاحت کرنا چاہوں گا۔ آپ نے تاریخ لکھنے کی بات کی ہے تو مسودے پر تو تاریخ درج ہوتی ہے لیکن اسے شائع اس لئے نہیں کیا جاتا کہ بہرحال ناول لکھنے اور اس کے شائع ہونے کے درمیان کچھ عرصہ گزر جاتا ہے۔ اب اگر وہی تاریخ لکھی جائے جب مسودہ لکھا جاتا ہے تو آپ بھی کہنا شروع کر دیں گے کہ تین چار ماہ پرانی کتاب بھجوا دی ہے حالانکہ نئی کتاب ہو گی اس لئے تاریخ ناول پر درج نہیں کی جاتی۔ جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ گولڈن پیکیج کے تحت آپ کو نئی کتاب بھجوانے کا وعدہ اشرف قریشی صاحب نے کیا ہے تو آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ اشرف قریشی صاحب کی سب سے بڑی یہی خوبی ہے کہ وہ جو وعدہ کرتے ہیں اسے ہر صورت میں نبھاتے ہیں اس لئے آپ کو نئی اور تازہ کتاب وعدے کے مطابق ہی ملے گی۔ جہاں تک عمران کے ایکسٹو ہونے کا علم اس کے والد سر عبدالرحمٰن اور اس کی اماں بی کو نہ ہونے کا تعلق ہے تو کیا آپ کا خیال ہے کہ عمران کے والد جو اس قدر تجربہ کار بھی ہیں اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل بھی ہیں اگر وہ چاہیں تو معلوم نہیں کر سکتے کہ عمران دراصل ہے کیا۔ لیکن اکلوتی اولاد کے والدین کی نفسیات دیگر والدین سے مختلف ہوتی ہے۔ وہ اپنی اکلوتی اولاد کو زندہ اور خوش و خرم دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں اس لئے شاید انہوں نے ایسا سوچا بھی نہ ہو گا۔ جہاں تک عمران کی اماں بی کا تعلق ہے انہیں تو عمران نے کہا

ہوا ہے کہ وہ نیکی کے کام کرتا رہتا ہے۔ اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ اپنی جان خطرے میں ڈال کر مجرموں سے لڑتا رہتا ہے تو وہ اسے فلیٹ سے جوتیاں مارتی ہوئی کوٹھی لے آئیں اور سامنے بیٹھے رہنے پر مجبور کر دیں اس لئے فی الحال اس سیٹ اپ پر اکتفاء کریں اسی میں سب کا بھلا ہے۔ جہاں تک آپ کی آخری بات کا تعلق ہے تو سیکرٹ سروس تو تب سے چلی آ رہی ہے جب سے پاکیشیا وجود میں آیا۔ البتہ عمران اور اس کے ساتھی وقت کے ساتھ ساتھ اس میں شامل ہوتے رہے۔ جیسے اب سے کچھ عرصہ پہلے صالحہ شامل ہوئی ہے اس لئے ان پر علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address
mazharkaleem.ma@gmail.com

ریتا اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں آرام کرسی پر نیم دراز ایک رسالہ کھولے اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔ رسالے میں فیشن ماڈلز کی تصاویر تھیں جنہیں ریتا بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ ریتا کافرستان کی ایک نئی ایکشن ایجنسی فاسٹ ایکشن کی ممبر تھی۔ اس نے گریٹ لینڈ کی ایک یونیورسٹی سے کرمنالوجی کی ڈگری بڑے اعزاز کے ساتھ حاصل کی تھی اور اس کے بعد اس نے ایکریمیا اور مختلف یورپی ممالک میں مارشل آرٹس، نشانہ بازی اور ایسے دوسرے کورسز کئے جو کسی ایکشن ایجنٹ کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ ریتا کا خیال تھا کہ وہ ایکریمیا یا یورپ میں کسی ایجنسی میں شامل ہو جائے گی لیکن تمام کورسز سے فارغ ہونے کے بعد وہ کافرستان میں اپنے چچا جو فوج کے ایک اعلیٰ افسر تھے، ملنے کے لئے آئی تو انہوں نے اسے قائل کر لیا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو اپنے ملک کافرستان

کے لئے مخصوص کر دے۔

چنانچہ ریتا کے چچا نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے جب ریتا کے بارے میں بات کی تو انہوں نے ریتا کو اپنے آفس میں بلا لیا اور پھر ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے ریتا سے مل کر اسے ملٹری انٹیلی جنس میں شامل ہونے کی آفر کی لیکن ریتا نے انہیں قائل کر لیا کہ وہ اپنی تربیت کے لحاظ سے ایکشن ایجنٹ ہے اور انٹیلی جنس میں ایکشن کی گنجائش بے حد کم ہوتی ہے اس لئے اگر ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کے تحت کوئی ایکشن ایجنسی قائم کر دی جائے تو وہ زیادہ بہتر انداز میں کام کر سکے گی۔ اس کی یہ تجویز حکومت نے منظور کر لی اور پھر ایک ایکشن ایجنسی جس کا نام فاسٹ ایکشن رکھا گیا اور جس کا کوڈ نام فیڈرل فاسٹ ایکشن ایجنسی کے تحت ایف ایف یا ڈبل ایف رکھ دیا گیا اور پھر ریتا کو اس ایجنسی کا چیف بنا دیا گیا اور اس کے ذمے یہ ڈیوٹی لگا دی کہ وہ اپنی ایجنسی میں شامل کرنے کے لئے ملٹری انٹیلی جنس سے افراد کو منتخب کرے اور ریتا نے ملٹری انٹیلی جنس سے دس مرد اور چھ عورتیں منتخب کیں اور انہیں ڈبل ایف میں نہ صرف شامل کیا گیا بلکہ انہیں ملک سے باہر بھجوا کر باقاعدہ جدید ترین کورسز بھی کرائے گئے۔ اس طرح کہا جا سکتا تھا کہ اب ڈبل ایف واقعی ایک فعال ایجنسی تھی جو ملک کے اندر اور باہر ہر جگہ ملک کے مفادات کا تحفظ کر سکتی تھی۔

ایجنسی کا آفس ایک تجارتی پلازہ کے اندر بنایا گیا تھا۔ بظاہر اسے امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر بنایا گیا تھا۔ ریتا باقاعدگی سے آفس جاتی تھی۔ گو اب تک اس نے صرف دو تین چھوٹے چھوٹے کام ہی انجام دیئے تھے کیونکہ کوئی بڑا کام اسے ابھی تک نہیں ملا تھا اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل جگدیش سے وہ کئی بار شکایت بھی کر چکی تھی کہ اس کی صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا لیکن وہ ہنس کر ٹال جاتے تھے۔ آج چونکہ سنڈے تھا اس لئے دفتر بند تھا اور ریتا اپنے فلیٹ کے ریڈنگ روم میں ایک آرام کرسی پر بیٹھی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھی کہ سائیڈ ٹیبل پر موجود فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو ریتا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ریتا بول رہی ہوں''...... ریتا نے کہا۔

''میرے آفس آ جاؤ''...... دوسری طرف سے کرنل جگدیش کی بھاری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریتا نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''کوئی خاص کام سامنے آ گیا ہے جو چیف نے اس انداز میں کال کیا ہے''...... ریتا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے ملٹری انٹیلی جنس کے آفس کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور جینز کی ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سنہرے بال اس کے کاندھوں پر پڑ رہے تھے۔ آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی اور خوبصورت نین ونقش کی مالکہ ریتا کسی

انگلش فلم کی ہیروئن دکھائی دے رہی تھی۔ کار میں میوزک بج رہا تھا اور ریتا اس میوزک سے پوری طرح محظوظ ہو رہی تھی۔ اسے میوزک اور خصوصاً پاپ میوزک بے حد پسند تھا اس لئے وہ جب بھی فارغ ہوتی تو میوزک ہی سنتی رہتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کرنل جگدیش کے آفس میں داخل ہو رہی تھی۔ ادھیڑ عمر کرنل جگدیش نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

"سپر چیف۔ آپ اس انداز میں اٹھ کر مجھے کیوں شرمندہ کر رہے ہیں"...... ریتا نے کہا۔

"تم اب ایک علیحدہ ایجنسی کی چیف ہو اس لئے اب تمہارا احترام کرنا میری ڈیوٹی میں شامل ہے"...... کرنل جگدیش نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کاش کوئی کام بھی ایجنسی کو مل جاتا۔ میں تو فارغ رہ رہ کر مر جانے کی حد تک بور ہو چکی ہوں"...... ریتا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ اب ایک ایسا مشن سامنے آیا ہے کہ تمہارے سارے شکوے دور ہو جائیں گے"...... کرنل جگدیش نے کہا تو ریتا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"واہ۔ یہ ہوئی نا بات۔ جلدی بتائیں کیا مشن ہے"...... ریتا نے کہا۔

"پاکیشیا سے سفید خرگوش لانا ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا تو

ریتا انہیں اس انداز میں دیکھنے لگی جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ کرنل جگدیش کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔

"یہ اس طرح مجھے کیوں دیکھ رہی ہو"...... کرنل جگدیش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ مذاق اچھا کر لیتے ہیں"...... ریتا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا اور نہ ہی مذاق کا موقع ہے۔ تمہیں واقعی پاکیشیا سے سفید خرگوش لانا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اسے کوئی عام اور سادہ مشن نہ سمجھنا"...... کرنل جگدیش نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"یہ سفید خرگوش کیا کوئی کوڈ نام ہے"...... اس بار ریتا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب تم درست نتیجے پر پہنچی ہو۔ پاکیشیا میں ایک سائنس دان ہے جس کا نام ڈاکٹر اعظم ہے۔ یہ ڈاکٹر اعظم میزائل سائنس میں اتھارٹی ہے اور اس نے ایک ایسے میزائل کا فارمولا مکمل کیا ہے جسے آئندہ صدیوں کا میزائل کہا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر اعظم نے اس میزائل کا نام بھی فیوچر میزائل رکھا ہے۔ یہ شخص کسی وجہ سے پاکیشیا سے نفرت کرنے لگا اور اس نے خفیہ طور پر حکومت کافرستان سے رابطہ کیا اور پھر حکومت کافرستان اور ڈاکٹر اعظم کا معاہدہ طے پا گیا۔ ڈاکٹر اعظم کا طے شدہ معاوضہ ایکریمیا کے بینک میں ڈاکٹر

اعظم کے مخصوص اکاؤنٹ میں جمع کرا دیا گیا ہے اور اس کی اطلاع بھی ڈاکٹر اعظم کو پہنچ چکی ہے۔ اب مسئلہ صرف اسے پاکیشیا سے یہاں لانے کا اور یہی تمہارا مشن ہے''...... چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس کے یہاں آنے میں کیا رکاوٹ ہے''...... ریتا نے کہا تو چیف کرنل جگدیش بے اختیار مسکرا دیا۔

''بظاہر تو عام سی رکاوٹیں ہیں کہ اس کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں ہے۔ بغیر حکومت کی اجازت کے وہ ملک سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس کے پاس پاسپورٹ نہیں ہے۔ اس کا پاسپورٹ حکومت کے پاس رہتا ہے۔ ان سب کے باوجود اگر اسے کسی نہ کسی انداز میں قانونی یا غیر قانونی طور پر پاکیشیا سے کافرستان لایا بھی جائے تب بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے یا تو ہلاک کر دے گی یا واپس لے جائے گی''...... کرنل جگدیش نے کہا تو ریتا چونک پڑی۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ آپ کا مطلب ہے وہ سروس جس کے لئے عمران کام کرتا ہے''...... ریتا نے کہا۔

''ہاں۔ وہی۔ تم نے اس کے بارے میں پڑھا ہے یا نہیں''۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

''میں نے پڑھا ہے اور میرا دعویٰ ہے کہ جب بھی میری ایجنسی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹکراؤ ہوا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس عمران سمیت ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گی''...... ریتا نے بڑے

چیلنج بھرے لہجے میں کہا۔

''بہرحال اس دعویٰ کا نتیجہ کیا نکلتا ہے یہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن ہم نے سفید خرگوش کو اس انداز میں کافرستان لانا ہے کہ قیامت تک کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ڈاکٹر اعظم کافرستان پہنچ چکا ہے۔ اسے پاکیشیا سے کسی اور ملک لے جایا جائے گا۔ پھر وہاں سے کافرستان اس طرح لایا جائے گا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے۔ یہاں ان کی پلاسٹک سرجری کر کے ان کا چہرہ مستقل طور پر بدل دیا جائے گا اور انہیں ایسی لیبارٹری میں رکھا جائے گا جہاں اس تک کوئی بغیر اجازت نہیں پہنچ سکے گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ڈاکٹر اعظم اس سارے سیٹ اپ کے لئے تیار ہے''...... ریتا نے کہا۔

''ہاں۔ اس سے بات طے ہو چکی ہے۔ وہ پہلے ایکریمیا جانا چاہتا ہے۔ پھر وہاں سے خفیہ طور پر کافرستان آنا چاہتا ہے۔ میرا خیال تھا کہ پہلے اسے روسیاہ لے جایا جائے لیکن پھر میں نے ارادہ تبدیل کر دیا کیونکہ شوگران، پاکیشیا کا دوست ملک ہے اور اس کے ایجنٹ روسیاہ میں ہر جگہ موجود رہتے ہیں اس لئے یہ اس بارے میں اطلاع پاکیشیا کو مہیا کر سکتے ہیں۔ ایکریمیا انسانوں کا جنگل ہے۔ وہاں پلاسٹک سرجری بھی آسانی سے ہو جائے گی''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے لیکن اسے پاکیشیا سے تو بہرحال

ایکریمیا نہیں لے جایا جا سکتا کیونکہ نہ تو اس کے پاس پاسپورٹ ہے اور اس کا نام بھی ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں موجود ہے اس لئے اسے پہلے وہاں سے نکال کر کسی اور ملک میں لے جایا جائے اور وہاں سے اسے ایکریمیا پہنچایا جائے گا''...... ریتا نے کہا۔

''پاکیشیا میں ہمارا سفارت خانہ خاموشی سے اس کے کاغذات تیار کرائے گا۔ پاکیشیا میں بھاری رشوت دے کر سب کام ہو سکتے ہیں۔ اس کا میک اپ کیا جائے گا اور اس میک اپ اور کاغذات کی رو سے وہ ایکریمیا پہنچ جائے گا۔ وہاں اس کا چہرہ پلاسٹک سرجری سے تبدیل کیا جائے گا اور نئے کاغذات تیار کئے جائیں گے اور پھر اسے یہاں کافرستان لایا جائے گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ اس سارے کھیل میں میری ایجنسی کیا کرے گی۔ یہ کام تو سفارت خانوں کا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کاغذات تیار کرا کر پلاسٹک سرجری کرانا''...... ریتا نے کہا۔

''یہ سب کام تمہاری نگرانی میں ہوں گے۔ تم اپنے دو ایجنٹس لے کر پاکیشیا جاؤ اور وہاں سپر کلب میں ڈاکٹر اعظم سے ملاقات کرو اور پھر اپنی نگرانی میں سارا کام کرا کر اسے ایکریمیا لے جاؤ اور پھر وہاں سے اپنی نگرانی میں کافرستان لے آؤ اور جو رکاوٹیں پیش آئیں انہیں سفارت خانہ سے مل کر دور کراؤ''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''یس چیف۔ سفارت خانے کو میرے بارے میں آپ احکامات بھجوا دیں باقی کام میں کر لوں گی''...... ریتا نے کہا۔

''ایک بات کا خیال تمہیں ہر صورت میں رکھنا ہو گا کہ پاکیشیائی حکام، پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی بھنک تک نہ پڑے ورنہ ہمارا مشن ختم ہو جائے گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ملٹری انٹیلی جنس سے تو بچنا ضروری ہے کیونکہ پاکیشیا میں بھی سائنس دانوں اور سائنسی لیبارٹریوں کی حفاظت ملٹری انٹیلی جنس کرتی ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سائنس دانوں سے کیا تعلق''۔ ریتا نے کہا۔

''یہی تو مسئلہ ہے کہ وہ ہر فن مولا ہیں۔ انہیں اطلاع بھی کسی نہ کسی طرح مل جاتی ہے اور وہی لوگ سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خیال رکھوں گی''...... ریتا نے کہا۔

''تم اس سلسلے میں پہلے مکمل پلاننگ بناؤ۔ پھر تمہاری پلاننگ کو ڈسکس کریں گے اس کے بعد اس پر عمل ہو گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''چیف۔ جس قدر پلاننگ پیچیدہ ہوتی ہے اتنی ہی ناکامی کے چانسز زیادہ ہوتے ہیں اور جس قدر پلاننگ سادہ اور آسان ہوتی ہے اتنی ہی کامیابی کا گراف اونچا ہوتا ہے۔ آپ سفارت خانے

کے حکام کو میرے بارے میں بتا دیں۔ وہاں پاکیشیا میں مجھے کوئی نہیں جانتا اور میرے پاس ایکریمین کاغذات ویسے ہی موجود ہیں اور وہ چیکنگ پر درست ثابت ہوں گے۔ میں ایکریمین سیاح کے طور پر اپنے دو ساتھیوں جن کے کاغذات بھی ایکریمین ہوں گے پاکیشیا جاؤں گی۔ باقی کام ہم وہاں کر لیں گے“..... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں علم نہیں ہے۔ سپر کلب جہاں سائنس دان جاتے ہیں وہاں غیر ملکی سیاحوں کا داخلہ بند ہے اور کوئی غیر ملکی کسی بھی سائنس دان سے ملے تو اس کی نگرانی شروع ہو جاتی ہے اور پھر جیسے ہی تمہارا تعلق کافرستانی سفارت خانے سے نظر آیا تمہاری اور ڈاکٹر اعظم کی نگرانی شروع ہو جائے گی اس لئے تمہیں ڈاکٹر اعظم سے پاکیشیائی بن کر ہی ملنا ہوگا اور اس انداز میں کسی کو شک نہ پڑے اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ باقاعدہ پلاننگ بناؤ اور اگر تم اسے سادہ رکھنا چاہتی ہو تو پھر جاؤ اور جس طرح بھی ممکن ہو سکے مشن مکمل کرو“..... کرنل جگدیش نے کہا۔

”ٹھیک ہے چیف۔ ڈاکٹر اعظم سے میں مل لوں گی اور مشن بھی مکمل ہو جائے گا لیکن ڈاکٹر اعظم سے تعارف کیسے ہوگا“..... ریتا نے کہا۔

”وہی سفید خرگوش کا کوڈ“..... کرنل جگدیش نے کہا۔

”یہ سفید خرگوش کچھ عجیب سا کوڈ ہے“..... ریتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ڈاکٹر اعظم کو خرگوش پسند ہیں اور اس نے انہیں پال بھی رکھا ہے اس لئے اگر کوئی یہ الفاظ سن بھی لے گا تو چونکے گا نہیں“..... کرنل جگدیش نے کہا تو ریتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبار تہہ کر کے ایک طرف رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"یہ تم کیا بولتے رہتے ہو۔ یہ سب کیا ہے۔ تمہارا نام تو چھوٹا سا ہے پھر تم نے اتنا بڑا نام کیوں بنایا ہے"...... دوسری طرف سے عمران کی اماں بی کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اماں بی آپ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اماں بی۔ خیریت ہے۔ آپ نے فون کیا ہے"...... عمران نے فوراً ہی پینترہ بدلتے ہوئے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"وعلیکم اسلام۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اگر ماں باپ خیریت سے ہوں تو اولاد کو فون نہیں کر سکتے۔ کیوں"...... اماں بی نے قدرے غصیلے

لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں اماں بی۔ جس طرح پہلے دور میں گاؤں یا محلے میں تار آ جاتا تھا تو ساری بستی یا محلہ تشویش کا شکار ہو جاتا تھا اسی طرح اب فون آ جائے تو سب چونک پڑتے ہیں کہ اللہ خیر کرے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ ایسا ہی ہوتا تھا۔ بہرحال تم نے ثریا کے ساتھ نواب احمد خان کے ہاں جانا ہے۔ نواب احمد خان تمہارے والد کے قریبی عزیز ہیں۔ کافی عرصہ پہلے وہ ایکریمیا میں شفٹ ہو گئے تھے۔ وہ اب بھی وہیں رہتے ہیں۔ ان کی ایک بیٹی ہے رفعت جہاں۔ بہت خوبصورت اور اچھی بچی ہے۔ ثریا اس سے مل چکی ہے۔ اب تم نے ثریا کے ساتھ وہاں جانا ہے تاکہ وہ تمہیں دیکھ لیں اور پھر تمہاری اور رفعت جہاں کی شادی کی بات آگے بڑھائی جائے"...... اماں بی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا ثریا کا ساتھ جانا ضروری ہے۔ میں اکیلا ہی ہو آؤں گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ثریا کا جانا ضروری ہے۔ وہ تمہارا تعارف کرائے گی کیونکہ وہ پہلے ان سے مل چکی ہے۔ میں تمہارے ساتھ جاتی لیکن میری طبیعت اب اکثر خراب رہتی ہے اور میں اتنا لمبا سفر کار میں نہیں کر سکتی"...... اماں بی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لمبا سفر۔ کیا مطلب۔ کیا وہ یہاں دارالحکومت میں نہیں

رہتے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ ان کی آبائی جاگیر عالم پور میں ہے۔ گو وہ ساری جاگیر فروخت کر کے ایکریمیا چلے گئے تھے لیکن حویلی اب بھی ان کے پاس ہے اور وہ اس حویلی میں ہی رہ رہے ہیں اور وہیں تم سے ملاقات کریں گے۔ تم ایک گھنٹے کے اندر کوٹھی پہنچ جاؤ۔ یہاں سے ثریا کو ساتھ لے جانا۔ وہ تمہارے انتظار میں بیٹھی ہے۔ اس کے بچے میرے پاس رہیں گے تاکہ وہاں شرارتیں نہ کریں''۔ اماں بی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا اماں بی۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے پر اس نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''جوزف۔ ایک گھنٹے بعد ہم نے عالم پور جانا ہے۔ پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں۔ تم سیکرٹری اور جوانا باڈی گارڈ ہو گا۔ بڑی نئی کار بھی تیار کر لینا۔ میں رانا ہاؤس آ جاؤں گا اور پھر وہاں سے تیار ہو کر ہم کوٹھی جائیں گے اور وہاں سے ثریا کو ساتھ لے کر عالم پور روانہ ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ

دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اماں بی، ثریا کو اس لئے ساتھ بھجوا رہی ہیں کہ عمران وہاں فضول باتیں نہ کر سکے کیونکہ ثریا نے اماں بی کو رپورٹ کر دینی تھی اور اماں بی نے سب کے سامنے اس کے سر پر جوتیاں برسانا شروع کر دینا تھیں۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ تیار ہو کر رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ وہاں جوزف اور جوانا دونوں ہی باڈی گارڈز کی مخصوص یونیفارمز میں ملبوس ہو چکے تھے۔ نئے ماڈل کی بڑی کار کی سروس کرا لی گئی تھی اور وہ ہر طرح سے روانگی کے لئے تیار تھے۔

''ماسٹر۔ کیا آپ پھر شادی کرنے کے لئے جا رہے ہیں''۔ جوانا نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ پھر شادی کرنے کا مطلب ہے کہ پہلے بھی میں کئی شادیاں کر چکا ہوں''...... عمران نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

''ماسٹر۔ اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ پہلے بھی آپ کئی بار ایسا کر چکے ہیں''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب تم جانتے تو ہو کہ اماں بی کا حکم تو نہیں ٹالا جا سکتا۔ باقی جو اللہ کو منظور ہو گا وہی ہو گا''...... عمران نے کہا اور کار کی طرف مڑ گیا جس کے ساتھ جوزف اکڑا ہوا کسی دیو کی طرح کھڑا تھا۔

''باس۔ آقا زادی کس کار میں بیٹھیں گی''...... جوزف نے عمران کے کار کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

''آقا زادی سے تمہارا مطلب شاید ثریا ہے۔ وہ تو تم سے بہت

چھوٹی ہے اور تم اسے اس قدر بھاری بھرکم لقب دے کر اسے کوئی
بوڑھی کھوسٹ خاتون بنا رہے ہو“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

”آپ جو کہیں۔ وہ بہرحال بڑے صاحب کی بیٹی ہیں اس
لئے آقا زادی ہوئیں“...... جوزف نے جواب دیا۔

”میرے ساتھ بیٹھے گی۔ تم کار چلاؤ گے اور جوانا تمہارے
ساتھ بیٹھے گا“...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ عمران نے سفید کڑک دار پاجامہ اور سفید سلک کی انتہائی
خوبصورت کڑھی والی شیروانی اور پیروں میں سلیم شاہی جوتی پہن
رکھی تھی اور وہ وجاہت کی بنا پر کوئی مغل شہزادہ ہی دکھائی دے رہا
تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رانا ہاؤس سے روانہ ہو گئے۔ رانا ہاؤس کا
آٹو سیفٹی نظام آن کر دیا گیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف تھا جبکہ
سائیڈ سیٹ پر جوانا اور عقبی سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ کار خاصی تیز
رفتاری سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی کچھ دیر بعد کوٹھی پہنچ گئی تو
عمران کار سے اتر کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔

”سلام چھوٹے صاحب“...... ایک ملازم نے آ کر اسے سلام
کرتے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام بخشو۔ کیا حال ہے تمہارا۔ بیگم خوش ہے نا یا سارا
دن روتی رہتی ہے“...... عمران نے ملازم بخشو سے مصافحہ کرتے
ہوئے کہا۔ بخشو کی شادی ابھی حال ہی میں ہوئی تھی اور ثریا نے

اسے بتایا تھا کہ بخشو کی بیوی ماں باپ کا گھر چھوڑنے کی وجہ سے
سارا دن روتی رہتی ہے اور اسی حوالے سے عمران نے بات کی تھی۔

”اب کیسا رونا۔ اسے بڑی بیگم صاحبہ کے روپ میں دوبارہ
حقیقی ماں مل گئی ہے۔ اب تو وہ بے حد خوش ہے چھوٹے صاحب“۔
بخشو نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ پھر تو وہ اماں بی سے خوش ہوئی۔ تم سے تو خوش نہ
ہوئی“...... عمران نے کہا تو بخشو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”بڑی بیگم صاحبہ کے پاس بھی تو میں ہی اسے لے کر آیا ہوں
چھوٹے صاحب“...... بخشو نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے
اس کا کاندھا تھپک دیا۔ چند لمحوں بعد وہ اماں بی کے لئے مخصوص
کمرے میں داخل ہوا تو اماں بی تخت پوش پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی
تھیں۔ عمران نے سلام کیا اور ان کے پہلو میں تخت پوش پر بیٹھ گیا
تو اماں بی سلام کا جواب دینے کی بعد نجانے کتنی دیر تک اسے
دعائیں دیتی رہیں۔

”اماں بی۔ ثریا کہاں ہے۔ نظر نہیں آ رہی“...... عمران نے
ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے حیرت تھی کہ ثریا کہاں چلی گئی ورنہ
وہ اس کے استقبال کے لئے پورچ میں موجود ہوتی اور پھر اماں بی
تک پہنچتے پہنچتے ہزاروں گلے شکوے سامنے آ چکے ہوتے اس لئے
عمران کو پوچھنا پڑا تھا کہ ثریا کہاں ہے۔

”ارے ہاں۔ اس کے سسر کے بڑے بھائی کی طبیعت اچانک

خراب ہو گئی ہے۔ وہ ہسپتال میں داخل ہو گئے ہیں اس لئے
فوری واپس جانا پڑا ہے۔ تمہارے آنے سے کچھ دیر پہلے گئی
ہے''...... اماں بی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر وہ اب نواب صاحب کے ہاں جانا کینسل''...... عمران
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اب تم اکیلے جاؤ گے۔ انہوں نے صرف تم سے ملنا
ہے اور بس۔ ہاں یہ سن لو کہ تم نے وہاں کوئی ایسی بات نہیں کرنی
کہ جس سے تمہارے ڈیڈی کی عزت پر حرف آئے ورنہ تم جانتے
ہو کہ تمہارا کیا حشر ہو سکتا ہے''...... اماں بی نے کہا۔

''اماں بی۔ ایک بار ثریا نے آپ سے جولیا کو ملوایا تھا اور آپ
اس سے مل کر بے حد خوش ہوئی تھیں۔ یاد ہے آپ کو''...... عمران
نے کہا۔

''مجھے اچھی طرح یاد ہے لیکن نواب صاحب تمہارے ڈیڈی کے
عزیز ہیں اور تمہارے ڈیڈی چاہتے ہیں کہ ان سے مزید ہماری رشتہ
داری ہو جائے۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارے ڈیڈی کے سامنے میں
رکاوٹ تو نہیں بن سکتی''...... اماں بی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اماں بی۔ مجھے تین شادیاں کرنی پڑیں گی۔ ایک آپ
کی مرضی کی، ایک ڈیڈی کی مرضی کی اور ایک میری اپنی مرضی
کی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خبردار۔ اگر اپنی کا لفظ منہ سے دوبارہ نکالا۔ تمہیں ہر صورت

ثریا کو میں ہماری مرضی سے شادی کرنا ہو گی۔ نیک اور اچھے بچوں کی
طرح اور ہاں۔ اب جاؤ۔ کافی فاصلہ ہے اور پھر تمہیں واپس بھی
آنا ہے۔ بس جو میں نے کہا ہے اس کا خیال رکھنا''...... اماں بی
نے کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

''اماں بی۔ ثریا جب دوبارہ آئے گی تو اس کے ساتھ چلا
جاؤں گا۔ مجھے اکیلے جانا اچھا نہیں لگتا''...... عمران نے ایک بار پھر
ٹالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایک بار کہہ کر اب تاخیر نہیں کی جا سکتی۔ یہ دوسروں
کی بے عزتی کرنے کے مترادف ہوتا ہے اس لئے تمہیں جانا ہو
گا''...... اماں بی نے سخت لہجے میں کہا۔

''اچھا اللہ حافظ اماں بی''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر واپس مڑ
گیا۔ اماں بی نے دعائیں دینا شروع کر دیں۔ عمران واپس پورچ
میں پہنچ گیا۔ وہاں جوزف اور جوانا موجود تھے۔

''چلو بھئی۔ ثریا تو واپس اپنے گھر چلی گئی ہے۔ اب ہم نے خود
ہی جانا ہے''...... عمران نے کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے
کہا تو جوزف اور جوانا بغیر کچھ کہے کار میں بیٹھ گئے۔

ریتا اپنے دو ماتحتوں شیکھر اور روزی کے ساتھ پاکیشیا ایئر پورٹ پر پہنچ گئی لیکن وہ کافرستان سے پاکیشیا آنے کی بجائے کافرستان سے پہلے ایک ہمسایہ ملک گئی اور وہاں سے وہ پاکیشیا آئی تھی۔ وہ تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کلیئرنگ کاؤنٹر سے گزرنے کے بعد باہر پبلک لاؤنج میں پہنچے ہی تھے کہ ریتا ایک لڑکی کو دیکھ کر چونک پڑی۔ لڑکی مقامی تھی لیکن اس کا انداز سراسر مغربی تھا۔ اس نے چست پینٹ اور چست شرٹ پہنی ہوئی تھی جس کا گلا کافی کھلا تھا اور سنہری اور خوبصورت بال کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ لڑکی خاصی خوبصورت تھی اور متناسب جسم کی مالک بھی۔ اس کی آنکھوں پر سیاہ گاگل لگی ہوئی تھی۔ وہ بھی پبلک لاؤنج میں اندر سے نکل کر ہی پہنچی تھی۔

''رافی''...... ریتا نے قریب جا کر کہا تو وہ لڑکی تیزی سے

مڑی۔

''ارے ہیلو ریتا۔ تم اور یہاں پاکیشیا میں''...... رافی نے باقاعدہ اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں تو میں ایکریمیا میں چھوڑ کر آئی تھی۔ تم یہاں کہاں پہنچ گئی''...... ریتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ پاکیشیا تو ہمارا آبائی وطن ہے۔ یہاں ہماری آبائی جاگیر تو نہیں ہے کیونکہ ڈیڈی جاگیر فروخت کر کے ہمیشہ کے لئے ایکریمیا شفٹ ہو گئے تھے لیکن آبائی حویلی ابھی تک موجود ہے اور ڈیڈی اور میں آج کل یہاں موجود ہیں۔ میری ایک دوست ایکریمیا جا رہی تھی اسے سی آف کرنے آئی تھی۔ تم کیسے یہاں آئی ہو''...... رافی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میں بزنس کے سلسلہ میں ٹور پر ہوں۔ یہ میرے ساتھی ہیں اور بزنس کرتے ہیں۔ مسٹر شیکھر اور مس روزی اور یہ ہیں میری بہت پیاری دوست رفعت جہاں عرف رافی''...... ریتا نے شیکھر اور روزی کا تعارف رافی سے کراتے ہوئے کہا اور دونوں نے رسمی فقرے ادا کئے۔

''اب کیا ارادہ ہے''...... رافی نے پوچھا۔

''کسی ہوٹل میں ٹھہریں گے اور بزنس میٹنگ کریں گے اور کیا کرنا ہے''...... ریتا نے کہا۔

''آج رات میرے پاس ٹھہر جاؤ۔ مجھے بے حد خوشی ہو گی''۔

رافی نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ ٹھہر جاتے ہیں۔ ہمیں کیا فرق پڑتا ہے''...... ریتا نے کہا اور رافی نے خوشی سے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

''اب خوب باتیں ہوں گی''...... رافی نے کہا اور ریتا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ دونوں ایسی دوست تھیں کہ ان کے درمیان کوئی راز نہ تھا۔ دونوں اپنے بارے میں سب باتیں ایک دوسرے کو بتا دیتی تھیں سوائے اس بات کے کہ ریتا نے ہمیشہ رافی کو یہی بتایا تھا کہ وہ ایک فرم میں جنرل منیجر ہے جو گاڑیوں اور ان کے پارٹس کا بزنس کرتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں رافی کی بڑی کار میں عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ ریتا کے دونوں ساتھی علیحدہ ٹیکسی میں آ رہے تھے۔

''میں تمہیں اس لئے بھی ساتھ لے آئی ہوں تاکہ تمہیں ایک مقامی نوجوان سے ملواؤں جس سے میری شادی ہونے والی ہے بشرطیکہ وہ ڈیڈی کو پسند آ گیا''...... رافی نے کہا تو ریتا بے اختیار چونک پڑی۔

''شادی اور یہاں۔ وہاں ایکریمیا میں بھی تو ہو سکتی تھی شادی''۔ ریتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈیڈی چونکہ جاگیر دار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کسی جاگیر دار خاندان کا لڑکا ہی انہیں پسند آ سکتا ہے۔ ایکریمیا میں تو جاگیرداری ہے ہی نہیں۔ وہاں تو بزنس کا غلبہ ہے اور بزنس

سے ڈیڈی کو چڑ ہے''...... رافی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون ہے وہ لڑکا۔ کیا تفصیل ہے اس کی جو بقول تمہارے آج آ رہا ہے''...... ریتا نے کہا۔

''مجھے نام تو معلوم نہیں البتہ اتنا معلوم ہے کہ ڈیڈی کے قریبی رشتہ دار اور جاگیر دار کا اکلوتا بیٹا ہے اور گریٹ لینڈ کی کسی مشہور یونیورسٹی میں پڑھتا رہا ہے''...... رافی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے۔ شادی پر تیار ہو گئی ہو اور اس کا نام تک معلوم نہیں۔ پڑھتی تو ایکریمیا میں رہی ہو لیکن لگتا ہے کہ یہاں کے کسی دیہاتی سکول میں پڑھتی رہی ہو''...... ریتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ مجھے ڈیڈی پر مکمل بھروسہ ہے۔ ڈیڈی کو جو پسند آئے گا وہ اچھا ہی ہو گا''...... رافی نے کہا۔

''تمہارے اندر واقعی جاگیردارانہ خون دوڑ رہا ہے''...... ریتا نے جواب دیا اور دونوں بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ پھر اسی طرح کی باتوں میں مصروف وہ دو گھنٹے کے طویل سفر کے بعد عالم پور پہنچ گئے۔ حویلی واقعی قدیم دور کی تھی اور بے حد شاندار اور بارعب تھی۔ ریتا کو حویلی بے حد پسند آئی تھی۔ رافی، ریتا کو تو اندر لے گئی البتہ شیکر اور روزی کو ایک طرف علیحدہ بنے ہوئے گیسٹ ایریا میں بھجوا دیا گیا۔ رافی نے ریتا کو اپنے ڈیڈی نواب احمد خان سے بھی ملوایا اور نواب صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی بیٹی کی طرح ٹریٹ کیا۔ پھر رافی اور ریتا علیحدہ کمرے میں آ گئیں

اور دونوں نے دل بھر کر اپنی اپنی باتیں کیں۔ نجانے کتنا وقت گزر تھا کہ ایک نوکرانی اندر داخل ہوئی تو رافی چونک پڑی۔

''کیا ہے۔ کیسے آئی ہو''...... رافی نے چونک کر پوچھا۔

''مہمان وہاں سے چل پڑے ہیں۔ اطلاع آ گئی ہے۔ نواب صاحب نے حکم دیا ہے کہ آپ استقبال اور ملاقات کے لئے تیار ہو جائیں''...... نوکرانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کتنی دیر میں پہنچیں گے یہاں''...... رافی نے پوچھا۔

''دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے''...... نوکرانی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جب وہ پہنچ جائیں تو اطلاع دینا''...... رافی نے کہا تو نوکرانی سلام کر کے واپس چلی گئی۔

''کیا تم نے تیار ہونا ہے''...... ریتا نے پوچھا۔

''ہاں۔ ڈیڈی کے مطابق مجھے کسی جاگیر دار کی بیٹی نظر آنا چاہئے اور اس کے لئے مجھے انتہائی بھاری جوڑا پہننا ہو گا لیکن میں ایسا چاہتی نہیں۔ پہلے تو میں خاموش رہی لیکن اب ڈیڈی سے بات کی جا سکتی ہے۔ آؤ''...... رافی نے کہا اور پھر ریتا کو ساتھ لے کر وہ اس کمرے میں آ گئی جہاں نواب احمد خان جو بڑی بڑی مونچھوں کے مالک تھے، سوٹ پہنے آرام کرسی پر نیم دراز تھے۔ ان کے ایک ہاتھ میں چھڑی تھی جس کی پکڑنے والی جگہ پر سونا چڑھا ہوا تھا۔

''آؤ رافی۔ کیسے آنا ہوا۔ تمہیں تو تیار ہونا تھا''...... نواب صاحب نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈی۔ میں ہلکا لباس پہنوں گی۔ بھاری لباس مجھ سے نہیں پہنا جا سکتا''...... رافی نے کہا۔

''تو کیا تم ہمارے حکم کی خلاف ورزی کرو گی''...... نواب صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں ڈیڈی۔ اس لئے تو آپ سے اجازت لینے آئی ہوں''۔ رافی نے کہا۔

''نواب صاحب۔ آنے والے صاحب گریٹ لینڈ کی کسی یونیورسٹی میں پڑھتے رہے ہیں''...... ریتا نے کہا۔

''ہاں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے اس نے ماسٹر کیا ہوا ہے''۔ نواب صاحب نے کہا۔

''تو ایسے لوگ پرانے دور کے لباس پسند نہیں کرتے اور رافی چاہے کچھ بھی پہنے بہرحال آپ کی عزت و شان تو کم نہیں ہو سکتی''...... ریتا نے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے جو چاہو پہنو''...... نواب صاحب نے کہا تو رافی اور ریتا دونوں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور واپس آ گئیں۔

''شکریہ ریتا۔ تم نے مجھے ایک ناگوار بوجھ سے نجات دلا دی ہے''...... رافی نے ریتا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''خدا کرے تمہارا ہونے والا شوہر اب لمبی لمبی عبائیں پہن کر

نہ آ جائے''...... ریتا نے کہا۔
''آئے گا تو فوراً ریجکٹ ہو جائے گا''...... رانی نے جواب د
اور ریتا بے اختیار ہنس پڑی۔
''ویسے مجھے اپنے آپ پر یقین نہیں آ رہا کہ اس جدید ترین
دور میں ایک نوجوان باقاعدہ بردکھاوے کے لئے آ رہا ہے۔ یہاں
اسے پسند یا ناپسند کیا جائے گا۔ واقعی کتابوں میں تو پڑھا تھا اب
آج اپنی آنکھوں سے یہاں دیکھ بھی لیں گے''...... ریتا نے کہا۔
''دراصل تم ایکریمیا میں پڑھی ہو۔ یہاں ابھی تک قدیم دور
چل رہا ہے۔ خاص طور پر ہماری بڑی نسل کے ہاں''...... رانی نے
جواب دیا اور پھر وہ ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ
واپس آئی تو اس نے پینٹ پر خاصے تیز سرخ رنگ کی آدھے
بازوؤں والی شرٹ پہن رکھی تھی۔
''واہ۔ تم نے اسے اپنے پیروں میں جھکانے کا پورا بندوبست کر
لیا ہے''...... ریتا نے اس کا لباس دیکھتے ہوئے کہا اور رانی بے
اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ملازمہ نے
اطلاع دی کہ مہمان حویلی پہنچ چکے ہیں اس لئے نواب صاحب
انہیں یاد کر رہے ہیں تو وہ دونوں اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف
بڑھ گئیں۔

کار خاصی تیز رفتاری سے عالم پور کی طرف بڑھی چلی جا رہی
تھی۔
''باس۔ کیا آپ پرنس آف ڈھمپ بن کر جا رہے ہیں یا''۔
جوزف نے کہا۔
''کنگ آف پاکیشیا''...... ساتھ بیٹھے ہوئے جوانا نے اس کی
بات پوری کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
''میں صرف ایک جاگیر دار کا بیٹا بن کر جا رہا ہوں نواب
صاحب کی بیٹی کے لئے بردکھاوے کے طور پر''...... عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
''پھر تو ہم دونوں آپ کے باڈی گارڈز ہی بن سکتے ہیں۔
سیکرٹری تو نہیں بن سکتے۔ وہ تو پرنس کے ہوتے ہیں''...... جوزف
نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ویسے بھی شادی کے معاملے میں سیکرٹری کو درمیان میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہی دلہن اڑے اور دولہا بے چارہ منہ دیکھتا رہ جائے''...... عمران نے کہا تو اس بار جوانا بے اختیار ہنس پڑا اور پھر انہیں بورڈ نظر آ گیا جس پر عالم پور لکھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ عالم پور کے قصبے نما شہر میں داخل ہو گئے۔ کچے پکے مکانات کے پیچھے دور سے ہی ایک قدیم دور کی بڑی اور اونچی حویلی نظر آ رہی تھی اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہی اور وہ ایک چکر کاٹ کر حویلی کے بڑے اور جہازی سائز کے پھاٹک پر پہنچ گئے۔ پھاٹک اتنا بڑا تھا کہ واضح طور پر سمجھا جا سکتا تھا کہ یہ ہاتھیوں اور ان پر سوار افراد سمیت حویلی میں لے جانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ جوزف نے کار اندر داخل کی اور پھر طویل اور وسیع صحن کراس کر کے وہ ایک سائیڈ پر کھڑی سیاہ رنگ کی کار کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ سامنے بلڈنگ کے برآمدے میں چار آدمی اونچی طرح دار پگڑیاں باندھے اور پرانے دور کی طرح سفید رنگ کے چغے پہنے کھڑے تھے۔ کار رکتے ہی ان میں سے ایک تیزی سے گھوم کر اندر چلا گیا جبکہ باقی میں سے دو تیزی سے برآمدے سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران کار سے نکل کر وہیں رک گیا تھا جبکہ جوزف اور جوانا جنہوں نے خاکی رنگ کی یونیفارم پہن رکھی تھی اور سائیڈ ہولسٹروں میں بھاری ریوالور رکھے ہوئے تھے۔ جوانا تو کار سے نکل کر عمران کے پیچھے رک گیا تھا جبکہ جوزف نے کار لاک کی اور پھر وہ بھی آ کر جوانا کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے دونوں پگڑی والے وہاں پہنچ کر رک گئے۔

''نواب صاحب آپ کے استقبال کے لئے تشریف لا رہے ہیں''۔ ان میں سے ایک نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''دو تین گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے انہیں آنے میں۔ پھر ایسا کرو کہ کم از کم میرے لئے تو کسی بیڈ کا انتظام کر دو تاکہ میں آرام کر سکوں ورنہ میں تھک گیا تو تھکے ہوئے کو کوئی پسند بھی نہیں کر سکتا۔ اور''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی لیکن اسی لمحے برآمدے میں سے عمران کو ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے چہرے پر سفید رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں، سر کے بال بھی سفید تھے خالصتاً جاگیردارانہ انداز میں چلتا ہوا آ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دو مقامی لڑکیاں تھیں۔ دونوں نے ہی چست پینٹس اور شرٹس پہنی ہوئی تھیں اور وہ دونوں تقریباً ایک جیسی عمر کی ہی لگتی تھیں۔ قریب آنے پر نواب صاحب اور ان دونوں لڑکیوں کے چہروں پر پہلے حیرت اور پھر تحسین کے تاثرات نمایاں طور پر نظر آنے لگ گئے تھے۔ شاید عمران کی وجاہت اور اس کے پیچھے کھڑے دونوں حبشیوں کو باڈی گارڈز کی یونیفارم میں دیکھ کر وہ حیران ہو رہی تھیں۔

''میں نواب احمد خان ہوں اور یہ میری بیٹی رفعت جہاں ہے

جسے ہم پیار سے رانی کہہ کر پکارتے ہیں اور یہ اس کی فرینڈ ہے ریتا۔ یہ ایکریمیا میں رہتی ہے“...... نواب صاحب نے قریب آ کر اپنا اور دونوں لڑکیوں کا باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام نامی اسم گرامی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرے باڈی گارڈز ہیں جوزف اور جوانا“ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا اور جوزف اور جوانا کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو عمران نے محسوس کیا کہ ریتا اس کا تعارف سن کر بے اختیار چونک پڑی تھی اور اس کے چہرے پر تعجب کے تاثرات نمایاں طور پر نمودار ہو گئے تھے۔ وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے اپنے آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ عمران نے یہی سمجھا کہ وہ جوزف اور جوانا کو دیکھ کر حیران ہو رہی ہے۔ تعارف کے بعد وہ سب اندر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔

”نواب صاحب۔ آپ کتنی پشتوں سے نواب چلے آ رہے ہیں“...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ جوزف اور جوانا اس کی کرسی کے عقب میں کھڑے تھے۔

”کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ ہم سات پشتوں سے نواب ہیں۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“...... نواب احمد خان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ نوابی کتنی پشت تک چلنے کے بعد ختم ہوئی ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نوابی ختم۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو“...... نواب صاحب نے غصے سے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے جب جاگیر بک گئی تو نوابی بھی ختم ہو گئی اور اب صرف مونچھوں کے زور پر تو نوابی قائم نہیں رہ سکتی“...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کیا بکواس کر رہے ہو نانسنس۔ تمہیں تمیز ہی نہیں ہے کسی سے بات کرنے کی۔ نانسنس“...... نواب صاحب نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا نواب صاحب۔ کسی بچھو نے ڈنک مار دیا ہے“۔ عمران نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ سمجھے“...... نواب صاحب نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے کوٹ کی جیب سے ریوالور باہر نکال لیا۔ ان کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح مسخ ہو رہا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور سیدھا کرتے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی نواب صاحب کے ہاتھ میں موجود ریوالور اڑتا ہوا دور جا گرا اور نواب صاحب اس طرح ہاتھ کو جھٹکنے لگے جیسے کسی نے ان کے ہاتھ کو سن کر دیا ہو۔ یہ فائرنگ جوانا کی طرف سے کی گئی تھی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہو رہا ہے۔ چلیں ڈیڈی اندر چلیں۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے“...... رفعت جہاں نے یکلخت اس طرح چیختے

ہوئے کہا جیسے اچانک اسے ہوش آ گیا ہو اور پھر وہ نواب صاحب کا ہاتھ پکڑے انہیں تقریباً گھسیٹتی ہوئی اندر لے گئی۔ اب وہاں صرف ریتا بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیا یہ سب کچھ آپ نے دانستہ کیا ہے"...... ریتا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہا کہ میں نے کیا کیا ہے صرف نواب صاحب سے یہی پوچھا ہے کہ وہ کتنی پشتوں سے نواب ہیں اور بس، لیکن اس میں اتنا غصہ کھانے اور مہمانوں پر ریوالور نکال لینا شاید نوابی کلچر کے بھی خلاف ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"مجھے حیرت ہے کہ آپ نے کیا سوچ کر یہ سب کچھ کہا ہے۔ اگر آپ یہ رشتہ نہیں چاہتے تھے تو آپ ویسے ہی انکار کر دیتے اس کے لئے نواب صاحب کی بے عزتی کرنے کی کیا ضرورت تھی"...... ریتا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ بھی یہی سمجھتی ہیں تو میں سوری کرنے کے لئے تیار ہوں"...... عمران نے پہلے کی طرح بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اب میرے خیال میں اس کا وقت گزر گیا ہے۔ میں معلوم کرتی ہوں"...... ریتا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بس کافی ہے۔ ہم واپس جا رہے ہیں۔ ہماری جو عزت ہونی تھی وہ ہو گئی۔ ابھی تو نواب صاحب کی قسمت اچھی تھی کہ ہمارے

باڈی گارڈز نے ان کا لحاظ کر لیا ورنہ شاید اب تک نواب صاحب اپنی پشتوں کو حساب کتاب دے کر بھی فارغ ہو چکے ہوتے"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ اس کے مڑتے ہی جوزف اور جوانا بھی مڑے اور عمران کے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

"آپ پلیز رک جائیں"...... اچانک عمران کو عقب سے رفعت جہاں کی آواز سنائی دی تو عمران رک گیا لیکن وہ مڑا نہ تھا۔

"پلیز واپس آ جائیں"...... رفعت جہاں نے کہا تو عمران اس طرح مڑا جیسے رفعت جہاں کے حکم کی تعمیل کر رہا ہو۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو سامنے والے دروازے پر جہاں سے وہ نواب صاحب کو لے کر گئی تھی رفعت جہاں کھڑی تھی جبکہ ریتا وہاں کھڑی تھی جہاں پہلے وہ بیٹھی ہوئی تھی۔

"تشریف لائیں"...... رفعت جہاں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ میں بھی کھڑے کھڑے تھک گیا ہوں"...... عمران نے کہا اور دوبارہ آ کر کرسی پر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ جوزف اور جوانا ایک بار پھر عمران کے عقب میں بڑے چوکنا انداز میں کھڑے ہو گئے تھے۔ رفعت جہاں بھی آ کر کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ ریتا بھی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"آپ کھائے پیئے بغیر جا رہے تھے۔ ہم تو جیتے جی ہی مر

جاتے۔ ویسے آپ نے ڈیڈی کو بے حد دکھ دیا ہے۔ وہ ایسی باتوں کو برداشت نہیں کرتے“...... رفعت جہاں نے کہا۔

”پھر تو وہ داماد بھی برداشت نہیں کر سکتے ہوں گے۔ یہ تو بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ ویسے وہ پاس تو کر لیتے ہوں گے یا پاس بھی نہیں کر سکتے“...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”پاس۔ کیا مطلب۔ یہ آپ اچانک الجھی ہوئی باتیں کیوں کرنے لگ جاتے ہیں“...... رفعت جہاں نے کہا۔

”وہ بسوں کے پیچھے لکھا ہوتا ہے برداشت کر یا پاس کر، اس لئے پوچھ رہا تھا کہ داماد کو برداشت نہیں کر سکتے تو پاس تو کر سکتے ہوں گے یا دونوں طرف سے ہی ہاتھ تنگ ہے“...... عمران نے کہا تو رفعت جہاں مسکرا دی جبکہ ریتا بے اختیار ہنس پڑی۔ اسی لمحے پگڑی بندھے ملازموں نے مشروب سرو کرنا شروع کر دیا۔

”لیجئے“...... رفعت جہاں نے کہا تو عمران نے مشروب کا گلاس اٹھا لیا جبکہ ملازمین نے جوزف اور جوانا کو بھی مشروب دینے کی کوشش کی لیکن ان دونوں نے ہی مشروب لینے سے انکار کر دیا۔

”یہ بتائیں کہ میرے بردکھاوے کا کیا کہا نواب صاحب نے۔ اگر انہوں نے میرے ڈیڈی کو شکایت کر دی تو ڈیڈی نے مجھے گولی مار دینی ہے اور پھر جنت میں آپ جیسی حور ملے یا نہ ملے۔ یہ تو قسمت کی بات ہے“...... عمران نے کہا تو ریتا بے اختیار ہنس پڑی جبکہ رانی دھیرے سے مسکرا دی۔

”آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے ڈیڈی تک کوئی شکایت نہیں پہنچے گی“...... رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ آپ کے باڈی گارڈز آپ سے چپکے کیوں رہتے ہیں۔ انہیں کہیں کہ ایک طرف بیٹھ جائیں۔ مجھے نجانے کیوں الجھن سی ہو رہی ہے“...... ریتا نے کہا۔

”یہ اماں بی کی طرف سے تعین کردہ گارڈز ہیں اس لئے یہ علیحدہ ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اماں بی کا حکم جو ہوا“...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”اماں بی یعنی آپ کی مدر“...... ریتا نے چونک کر کہا۔

”ہاں وہی جو کائنات میں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ شفیق ہستی ہوتی ہے“...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن انہوں نے کیوں یہ باڈی گارڈز آپ پر مسلط کر رکھے ہیں“...... ریتا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اماں بی کا خیال ہے کہ ان کے اکلوتے معصوم اور سادہ لوح بیٹے کو ورغلایا جا سکتا ہے اس لئے یہ باڈی گارڈز دن رات میری حفاظت کے لئے متعین کئے گئے ہیں“...... عمران نے جواب دیا تو دونوں بے اختیار ہنس پڑیں۔

”کون ورغلا سکتا ہے آپ کو“...... ریتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کوئی بھی۔ آپ بھی ورغلا سکتی ہیں“...... عمران نے جواب

دیا۔

''مجھے کیا ضرورت ہے آپ کو ورغلانے کی۔ میں تو آپ لوگوں کے قدیم خیالات سے سخت نالاں ہوں''...... ریتا نے کہا۔

''اسی لئے تو باڈی گارڈز خاموش ہیں۔ بہرحال مس رفعت جہاں المعروف مس رانی، آپ کی بہت مہربانی کہ آپ کی وجہ سے آج مس ریتا سے ملاقات ہوگئی۔ اب ہمیں اجازت دیں۔ اماں بی انتظار میں بیٹھی ہوں گی''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ کس کا انتظار کر رہی ہوں گی''...... ریتا نے چونک کر پوچھا۔

''اپنے اکلوتے اور معصوم بیٹے کی بخیر و عافیت واپسی کے انتظار میں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار ریتا کے ساتھ رانی بھی اونچی آواز میں ہنس پڑی۔

''آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے سائنس میں ماسٹر کیا ہوا ہے۔ اب آپ کیا کرتے ہیں''...... ریتا نے پوچھا۔

''بس بردکھاوے کے لئے جاتا رہتا ہوں اور فیل ہو کر واپس آجاتا ہوں''...... عمران نے کہا تو دونوں لڑکیاں بے اختیار ہنس پڑیں۔ اسی لمحے ایک ملازمہ نے آکر رفعت جہاں کے کان میں کچھ کہا تو وہ معذرت کرتی ہوئی اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

''آپ سے مل کر مجھے واقعی حیرت ہو رہی ہے۔ میں سوچ بھی

نہ سکتی تھی کہ اس دور میں ایسے بھولے بھالے اور معصوم لوگ بھی ہو سکتے ہیں''...... ریتا نے کہا۔

''آپ بھی تو معصوم ہیں کہ دوسروں کے بردکھاوے میں خوش ہو رہی ہیں۔ اپنا بردکھاوا ہوتا تو اور بات تھی''...... عمران نے کہا تو ریتا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''میں نے ابھی شادی نہیں کرنی''...... ریتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تو طویل المعیاد پلاننگ ہے۔ یعنی جب کمر جھک جائے گی، آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک ہوگی، سر کے بال سفید ہو چکے ہوں گے، ہاتھ میں چھڑی ہوگی، کمر پر ہاتھ ہوگا اور کراہتے ہوئے قدم قدم آپ چل رہی ہوں گی اس وقت شادی کریں گی''۔ عمران نے کہا تو ریتا ایک بار پھر اونچی آواز میں ہنس پڑی۔

''ارے۔ ایسا بھی نہیں ہے۔ میں فی الحال کی بات کر رہی تھی''...... ریتا نے کہا۔

''حال تو ہر دوسرے لمحے ماضی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ کا گھر کہاں ہے تاکہ اگر آپ چاہیں تو میں وہاں بردکھاوے کے لئے حاضر ہو جاؤں''...... عمران نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ مجھے تو معاف رکھیں۔ میں تو ایکریمیا میں رہتی ہوں جہاں اس قسم کی حماقتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ مجھے ابھی چھ سات سال شادی نہیں کرنی''۔ ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پتہ تو بتا دیں۔ چھ سات سال گزرتے دیر تو نہیں لگتی۔ ان دنوں تو وقت بے حد تیز رفتار ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا تو ریتا بے اختیار ہنس پڑی۔

"ارے۔ کہیں آپ رافی کی بجائے مجھ پر تو عاشق نہیں ہو گئے"۔ ریتا نے کہا۔

"مس آئندہ یہ الفاظ منہ سے نہ نکالنا ورنہ"...... یکلخت عمران کے عقب میں کھڑے جوزف نے ہولسٹر سے ریوالور نکالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں ریتا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے۔ ارے۔ مس ریتا تو مذاق کر رہی ہیں۔ بھلا خود سوچو کہ چھ سات سال بعد محترمہ نجانے کہاں ہوں گی اس لئے خاموش رہو"...... عمران نے جوزف سے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیا اور ریتا ایک بار پھر چونک پڑی۔

"یہ حبشی آپ کو باس کیوں کہتا ہے۔ کیا آپ کا اور اس کا کسی تنظیم یا ادارے سے تعلق ہے"...... ریتا نے کہا۔

"دوسرا حبشی مجھے ماسٹر کہتا ہے اور آپ کہیں گی کہ شاید میں کوئی گینگسٹر ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے رافی واپس آ گئی۔

"ڈیڈی کی طرف سے آپ کو واپسی کی اجازت مل گئی ہے"۔ رافی نے قریب آ کر کہا۔

"مطلب ہے کہ اب ہم واپس جائیں۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میرا یہ مطلب نہ تھا کہ آپ ابھی واپس چلے جائیں۔ میں نے تو اس لئے کہا ہے کہ ڈیڈی نے واپسی کی اجازت دے دی ہے۔ آپ اب جب چاہیں جا سکتے ہیں"...... رافی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے مس رافی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی پسند کا شوہر دے اور آپ کی زندگی خوشیوں سے بھری رہے"۔ عمران نے بڑے بوڑھوں کی طرح دعائیں دیتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیوں بوڑھوں کی طرح دعائیں دینے لگ گئے ہیں"...... ریتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بوڑھا ہونے کی ریہرسل کر رہا ہوں تاکہ چھ سات سال بعد بردکھاوے میں کامیاب ہو سکوں"...... عمران نے کہا تو ریتا اس طرح ہنسنے لگی کہ رافی اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگ گئی۔

کار تیزی سے سپر کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر شیکھر تھا جبکہ عقبی سیٹ پر ریتا بیٹھی ہوئی تھی۔ ریتا اپنے اصل چہرے میں تھی۔ سپر کلب میں داخلہ محدود ہوتا تھا اور صرف ان لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت ملتی تھی جن کے بارے میں ضمانت دی جاتی تھی کہ وہ غیر ملکی نہیں ہیں اور نہ ہی کسی مشکوک معاملات میں ملوث ہیں۔ یہاں پاکیشیا میں کافرستان کا ایک ایسا گروپ موجود تھا جو خاصا بااثر تھا۔ اس گروپ کے ذریعے ہی دارالحکومت میں کوٹھی اور کار کا بندوبست کیا گیا تھا اور اس گروپ نے ہی ریتا کے سپر کلب میں داخلے کو ممکن بنایا تھا۔ ریتا کو بطور بزنس پرسن سپر کلب میں داخلے کی اجازت ملی تھی۔

سپر کلب میں فوج کے ساتھ ساتھ اعلیٰ شہری حکام اور سائنس دان آتے جاتے رہتے تھے اور یہ سب کا پسندیدہ کلب تھا۔ یہاں

پر ہر اس کام کی باقاعدہ سہولت مہیا کی جاتی تھی جو کام ویسے عام صورت میں ممکن ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اعلیٰ حکام کو اس بارے میں بخوبی علم تھا لیکن وہ خود اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھوتے رہتے تھے اس لئے آج تک کسی نے اعتراض نہ کیا تھا کہ پاکیشیا جیسے نظریاتی ملک میں ایسی خرافات کو ختم ہونا چاہئے۔ ریتا کو بتا دیا گیا تھا کہ ڈاکٹر اعظم آج سپر کلب پہنچے گا اور ریتا سے باقاعدہ ٹیبل نمبر گیارہ پر ملاقات کرے گا کیونکہ دونوں کے لئے ایک ہی ٹیبل ریزرو کرائی گئی تھی۔

ریتا نے آج ڈاکٹر اعظم سے سارے معاملات طے کرنے تھے تاکہ اس کے مطابق ڈاکٹر اعظم کو اس انداز میں پاکیشیا سے باہر لے جایا جائے کہ کسی کو اس کے کافرستان جانے کا بھی علم نہ ہو سکے۔ ریتا کو جس آدمی سے سب سے زیادہ ڈرایا گیا تھا وہ علی عمران تھا اور ریتا کے ذہن اور دل میں نجانے علی عمران کے لئے کیسے کیسے تصورات تھے لیکن اتفاقاً جب رافی کے ہاں علی عمران سے اس کی ملاقات ہوئی تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ عمران تو ایک بھولا بھالا اور سیدھا سادہ سا نوجوان ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوئی ہے لیکن جس طرح اعلیٰ تعلیم بھی بعض افراد کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اسی طرح اس نے ریتا کے نقطہ نظر سے عمران کا بھی کچھ نہیں بگاڑا تھا اس لئے ریتا اب عمران کی طرف سے فکرمند نہ رہی تھی۔ البتہ ملٹری انٹیلی جنس کی

طرف سے وہ فکر مند تھی اور اسے معلوم تھا کہ سپر کلب میں ڈاکٹر اعظم سے ملاقات میں ہونے والی بات چیت کو ٹیپ بھی کیا جا سکتا تھا اس لئے اس نے ایک خصوصی آلہ اپنے لباس میں رکھ لیا تھا جو ایسے سگنل نشر کرتا تھا جس سے ایک مخصوص رینج میں ہونے والی گفتگو نہ سنی جا سکتی تھی اور نہ ہی ٹیپ کی جا سکتی تھی۔ اس آلے کو سٹاپ ٹاک کہا جاتا تھا اور یہ ابھی عام نہ ہوا تھا۔ ریتا نے بھی اسے ایکریمیا سے خصوصی طور پر حاصل کیا تھا۔ ریتا عقبی سیٹ پر بیٹھی یہ سب کچھ سوچ رہی تھی کہ کار کی رفتار آہستہ ہونے لگی تو ریتا چونک کر سیدھی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد کار تین منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ پر رک گئی۔ گیٹ بند تھا۔ گیٹ سے باہر دو مسلح دربان موجود تھے۔

''ادھر آؤ''...... ریتا نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر ایک دربان کو جو ڈرائیور کی طرف بڑھ رہا تھا، مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''یس میڈم''...... دربان نے ریتا کی طرف مڑتے ہوئے کہا تو ریتا نے ہاتھ میں موجود ایک کارڈ دربان کی طرف بڑھا دیا۔

''یس میڈم۔ آپ جا سکتی ہیں''...... دربان نے کارڈ دیکھتے ہی باقاعدہ سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پھاٹک کھولنے کا اشارہ کر دیا تو پھاٹک کھل گیا اور کار اندر داخل ہو کر کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہاں پہلے بھی چند کاریں موجود تھیں۔ ریتا کو چند لمحے انتظار کرنا پڑا۔ پھر اس کی کار بھی مین گیٹ کے سامنے

رکی۔

''تم میری واپسی کا پارکنگ میں انتظار کرو گے شیکھر''...... ریتا نے شیکھر سے کہا۔

''یس میڈم''...... شیکھر نے جواب دیا۔ مین گیٹ کے سامنے کار سے اتر کر وہاں موجود سیکورٹی والوں کو ریتا نے وہ کارڈ دوبارہ دکھایا تو انہوں نے سیلوٹ کرتے ہوئے گیٹ کھول دیا اور ریتا اندر داخل ہو گئی۔ اس نے کارڈ کو اپنے پرس میں رکھ لیا تھا۔

''آپ کے لئے کون سی ٹیبل ریزرو ہے میڈم''...... اندر داخل ہوتے ہی ایک سپروائزر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گیارہ نمبر ٹیبل''...... ریتا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''آیئے۔ میں رہنمائی کرتا ہوں آپ کی''...... سپروائزر نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سٹیج کے تقریباً قریب موجود تیسری لائن میں ایک ٹیبل پر پہنچ گئے۔ اس پر کارڈ موجود تھا جس پر ریتا اور ڈاکٹر اعظم دونوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ سپروائزر نے کارڈ اٹھا لیا اور واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ویٹر پہنچ گیا لیکن ریتا نے اسے انتظار کرنے کے لئے کہا۔ کلب کا ماحول بے حد آزادانہ تھا۔ عورتیں اور مرد دونوں کا تعلق اونچے طبقے سے دکھائی دیتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک قدرے ادھیڑ عمر آدمی جس کے سر کے بال آدھے سے زیادہ غائب تھے۔ آنکھوں پر موٹے شیشوں والی عینک چڑھائے اور سوٹ پہنے اس ٹیبل پر آ گیا۔ اسے

دیکھتے ہی ریتا پہچان گئی کہ یہی سائنس دان ڈاکٹر اعظم ہے کیونکہ وہ اس کی تصویر فائل میں دیکھ چکی تھی۔

''میرا نام اعظم ہے''..... آنے والے نے قدرے خشک لہجے میں کہا تو ریتا اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''میرا نام ریتا ہے''..... ریتا نے مسکراتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اعظم نے قدرے گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی اور چہرے پر مسکراہٹ دوڑنے لگی کیونکہ ریتا بے حد متناسب جسم کی مالک تھی اور جو اسے ایک بار دیکھتا تھا وہ دوبارہ دیکھنے پر مجبور ہو جاتا تھا اور آج وہ ڈاکٹر اعظم کے لئے باقاعدہ تیار ہو کر آئی تھی تاکہ ڈاکٹر اعظم کو جسمانی طور پر بھی سرنڈر کر سکے۔

''سوری۔ مجھے چند منٹ دیر ہو گئی ہے''..... ڈاکٹر اعظم نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی ریتا بھی بیٹھ گئی۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گی''..... ڈاکٹر اعظم نے پوچھا۔

''جو جی چاہے منگوا لیجئے۔ لگتا ہے کہ آج میں آپ کی مہمان ہوں''..... ریتا نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا تاکہ تکلف کی دیوار ٹوٹ سکے۔

''آپ خاتون ہیں اس لئے آپ کی خدمت مجھے کرنا ہو گی''۔ ڈاکٹر اعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور یقیناً خوبصورت بھی ہوں''..... ریتا نے دانستہ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ درست کہہ رہی ہیں۔ مجھے یورپ اور ایکریمیا کی لڑکیاں اچھی لگتی ہیں لیکن آپ تو ان سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں اور اچھی بھی''..... ڈاکٹر اعظم نے قدرے کھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو اشارہ کر دیا۔

''یس سر''..... ویٹر نے قریب آ کر جھکتے ہوئے کہا۔

''دو گلاس وائن لے آؤ''..... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''یس سر''..... ویٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''کیا ساری بات چیت ہم نے یہیں بیٹھ کر کرنی ہے''..... ریتا نے کہا۔

''نہیں۔ سپیشل روم نمبر فور بک ہے۔ وہ ایسا کمرہ ہے جس میں ہونے والی گفتگو اوپن نہیں ہوتی اور وہاں ہر وہ کام کیا جا سکتا ہے جو پبلک میں نہیں کیا جا سکتا اس لئے ہم یہاں کچھ دیر گزاریں گے اور پھر اٹھ کر سپیشل روم میں چلے جائیں گے۔ اس طرح یہی سمجھا جائے گا کہ ہم رازداری نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے گئے ہیں۔ اگر ہم براہ راست وہاں چلے جاتے تو ہم پر یقیناً شک کیا جا سکتا تھا''۔ ڈاکٹر اعظم نے ویٹر کی لائی ہوئی وائن کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ احتیاط اچھی چیز ہے''..... ریتا نے کہا اور سامنے موجود وائن کا گلاس اٹھا کر اس نے منہ سے لگا لیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ

دونوں سپیشل روم نمبر فور پہنچ گئے۔ یہ کمرہ واقعی بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ یہ بیک وقت بیڈ روم بھی تھا اور میٹنگ روم بھی۔ یہاں الماری شراب کی بوتلوں سے بھری ہوئی تھی تاکہ باہر سے کوئی چیز نہ منگوانی پڑے۔

''بیٹھیں مس ریتا۔ پہلے ہم اصل موضوع پر بات کر لیں''۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''ہاں بولیں۔ آپ نے اپنے طور پر کیا سوچا ہے''...... ریتا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میری تو ایک ہی ڈیمانڈ ہے کہ مجھے اس انداز میں کافرستان لے جایا جائے کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ میں کافرستان میں ہوں ورنہ ملٹری انٹیلی جنس مجھے وہاں بھی ٹریس کر سکتی ہے۔ طریقہ کار آپ نے سوچنا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کسی ایجنسی کی چیف ہیں اور یہ سارا مشن آپ کے ذمے لگایا گیا ہے اس لئے آپ بتائیں کہ آپ نے کیا پلاننگ کی ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''ہماری پلاننگ فول پروف ہے۔ میرے بیگ میں میک اپ باکس موجود ہے۔ آپ کا یہاں اس کمرے میں میک اپ کیا جائے گا۔ پھر اس میک اپ میں آپ کی تصاویر لی جائیں گی اور پھر ان تصاویر کے مطابق آپ کے نئے کاغذات تیار ہوں گے۔ اس نئے روپ میں میری اسسٹنٹ روزی آپ کی بیوی کے طور پر ساتھ

جائے گی تاکہ اگر کسی کو کوئی شک بھی پڑے تو وہ دور ہو سکے۔ آپ بے فکر رہیں۔ روزی آپ کے لئے بہترین بیوی ثابت ہو گی اور وہ مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور فٹ ہے۔ میں اور میرا اسسٹنٹ شیکھر آپ کی نگرانی کریں گے۔ یہاں سے آپ کو آران بھجوایا جائے گا۔ پھر آران سے یورپ اور یورپ سے ایکریمیا۔ ایکریمیا میں آپ کا مستقل بنیاد پر نیا میک اپ کیا جائے گا۔ مطلب ہے پلاسٹک سرجری کی جائے گی۔ نیا نام اور نئے کاغذات کے ساتھ آپ ایکریمیا سے کافرستان پہنچ جائیں گے اور وہاں آپ کو آپ کی مطلوبہ سہولیات مل جائیں گی اور آپ اس فارمولے پر کام شروع کر دیں گے جس بارے میں آپ کی اور ڈاکٹر شنکر کی تفصیلی بات ہوئی تھی''...... ریتا نے تفصیل سے پلاننگ بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ نے یہاں میک اپ کرنے کے بعد دوبارہ ختم کرنے کی بات نہیں کی۔ میں نئے میک اپ میں واپس کیسے جاؤں گا''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو ریتا بے اختیار ہنس پڑی۔

''یہ بات کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ یہ میک اپ تصویر حاصل کرنے کے لئے کیا جائے گا تاکہ اس تصویر کے مطابق آپ کے نئے کاغذات تیار ہو سکیں۔ کاغذات تیار کرانے کے بعد روانگی کے وقت آپ کا دوبارہ تصویر کے مطابق میک اپ کیا جائے گا''۔ ریتا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کی پلاننگ اچھی ہے لیکن نئے کاغذات کے

تحت میرا نام اور پیشہ کیا ہو گا''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''آپ کو مقامی یونیورسٹی کا پروفیسر ظاہر کیا جائے گا۔ آپ کا نیا نام ڈاکٹر جیکب ہو گا اور آپ یونیورسٹی کی طرف سے آران اور وہاں سے یورپ جائیں گے۔ پھر یورپ میں آپ نئے میک اپ میں آ کر ایکریمیا پہنچ جائیں گے۔ وہاں آپ کی پلاسٹک سرجری کرا کر آپ کو دوبارہ ایشیائی بنا دیا جائے گا اور آپ کے کاغذات کافرستانی بنائے جائیں گے تاکہ جب آپ کافرستان میں رہیں تو آپ پر شک نہ کیا جا سکے''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کے اور میرے درمیان رابطہ کیسے رہے گا''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''درمیانی گروپ جس نے یہ سارا انتظام کیا ہے اس کا آپ سے رابطہ ہو گا۔ وہی آپ کا میک اپ کر کے اور نئے کاغذات تیار کرا کر آپ کو ایئر پورٹ لے جائے گا۔ وہاں روزی آپ کی بیوی کے طور پر موجود ہو گی۔ میں اور میرا اسسٹنٹ ششیکھر آپ کی نگرانی کرتے رہیں گے''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب میں میک اپ کرانے کے لئے تیار ہوں۔ آپ کی طرح آپ کی پلاننگ بھی مجھے پسند آئی ہے۔ یہ پلاننگ واقعی فول پروف ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو ریتا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر بیگ میں سے میک اپ باکس نکال کر اس نے باہر میز پر رکھ لیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ ان دنوں عمران چونکہ فارغ تھا اس لئے وہ کتابیں پڑھنے میں وقت گزار رہا تھا۔ عمران عالم پور میں نواب احمد خان کے گھر ہو آیا تھا اور نواب احمد خان نے خود ہی اس کے ڈیڈی سے کہہ دیا تھا کہ عمران اسے پسند آیا ہے لیکن رانی نے پاکیشیا میں شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ ایکریمیا میں رہائش پذیر ایک پاکیشیائی فیملی کے ایک نوجوان کو پسند کرتی ہے اس لئے اب نواب احمد خان نے اس کی شادی وہیں ایکریمیا میں ہی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس طرح انہوں نے عمران کی شکایت بھی نہ کی اور اس کا مقصد بھی پورا ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ رانی نے خود یہ کھیل کھیلا ہو گا۔ بہرحال یہ مسئلہ حل ہو چکا تھا اس لئے عمران بھی اسے بھول چکا تھا۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی

تو عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''من کہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر مخصوص انداز میں تعارف کرایا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ میرے آفس آؤ۔ یہاں سرداور بھی تمہارے انتظار میں ہیں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی سرداور کا حوالہ بھی دیا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا لیکن اس کے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی رابطہ ختم ہو گیا تھا۔ عمران نے کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ سرداور کا سرسلطان کے آفس میں موجود ہونے کا مطلب تھا کہ معاملہ بے حد سیریس ہے۔ اس نے ڈریسنگ روم میں جا کر لباس تبدیل کیا اور پھر بیرونی دروازہ بند کر کے اس نے چابی مخصوص جگہ پر رکھی تاکہ سلیمان واپس آئے تو دروازہ کھول کر اندر داخل ہو سکے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سنٹرل سیکرٹریٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''کون کون ہیں آفس میں''...... عمران نے سرسلطان کے آفس میں جانے سے پہلے ساتھ والے کمرے میں موجود سیکرٹری سے جا کر پوچھا جو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''سرداور ہیں عمران صاحب''...... سیکرٹری نے جواب دیا۔

''او کے''...... عمران نے کہا اور مڑ کر اس کمرے سے نکل کر سرسلطان کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ باہر موجود چپڑاسی نے اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''ارے جلال بابا۔ تم پھر آ گئے۔ لگتا ہے سرسلطان کا تمہارے بغیر آفس نہیں چلتا''...... عمران نے رک کر کہا۔

''میں خود کچھ عرصے کے لئے گیا تھا صاحب۔ میرا بیٹا بیمار تھا۔ اس کی جگہ ڈیوٹی دیتا رہا ورنہ وہ کنفرم تو تھا نہیں۔ اس طرح اس کی نوکری چلی جاتی۔ پھر اس کو آرام آ گیا تو اس نے اپنی ڈیوٹی جائن کر لی اور میں یہاں واپس آ گیا۔ ویسے سرسلطان جیسا مہربان اور محبت کرنے والا افسر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میرے بیٹے کا تمام تر علاج سرکاری طور پر کرایا ہے اس لئے میں یہاں ہاتھ اٹھا کر انہیں دعائیں دیتا رہتا ہوں''...... جلال بابا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم سرکاری ملازم ہو اور تمہارا بیٹا بھی۔ تو علاج تو سرکاری ہی ہو گا۔ اس میں سرسلطان کا کیا کمال ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے چھوٹے صاحب۔ لیکن یہاں جب تک کوئی بڑا افسر لکھ کر نہ دے عام سی دوا بھی ہم کو نہیں ملتی جبکہ سرسلطان نے نہ صرف حکم دیا بلکہ دو بار خود بھی میرے بیٹے کو دیکھنے ہسپتال آئے۔ پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہسپتال والوں نے کیسا علاج کیا ہو گا۔ بالکل بڑے افسروں جیسا علاج''...... جلال بابا نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ سرسلطان جیسا افسر واقعی نہیں مل سکے گا۔ اسی لئے تو حکومت انہیں ریٹائر نہیں کر رہی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھول کر آفس میں داخل ہو گیا۔ سرسلطان اور سرداور دونوں آفس میں موجود تھے۔

''کیا میں اندر آ سکتا ہوں''...... عمران نے دروازے کے اندر رک کر چھوٹے بچوں کے سے انداز میں کہا۔

''اب آ گئے ہو تو آ جاؤ۔ باہر سے پوچھتے تو دو گھنٹے بعد اجازت ملتی''...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یعنی ایک سر کا ایک گھنٹہ۔ کافی طویل معاملہ ہے''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''ایک سر۔ ایک گھنٹہ۔ کیا مطلب''...... سرسلطان نے حیران ہو کر کہا جبکہ سرداور خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

''آپ بھی سر اور سرداور صاحب بھی سر۔ جہاں دو سر اکٹھے ہوں وہاں بے چارے بغیر سر والے کی کیا گنجائش۔ بہرحال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''...... عمران نے بات کرتے کرتے پورا سلام کر دیا۔

''وعلیکم السلام۔ بیٹھو''...... سرسلطان نے کہا۔

''آپ نے شاید چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے''...... عمران نے کرسی پر بیٹھ کر سرداور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مذاق مت کرو عمران۔ اس وقت میں بے حد پریشان ہوں''۔ سرداور نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چلیں آپ بولے تو سہی۔ اس کا مطلب ہے کہ چپ کا روزہ نہیں ورنہ افطاری کے وقت ہی بولتے۔ لیکن پریشانی کیا ہے جس کے لئے دو سر اکٹھے بیٹھنے پر مجبور ہوئے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران بیٹے۔ پاکیشیا میں ایک ڈاکٹر اعظم تھے۔ وہ میزائل ٹیکنالوجی پر اتھارٹی سمجھے جاتے تھے حتیٰ کہ ایکریمیا، کارمن، گریٹ لینڈ، شوگران اور کافرستان کے بڑے بڑے سائنس دان ان کی ذہانت اور میزائل ٹیکنالوجی پر ان کی فراست کے قائل تھے۔ انہوں نے میزائل کا ایک ایسا فارمولا بنایا تھا جسے تم آئندہ کا میزائل کہہ سکتے ہو۔ حکومت نے اس فارمولے پر کام شروع کرا دیا۔ گو یہ کام خاصا طویل تھا لیکن بہرحال اس پر کام شروع تھا۔ میں نے ان سے فارمولا لے کر اس کی کاپی تیار کی اور ایک کاپی اپنے پاس محفوظ کر لی۔ اس کا علم ڈاکٹر اعظم کو نہیں ہونے دیا گیا کیونکہ مجھے رپورٹیں ملنا شروع ہو گئی تھیں کہ ڈاکٹر اعظم کے خیالات پاکیشیا کے لئے اچھے نہیں ہیں۔ ہوا یہ کہ ان کے آبائی گھر جس میں ان کا اکلوتا نوجوان بیٹا رہتا تھا وہاں ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور ان کے بیٹے، ان کی بہو اور دو پوتوں نے مزاحمت کی تو ڈاکوؤں نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد جیسے ان کا ذہن تبدیل ہو

گیا اور وہ پاکیشیا سے سخت نفرت کرنے لگے اور علی الاعلان پاکیشیا کے خلاف باتیں کرتے تھے''۔۔۔۔۔ سرداور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے تھے کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''ڈاکٹر اعظم اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ وہ چار روز پہلے اپنی رہائش گاہ سے کار میں سوار ہو کر شہر آئے ہیں۔ اس کے بعد ان کا پتہ نہیں چل رہا۔ ان کی کار ایک پبلک پارکنگ میں کھڑی ملی ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس نے ان کو تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن آج تک ان کا پتہ نہیں چل سکا۔ ان کی فیملی تو ہے نہیں کیونکہ بیوی پہلے فوت ہو گئی تھی۔ بیٹا، بہو اور پوتے ڈاکوؤں نے مار دیئے اس لئے وہ اب پاکیشیا میں اکیلے تھے۔ وہ بے حد سنجیدہ، مدبر اور جہاندیدہ انسان تھے۔ اپنے علم میں واقعی اتھارٹی تھے''۔۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

''ان کے جانے سے اس فارمولے پر کام بند ہو گیا ہو گا''۔ عمران نے کہا۔

''اس کی ہمیں اتنی فکر نہیں ہے کیونکہ فارمولا ہمارے پاس ہے اور ڈاکٹر اعظم کے تحت ایک پوری ٹیم اس فارمولے پر کام کر رہی تھی۔ اگر ڈاکٹر اعظم ہوتے تو یہ میزائل زیادہ سے زیادہ ایک سال میں تیار ہو جاتا لیکن اب ان کی عدم موجودگی میں دو تین سال بھی لگ سکتے ہیں۔ اس بارے میں ہمیں فکر نہیں ہے''۔۔۔۔۔ سرداور نے

کہا۔

''تو پھر پریشانی کی کیا بات ہے''۔۔۔۔۔ عمران نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر اعظم فارمولا بھی ساتھ لے گئے ہیں۔ ہمیں خطرہ صرف یہ ہے کہ اگر وہ کافرستان چلے گئے اور وہاں انہوں نے میزائل بنا دیا تو ہمارے لئے یہ میزائل بے کار ہو جائے گا۔ ہماری قوم اور ہمارے ملک کا اس پر اتنا پیسہ لگ رہا ہے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ صرف اس لئے کہ میزائل ٹیکنالوجی میں ہم اپنے دشمن کافرستان سے آگے رہیں ورنہ وہ تو چند لمحوں کے لئے بھی ہماری آزادی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر اعظم نے یہ فارمولا بنایا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا اینٹی بھی بنا دے۔ اس طرح پاکیشیا کی سلامتی شدید خطرے کی زد میں آ جائے گی اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر اعظم جہاں بھی ہوں انہیں ہر حالت میں واپس پاکیشیا لایا جائے تاکہ یہ میزائل پاکیشیا کے علاوہ اور کوئی نہ بنا سکے''۔۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

''آپ کا صرف خیال ہے کہ ڈاکٹر اعظم کافرستان کے لئے کام کرے گا یا آپ کے پاس اس کی کوئی ٹھوس وجہ بھی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''پولیس کو اس کے ملازم سے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق اکثر پاکیشیا کے خلاف اور کافرستان کے حق میں باتیں ہوتی

رہتی تھیں۔ اس کے بیٹے، بہو اور پوتوں کی ڈاکوؤں کے ہاتھوں
ہلاکت کے بعد تو وہ پاکیشیا کے سخت خلاف ہو گیا تھا۔ اس کا کہنا
تھا کہ اس سے تو اچھا کافرستان ہے جہاں ہر طبقہ اور مذہب ساتھ
ساتھ رہتے ہیں۔ ویسے اگر وہ ایکریمیا جائے اور سپر پاور کے پاس
چلا جائے تو پھر ہمیں اتنی پریشانی نہیں ہے جتنی اس کے کافرستان
جانے سے ہے۔ اب یہ تم نے معلوم کرنا ہے کہ وہ کہاں ہے''۔ سرداور
نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں چیف کو رپورٹ دے دیتا ہوں۔ پھر چیف
جیسے فیصلہ کرے''...... عمران نے کہا۔

''چیف کو کہنا کہ یہ پاکیشیا کی سلامتی کا مسئلہ ہے۔ سمجھے''۔
سرداور نے زور دیتے ہوئے کہا۔

''چیف آپ سے زیادہ ان معاملات کو سمجھتے ہیں سرداور، اس
لئے انہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں ہوتی''...... عمران نے اٹھتے
ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے یقین ہے کہ چیف کو ہم سے زیادہ ان معاملات
کا علم ہے اس لئے وہ یقیناً پاکیشیا کے حق میں فیصلہ کریں گے''۔
سرسلطان نے کہا۔

''سرداور۔ ڈاکٹر اعظم کی کوئی تصویر مل جائے گی۔ ان کے
قدوقامت کے بارے میں معلومات اور ان کی رہائش کہاں تھی''
عمران نے کہا۔

''ہاں ہے۔ ان کی پرسنل فائل ہمارے پاس ہے''...... سرداور
نے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب مجھے اجازت۔ میں اپنے طور پر بھی اس کیس پر
کام کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ چیف بھی اس پر کام کرے گا۔
پہلے تو یہ دیکھنا ہو گا کہ ڈاکٹر اعظم یہاں سے خود چلے گئے ہیں یا
کوئی تنظیم یا ایجنسی انہیں لے گئی ہے۔ دوسری بات یہ دیکھنی ہے کہ
وہ گئے کہاں ہیں۔ ایکریمیا، کارمن، گریٹ لینڈ یا کافرستان۔ اس
کے بعد طے ہو گا کہ ڈاکٹر اعظم کا کیا کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ اسے واپس لانا ہے اور کیا کرنا ہے''۔ سرسلطان
نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہو گا''...... عمران نے کہا اور سلام کر کے واپس
مڑا اور آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری
سے دوڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی
دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔

''عمران صاحب۔ بڑے دنوں بعد چکر لگایا ہے آپ نے''۔
رسمی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جب کوئی کام نہ ہو تو دانش کتابوں سے حاصل کرنا پڑتی
ہے''...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ
میں پکڑی ہوئی فائل کو سامنے رکھ کر کھولا اور اس کو غور سے دیکھنے

لگا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

''میں آپ کے لئے چائے لے آتا ہوں''...... بلیک زیرو نے
کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو
اس نے دونوں ہاتھوں میں چائے کے کپ پکڑے ہوئے تھے۔
اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ
کر مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اس فائل میں ڈاکٹر اعظم کی تصویر موجود ہے۔ اس کی کاپی
دو تاکہ میں جولیا کو دے کر اسے کہوں کہ وہ اور پوری ٹیم اسے
تلاش کرے''...... عمران نے فائل بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر اعظم کون ہیں اور کہاں غائب ہیں جو انہیں تلاش کرنا
رہا ہے''...... بلیک زیرو نے فائل کھول کر اس میں موجود تصویر
دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے سرسلطان کے آفس میں سرداور سے
ہونے والی گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ یہ تو انتہائی اہم مسئلہ ہے''...... بلیک زیرو نے قدرے
پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر اعظم کو کافرستان ہی لے اڑا ہے
کیونکہ سپر پاورز تو میزائل ٹیکنالوجی میں کافی آگے ہیں۔ اصل مسئلہ
پاکیشیا اور کافرستان کا ہے۔ بہرحال اس پر کام ہو گا تو اصل بات
سامنے آئے گی''...... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''اسے تلاش کہاں کیا جائے گا۔ اگر وہ یہاں زندہ موجود ہوتا تو
گھر واپس پہنچ چکا ہوتا یا مر چکا ہوتا تو کہیں نہ کہیں سے اس کی
لاش سامنے آ جاتی۔ یہ تو دانستہ کہیں چلا گیا ہو گا''...... بلیک زیرو
نے کہا۔

''یہ سائنس دان اکیلے نہیں جایا کرتے اور نہ ہی جا سکتے ہیں۔
لازماً کسی تنظیم یا ایجنسی نے اسے یہاں سے لے جانے کے لئے
کام کیا ہو گا اور اس سے ان کی کہیں نہ کہیں ملاقات ہوتی رہی ہو
گی''...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز
سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''دانش منزل کے ایگزٹ باکس سے ایک تصویر لے جاؤ اور
اس کی کاپیاں کروا کر پوری ٹیم کو دے دو۔ اسے تلاش کرنا ہے''۔
عمران نے کہا اور پھر جولیا کو تفصیل سے بتا دیا کہ ڈاکٹر اعظم کو
کیوں تلاش کیا جا رہا ہے۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا۔

''تم نے ان لوگوں کو تلاش کرنا ہے جن سے گزشتہ ایک ہفتے
کے دوران ڈاکٹر اعظم نے ملاقات کی ہے۔ پھر ان لوگوں کی

پڑتال کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس چیف۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ میں ابھی آ کر تصویر لے جاتی ہوں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''تصویر ایگزٹ باکس میں ڈال دو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے فائل سے تصویر نکالی اور پہلے لائبریری میں جا کر اس نے اس کی دو کاپیاں تیار کیں اور پھر اس تصویر کو اس نے مین گیٹ میں بنے ہوئے ایگزٹ باکس میں ڈال دیا جہاں سے جولیا اسے نکال لیتی۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر تین بار زیرو پریس کر کے اس نے اسے سپیشل فون بنا دیا اور پھر اس نے ٹائیگر کا نمبر پریس کر دیا۔ سکرین پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہونا شروع ہو گیا۔

''یس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ حکم باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ریکس کلب میں باس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے فلیٹ آ جاؤ۔ تمہارے ذمے ایک اہم کام لگانا ہے''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سیل فون آف کر کے اس نے

اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

''وہ تصویر مجھے دو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ایک کاپی اور فائل دونوں اٹھا کر اسے دے دیں۔ عمران نے تصویر جیب میں ڈالی اور فائل اٹھا کر وہ واپس چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

ریتا آفس میں داخل ہوئی تو ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل جگدیش نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

"ویل ڈن ریتا۔ ویل ڈن۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"..... کرنل جگدیش نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تھینک یو سر۔ آپ کے یہ کمنٹس میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہیں"..... ریتا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر کرنل جگدیش کے کہنے پر وہ میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

"حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ڈاکٹر اعظم کی حفاظت بھی اب تمہاری ہی ایجنسی نے کرنی ہے"..... کرنل جگدیش نے کہا تو ریتا بے اختیار چونک پڑی۔

"حفاظت۔ کیا مطلب۔ کس سے حفاظت"..... ریتا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس سے۔ وہ لازماً اس کے پیچھے آئے گی"..... کرنل جگدیش نے کہا۔

"آپ نے میری رپورٹ تو پڑھی ہے۔ کسی کو زندگی بھر یہ علم نہیں ہو سکتا کہ ڈاکٹر اعظم کہاں غائب ہو گیا ہے۔ میں نے ایسی پلاننگ کی ہے کہ اب اگر ڈاکٹر اعظم خود بھی کسی کو یہ کہہ کر یقین دلانے کی کوشش کرے کہ وہ ڈاکٹر اعظم ہے تو کوئی اس کا یقین نہ کرے گا اور خود وہ کافرستان میں رہنا چاہتا ہے اس لئے وہ کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتا۔ پھر حفاظت کیسی"..... ریتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے رپورٹ ملی ہے کہ ڈاکٹر اعظم کی اصل چہرے والی تصویر لئے بہت سے لوگ مختلف ہوٹلوں، کلبوں اور دیگر مقامات کے علاوہ ٹیکسی ڈرائیوروں سے معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہیں اور ان کے قد وقامت دیکھ کر لگتا ہے کہ ان کا تعلق یا تو ملٹری انٹیلی جنس سے ہے یا پھر سیکرٹ سروس سے اور ویسے بھی وہ عمران ایسا آدمی ہے جسے ہر وہ بات معلوم ہو جاتی ہے جسے اس سے چھپایا جائے"..... کرنل جگدیش نے کہا۔

"عمران۔ وہ جو احمق اور مسخرہ سا آدمی ہے۔ اس کی بات کر رہے ہیں آپ"..... ریتا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ بظاہر احمق اور مسخرہ نظر آتا ہے لیکن وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ اب تو اس کا نام ہی ایجنسیوں کے لئے

دہشت بن چکا ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''میں اس سے مل چکی ہوں۔ مجھے تو اب یقین ہوگیا ہے کہ وہ واقعی احمق اور مسخرہ ہے۔ لوگوں نے خواہ مخواہ اسے چڑھا رکھا ہے''۔ ریتا نے کہا تو کرنل جگدیش بے اختیار اچھل پڑا۔

''تم اس سے مل چکی ہو۔ کب۔ کہاں''...... کرنل جگدیش نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا میں ملاقات ہوئی تھی''...... ریتا نے بڑے نارمل سے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا میں۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اب وہ تمہارے پیچھے کسی بھوت کی طرح یہاں پہنچ جائے گا''...... کرنل جگدیش نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

''میں نے اسے یہ نہیں بتایا کہ میں کافرستان میں رہتی ہوں۔ میں نے اسے بتایا کہ میں مستقل طور پر ایکریمیا میں رہتی ہوں''۔ ریتا نے جواب دیا۔

''پوری تفصیل بتاؤ پوری۔ تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے''۔ کرنل جگدیش نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا تو ریتا نے ایئر پورٹ پر نواب احمد خان کی بیٹی رفعت جہاں عرف رانی سے ہونے والی ملاقات اور پھر رانی اور اس کے والد کے بارے میں تفصیل بتانے کے بعد یہ بھی بتا دیا کہ وہ رانی کی دعوت پر اس کے گھر گئی جو دارالحکومت سے دور ایک قصبے میں ہے۔ وہاں عمران بردکھاوے

کے لئے آیا۔ اس کے ساتھ دو باڈی گارڈز بھی تھے۔ دونوں حبشی تھے۔ ایک افریقی نژاد تھا جبکہ دوسرا ایکریمن نژاد حبشی تھا اور پھر وہاں ہونے والی تمام گفتگو بھی اس نے دوہرا دی۔ اس کے بعد عمران واپس چلا گیا۔ میں دوسرے روز دارالحکومت گئی اور پھر وہاں سے ڈاکٹر اعظم کو لے کر آران جانے تک کی ساری تفصیل اس نے بتا دی۔

''تم نے ڈاکٹر اعظم سے کہاں ملاقات کی تھی''...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

''پر کلب میں''...... ریتا نے جواب دیا۔

''اصل چہرے میں یا میک اپ میں''...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

''اصل چہرے میں۔ لیکن ہم نے ساری بات چیت بند کمرے میں کی۔ اس کے بعد میں اس وقت میک اپ میں تھی جب میں ڈاکٹر اعظم سمیت آران گئی اور میں نے یہ سفر سیکنڈ کاغذات پر کیا''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پر کلب سے وہ معلوم کر لے گا کہ تم نے ڈاکٹر اعظم سے خفیہ ملاقات کی ہے۔ اس کے بعد وہ تمہارے پیچھے بھوت کی طرح لگ جائے گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ وہ کسی صورت مجھ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی ڈاکٹر اعظم تک چاہے وہ کتنا ہی چالاک اور ہوشیار ہو۔ ڈاکٹر

اعظم پوری دنیا کے لئے غائب ہو چکا ہے۔ اب اس کا چہرہ مستقل طور پر دوسرا ہے۔ اس کا نام ڈاکٹر جیکب ہے اور وہ مستقل طور پر کافرستان کا رہائشی ہے۔ اس کی تعلیم کا مکمل ریکارڈ لیبارٹری میں موجود ہے''...... ریتا نے کہا۔

''تم نے واقعی کام کیا ہے لیکن مجھے اس عمران سے واقعی خوف آتا ہے۔ یہ شخص وہ کچھ نجانے کہاں سے معلوم کر لیتا ہے جو دنیا کا کوئی اور آدمی معلوم نہیں کر سکتا۔ بہرحال اگر وہ آئے گا تو مار جائے گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''آپ حفاظت کی بات کر رہے تھے۔ جب اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ ڈاکٹر اعظم کہاں گیا ہے تو وہ کیوں یہاں آئے گا۔ پھر یہاں ڈاکٹر اعظم تو سرے سے موجود ہی نہیں ہے اور میری ڈاکٹر اعظم سے بات ہوئی ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے مکمل سہولیات مہیا کی جائیں تو وہ کافرستان کے لئے اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کر سکتا ہے۔ آپ کو اس کی پاکیشیا سے نفرت کا بیک گراؤنڈ تو معلوم ہی ہے''...... ریتا نے کہا۔

''ہاں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ تمہارا سیکشن بالم پور کے پہاڑوں میں منتقل ہو جائے لیکن اب نہیں کیونکہ تمہاری اور ڈاکٹر اعظم کی ملاقات کا علم عمران کو ہو گا تو وہ تمہارے ذریعے اصل بات معلوم کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر اسے معلوم ہوا کہ تم بالم پور میں ہو تو وہ سمجھ جائے گا کہ ڈاکٹر اعظم بھی یہیں ہو گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''کیا اسے بالم پور کی سائنس لیبارٹری کا علم ہے''...... ریتا نے کہا۔

''علم نہیں بھی ہو گا تو ہو جائے گا کیونکہ تم وہاں بہرحال شکار کے لئے تو نہیں گئی ہو گی اس لئے اب بہتر یہ ہے کہ تم یہیں دارالحکومت میں رہو''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''آپ اجازت دیں تو میں معلوم کراتی ہوں کہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے اور اگر وہ کافرستان کا رخ کرے تو اسے ہلاک کر دیا جائے''...... ریتا نے کہا۔

''پہلے بھی بے شمار بار یہ کوشش کی گئی ہے لیکن ہر بار نتیجہ الٹا ہمارے خلاف ہی نکلا ہے۔ تم ایزی رہو۔ جتنا ایزی تم رہو گی اتنا ہی عمران کو معلومات نہ مل سکیں گی''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ حکم دیں۔ ویسے ایک بات میں پیشگی بتا دوں کہ اگر کسی بھی طرح عمران نے میرے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو میں بغیر آپ کی اجازت کے اسے ہلاک کر دوں گی''...... ریتا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس عمران کی موت نہ صرف کافرستان بلکہ اسرائیل کے لئے خصوصاً اور باقی بڑے ملکوں کے لئے عموماً بے حد خوشی کا باعث ہو گی''...... کرنل جگدیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے پہلے بھی کئی بار کافرستان میں مشن مکمل کئے ہیں۔ میں نے وہ ساری فائلیں پڑھی ہیں لیکن ان فائلوں کو پڑھ کر میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی احمق ہیں لیکن وہ جیت ہماری حماقتوں کی وجہ سے جاتے ہیں۔ اگر ہم حماقتیں نہ کریں تو وہ آسانی سے ختم کئے جا سکتے ہیں"...... ریتا نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ خوش قسمتی ان کے ساتھ چلتی ہے لیکن میں نے تمہارے سابقہ مشنز کی فائلیں پڑھی ہیں۔ تمہارے ساتھ بھی خوش قسمتی چلتی ہے جیسے یہ ڈاکٹر اعظم کا مشن۔ اس میں بھی خوش قسمتی نے تمہاری کامیابی میں بڑا حصہ ڈالا ہے کہ تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں آئی ورنہ ایسی باتوں کا اس عمران کو فوراً اس طرح پتہ چل جاتا ہے جیسے وہ پہلے سے سب کچھ جانتا ہو لیکن تمہارے مشن میں ایسا نہیں ہوا اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم اس عمران کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"آپ نے صرف عمران کو ٹارگٹ بنایا ہے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف عمران پر مشتمل نہیں ہے"...... ریتا نے کہا۔

"اصل آدمی عمران ہے۔ باقی لوگ اس لیول پر نہیں ہیں جس لیول پر عمران کام کرتا ہے اس لئے عمران کے خاتمے کا مطلب ان کی تین چوتھائی موت ہے"...... کرنل جگدیش نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر اس عمران کی شامت ہی اسے کافرستان لے آئی گی۔ اب مجھے اجازت دیں"...... ریتا نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل جگدیش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ریتا سلام کر کے مڑی اور آفس سے باہر آ گئی۔

کال بیل کی آواز سنتے ہی عمران جو سٹنگ روم میں بیٹھا ایک
کتاب پڑھنے میں مصروف تھا چونک پڑا۔ وہ فلیٹ میں اکیلا تھا
کیونکہ سلیمان کل سے اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ عمران نے کتاب بند
کر کے میز پر رکھی اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''کون ہے''...... عمران نے اپنی عادت کے مطابق دروازہ
کھولنے سے پہلے پوچھا۔

''ٹائیگر ہوں باس''...... باہر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو
عمران نے دروازہ کھول دیا۔

''آؤ''...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر
کے اندر آنے پر اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر وہ
ٹائیگر کو ساتھ لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔

''چائے پینی ہو تو کچن میں جا کر بنا لو۔ سلیمان تو گاؤں گیا ہوا

ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے پینی ہو تو میں بنا لاتا ہوں۔ میں تو بہت کم چائے
پیتا ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''پھر بیٹھ جاؤ۔ تمہارے ہاتھ کی چائے پی کر میں سلیمان کی
بنائی ہوئی چائے کا ذائقہ خراب نہیں کرنا چاہتا''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ اب سلیمان جیسی چائے تو میں نہیں بنا سکتا''...... ٹائیگر
نے کہا۔

''کچھ پیش رفت ہوئی ہے ڈاکٹر اعظم کے معاملہ میں۔ کتنے
دن ہو گئے ہیں تم نے رپورٹ ہی نہیں دی''...... عمران نے کہا۔

''اسی لئے تو میں خود حاضر ہوا ہوں باس۔ ویسے تو ڈاکٹر اعظم کو
کوئی کلب یا ہوٹل والا نہیں پہچانتا۔ البتہ مجھے سپر کلب سے معلوم
ہوا ہے کہ ڈاکٹر اعظم سپر کلب میں اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔ سپر کلب
میں جا کر جب میں نے انکوائری کی تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر اعظم کو
آخری بار ایک خوبصورت مہمان لڑکی کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔
دونوں کے لئے ایک ہی سیٹ بک تھی۔ جب میں نے اس کا بکنگ
ریکارڈ چیک کیا تو اس لڑکی کا نام ریتا سامنے آیا''...... ٹائیگر نے کہا
تو عمران ریتا کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

''ریتا نام تھا اس کا۔ یہ تو کافرستانی نام ہے''...... عمران نے
کہا۔

''جی ہاں۔ نام سے تو ایسا ہی لگتا ہے لیکن مزید انکوائری پر

معلوم ہوا ہے کہ اس کا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ وہ ایکریمیا کی
ایک بڑی فرم میں سیلز اینڈ پرچیز ڈائریکٹر ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیسے پتہ چلا''...... عمران نے پوچھا۔

''سپر کلب میں سیٹ ریزرویشن کے لئے کسی ایسی پارٹی کی
ضمانت دینا پڑتی ہے جو کسی بھی شعبے میں اعلیٰ درجہ رکھتی ہو اور ر…
کے سلسلے میں یہ ضمانت کلارک انٹرنیشنل ٹریولز کے مالک والٹن نے
دی تھی۔ چنانچہ میں والٹن سے ملا تو اس نے بتایا کہ ان کی فرم کے
ریتا کی بزنس فرم سے کاروباری تعلقات ہیں اور ریتا اپنے
ساتھیوں سمیت یہاں بزنس ڈیل کے لئے آئی تھی اور اس کی
خواہش تھی کہ وہ سپر کلب میں جائے۔ چنانچہ اس کے کہنے پر
نے وہاں فون کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ تمام سیٹیں بک ہو چکی ہیں
البتہ اگر ہم کسی کے ساتھ مشترکہ سیٹ بک کرانا چاہیں اور وہ فریق
بھی رضامند ہو تو ایسا ہو سکتا ہے جس میں نے لسٹ طلب کی
ہمیں دی گئی۔ وہ ہم نے ریتا کو بھجوا دی۔ ریتا نے تین نام دیئے
ان تینوں سے ہم نے رابطہ کیا تو دو نے تو انکار کر دیا اور کہا کہ ا…
کے ساتھ ان کے ذاتی دوست ہیں۔ البتہ سائنس دان ڈاکٹر اعظم
نے رضامندی دے دی۔ چنانچہ ڈاکٹر اعظم کے ساتھ ریتا کی سیٹ
بک کر دی گئی''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پھر تو یہ اتفاقیہ بات ہوئی''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے لیکن میں نے ایک و…

ے جب اس بارے میں مزید پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر اعظم
اور اس ریتا نے کچھ وقت تو اس میز پر گزارا اس کے بعد وہ دونوں
سپیشل روم نمبر فور میں چلے گئے اور وہاں انہوں نے تقریباً ڈیڑھ دو
گھنٹے گزارے۔ ان سپیشل رومز میں ہر وہ کام ہوتا ہے جو باہر نہیں
ہو سکتا۔ میں نے ویٹر سے جب معلوم کیا کہ ڈاکٹر اعظم کا کردار
شروع سے ہی خراب تھا یا اس ریتا کو دیکھ کر وہ ایسا ہو گیا تو ویٹر
نے ڈاکٹر اعظم کے بارے میں بتایا کہ وہ کئی سالوں سے کلب آ
رہا ہے لیکن اس نے آج تک سپیشل روم بک نہیں کرایا۔ ایسا پہلی
بار ہوا ہے اور ڈاکٹر اعظم کا کردار خراب نہیں تھا بلکہ وہ تو عورت
بیزار ٹائپ کا آدمی تھا۔ عورتوں سے بات کرنا بھی اسے گوارہ نہیں
تھا''...... ٹائیگر نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ریتا کا حلیہ اور قدوقامت تم نے معلوم کیا''...... عمران نے
کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور ساتھ ہی حلیہ اور
قدوقامت کے بارے میں بتا دیا۔

''اوہ۔ یہ تو وہی ریتا ہے عالم پور والی''...... عمران نے چونک کر
کہا۔

''عالم پور والی۔ کیا مطلب باس''...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا
تو عمران نے اسے عالم پور جانے اور وہاں رفعت جہاں اور ریتا
سے ملاقات کے بارے میں بتایا۔

"لیکن باس۔ اس کے بعد نہ ریتا سپر کلب گئی اور نہ ہی ڈاکٹر اعظم۔ ریتا کو جو رہائش گاہ مہیا کی گئی تھی وہ بھی کلارک نے اسے لے کر دی تھی۔ میں نے کلارک سے ملنے والی بزنس کمپنی کا فون نمبر معلوم کر کے جہاں ریتا کا مسکن تھا وہاں فون کر کے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ ریتا ان دنوں بزنس ٹور پر ہالینڈ گئی ہوئی ہے اور انہوں نے کنفرم کیا ہے کہ وہ بزنس ٹور پر پاکیشیا کا چکر بھی لگا چکی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے ریتا کے متعلق۔ کیا ڈاکٹر اعظم کو غائب کرنے میں ریتا کا ہاتھ ہے"...... عمران نے کہا۔

"حتمی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ ہر پہلو پر انکوائری تو ہونی چاہئے۔ مجھے اب ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کرنا ہوں گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کس کے بارے میں"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر اعظم اور ریتا کے بارے میں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر اعظم کے بارے میں تو چیف کے حکم پر صفدر انکوائری کر چکا ہے۔ ڈاکٹر اعظم کا کوئی ریکارڈ ایئر پورٹ پر موجود نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر یقیناً اسے سڑک کے ذریعے یا سمندر کے ذریعے پاکیشیا سے باہر لے جایا گیا ہوگا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کافرستان میں چیف کے ایجنٹ نے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہاں ڈاکٹر اعظم کو نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی سرکاری طور پر کسی جگہ ڈاکٹر اعظم کا نام سامنے آیا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر اعظم پاکیشیا سے باہر نہیں گیا۔ یہیں کہیں چھپا ہوا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے اجازت دیں۔ میں مزید کوشش کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر ٹائیگر اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور پھر سٹنگ روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"عالم پور میں ایکسچینج ہے یا اس کا ایکسچینج کسی اور جگہ ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"عالم پور میں ایکسچینج موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا یہاں سے رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایکسچینج

کا نمبر پریس کر دیا۔

''یس۔ عالم پور ایکسچینج''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''نواب احمد خان کی حویلی کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

''نواب حویلی سے حاکم دین بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

''میں دارالحکومت سے علی عمران بول رہا ہوں۔ مس رفعت جہاں سے بات کروائیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ وہ آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں یا نہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میں رافی بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد رفعت جہاں کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''مجھے آپ کی ڈگریاں یاد ہیں اس لئے ڈگریاں دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمائیں۔ کیوں کال کی ہے۔ امید ہے ڈیڈی کا جواب آپ کے ڈیڈی کو مل چکا ہو گا''...... رافی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ نے تو کورا سا جواب دے دیا کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ آپ کی فرینڈ ریتا نو کی بجائے یس میں جواب دے دے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف رافی بے اختیار ہنس پڑی۔

''اچھا تو اب آپ ریتا کو پرپوز کریں گے''...... رافی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اتنی جلدی تو نہیں کر سکتا جتنی جلدی آپ کہہ رہی ہیں۔ کچھ وقت تو بہرحال لگ جائے گا''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ اس میں کتنا وقت لگتا ہے''...... رافی نے کہا۔ وہ بھی شاید عمران کی باتوں سے لطف لے رہی تھی۔

''پہلے تو اسے تلاش کرنا پڑے گا۔ پھر اسے یہاں پاکیشائی بنانا ہو گا۔ اس کے بعد ہی پرپوز کا نمبر آئے گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اس کا فون نمبر میں بتا دیتی ہوں۔ وہ فون جیسے ہی اٹھائے اسے پرپوز کر دیں۔ پھر وہ خود ہی یہاں پاکیشیا آ جائے گی''۔ رافی نے کہا۔

''چلیں نمبر تو دیں۔ آگے کیا کارروائی ہوتی ہے یہ تو بعد میں دیکھا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''ایکریمیا کے شہر ناراک کا نمبر ہے۔ اس کے فلیٹ کا نمبر''۔ رافی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی نمبر بتا دیا گیا۔

"اوکے۔ اب میرے حق میں دعا کریں۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جو اچھے لوگوں کو نو کہہ دے اس کی دعا جلد قبول ہوتی ہے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف رافی ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑی۔

"گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر اور اس کے ساتھ ناراک کا رابطہ نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ گو اسے ایکریمیا اور ناراک دونوں کے رابطہ نمبر زبانی یاد تھے کیونکہ وہ اکثر ایکریمیا اور ناراک فون کرتا رہتا تھا لیکن اس نے پھر بھی کنفرمیشن کرنا ضروری سمجھا تھا۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ریتا سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ مس ریتا یہ فلیٹ فروخت کر کے مستقل طور پر کافرستان شفٹ ہو گئی ہیں۔ سوری"...... دوسری طرف سے کہا گیا

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر پہلے والے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"کیا آپ پلیز بتائیں گی کہ مس ریتا سے کافرستان میں کیسے رابطہ کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہم نے یہ فلیٹ ماسٹر ریئل اسٹیٹ کے ذریعے خریدا تھا۔ ان کا یقیناً رابطہ ہو گا مس ریتا کے ساتھ یا انہیں معلومات ہوں گی۔ ہمارا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ آئی ایم سوری"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایکریمیا اور ناراک کے رابطہ نمبر پریس کرنے کے بعد انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔ چونکہ بین الاقوامی طور پر ہر ملک اور ہر علاقے میں انکوائری کا ایک ہی مخصوص نمبر رکھا گیا تھا اس لئے انکوائری کا نمبر معلوم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ناراک میں ماسٹر ریئل اسٹیٹ ایجنسی ہے۔ اس کا نمبر دیں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ماسٹر رئیل اسٹیٹ ایجنسی''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں جو انچارج ہے اس سے بات کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''ماسٹر جارج مالک اور مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ آپ کون بول رہے ہیں اور کہاں سے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں کافرستان سے بول رہا ہوں اور مجھے ایک پارٹی کے سلسلے میں بات کرنی ہے۔ میرا نام پرنس ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ماسٹر جارج بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ کاروباری تھا۔

''ماسٹر جارج۔ آپ نے ناراک میں مس ریتا کا فلیٹ فروخت کرایا ہے۔ کیا آپ کو یاد ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ مس ریتا کے بارے میں مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ مس ریتا بے حد خوبصورت کافرستانی لڑکی ہے۔ گو وہ طویل عرصہ سے یہاں ایکریمیا میں رہ رہی تھی لیکن ان کو دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ ایک کافرستانی لڑکی ہیں جسے مغرب کی ہوا چھو کر بھی نہیں گزری۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... ماسٹر جارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ یقیناً نفسیاتی طور پر زیادہ بولنے کا عادی تھا۔

''وہ اب کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ تو فلیٹ فروخت کر کے مستقل طور پر کافرستان چلی گئی ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کافرستان میں ان کا پتہ یا فون نمبر''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ اول تو ہمارے پاس ان کا پتہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی فون نمبر ہے لیکن اگر ہوتا بھی تو ہم کسی اجنبی کو بغیر اجازت نہیں دے سکتے تھے''...... ماسٹر جارج نے کہا۔

''میں اپنے فائدے کے لئے نہیں کہہ رہا۔ مس ریتا کی بہن کانگا میں رہتی تھی۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ ان کی کروڑوں ڈالرز کی جائیداد اس کے مرنے کے بعد فروخت کر کے اس کی بہن کو جو ناراک میں رہتی ہے، کو دے دی جائے۔ ہم نے اس کے فلیٹ پر فون کیا تو انہوں نے آپ کا پتہ دیا۔ اگر مس ریتا کا پتہ مل جائے گا تو مس ریتا کو کروڑوں ڈالرز مل جائیں گے ورنہ حکومت کانگا اس رقم کو ضبط کر لے گی''...... عمران نے ایک قابل قبول کہانی بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آئی ایم سوری۔ مجھے واقعی ان کا پتہ یا فون نمبر معلوم نہیں ہے ورنہ اس صورت حال میں آپ کو ضرور بتا دیتا۔ ویری سوری''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر تفکر کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

جولیا اور صالحہ دونوں کار میں سوار بڑے بڑے ہوٹلوں میں ڈاکٹر اعظم کی تصویر اٹھائے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن صبح سے دوپہر ہو گئی تھی اور انہیں کہیں ایک جگہ سے بھی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا تھا۔

"مجھے تو شدید بھوک لگ رہی ہے۔ باقی کام بعد میں کریں گے پہلے گرانڈ ہوٹل میں لنچ کر لیں۔ اس کا کھانا بے حد اچھا ہوتا ہے"...... صالحہ نے جولیا سے کہا جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ صالحہ سائیڈ سیٹ پر موجود تھی۔

"ہاں۔ ویسے بھی میرا خیال ہے کہ ہم اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اس ڈاکٹر اعظم نے تو شاید کسی تہہ خانے میں زندگی گزاری ہے۔ کوئی جانتا ہی نہیں اسے حالانکہ وہ پاکیشیا کے مشہور سائنس دان

ہیں"...... جولیا نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"لگتا واقعی ایسا ہی ہے"...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہوٹل گرانڈ پہنچ گئیں۔ لنچ کا وقت تھا اس لئے ہوٹل کا بڑا ڈائننگ روم کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

"آپ ادھر ہال میں تشریف رکھیں میڈم۔ ڈائننگ روم میں تو جگہ نہیں ہے"...... ایک سپروائزر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کون سی میز خالی ہے۔ ہماری رہنمائی کرو"...... صالحہ نے کہا۔

"یس میڈم۔ آیئے"...... سپروائزر نے کہا اور پھر وہ ان کی رہنمائی کرتا ہوا ہال کے ایک کونے میں پہنچ گیا۔ ہال بھی تقریباً فل تھا۔ البتہ چند میزیں خالی تھیں جن میں سے کونے والی میز ان دونوں کے لئے مخصوص کر دی گئی تو وہ دونوں اطمینان سے وہاں بیٹھ گئیں۔ صالحہ نے مینو اٹھا کر ویٹر کو آرڈر دینا شروع کر دیا۔

"کھانا گرم ہونا چاہئے۔ سمجھے"...... جولیا نے ویٹر سے کہا۔

"یس میڈم جولیا"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو نہ صرف جولیا بلکہ صالحہ بھی بے اختیار چونک پڑی۔

"تم مجھے جانتے ہو۔ میں تو یہاں بہت کم آتی ہوں"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کو شاید یاد نہیں رہا۔ دو سال پہلے جب میں شدید بیمار ہو گیا تھا تو آپ عمران صاحب کے ساتھ میرے گھر گرین ٹاؤن

میری مزاج پرسی کے لئے آئی تھیں اور آپ نے میری بیوی کو میرے علاج کے لئے کافی بڑی رقم دی تھی حالانکہ عمران صاحب مجھے پہلے ہی بہت کچھ دے چکے تھے۔ میرا نام ہاشم ہے اور یہاں مجھے ویٹر بھی عمران صاحب نے ہی رکھوایا تھا''...... ویٹر ہاشم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ گیا۔

''نجانے یہ عمران صاحب اصل میں ہیں کیا۔ انسان ہیں یا فرشتہ۔ نجانے کون کون اور کہاں کہاں ان کو یاد رکھتا ہے''...... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''وہ بیک وقت انسان بھی ہے اور فرشتہ بھی۔ تم صرف یاد کرنے کی بات کر رہی ہو۔ میں نے بے شمار لوگوں کو جھولیاں اٹھا کر اسے دعائیں دیتے دیکھا ہے اور شاید یہی دعائیں ہی اس کی کامیابی اور اس کی حفاظت کی ضامن ہیں''...... جولیا نے خاص کیفیت میں جواب دیتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کی بجائے اپنی تعریف کر رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر ہاشم نے ٹرالی پر موجود کھانا سرو کر دیا اور پھر خالی ٹرالی لے کر واپس چلا گیا۔ جولیا اور صالحہ دونوں کھانا کھانے میں مصروف ہو گئیں۔ کھانے کے بعد دونوں نے ہی جا کر واش بیسن پر ہاتھ دھوئے اور واپس آ کر انہوں نے ہاشم کو کافی لانے کا کہہ دیا۔ ہاشم ان کے ہاتھ دھو کر واپس آنے کے دوران خالی برتن اٹھا کر نہ صرف ٹرالی میں رکھ چکا تھا بلکہ اس نے میز کو بھی صاف کر دیا تھا اور پھر وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا

گیا۔

''اب اور کہاں کہاں جانا ہے ڈاکٹر اعظم کا پتہ لگانے کے لئے''...... صالحہ نے جولیا سے پوچھا۔

''میں نے ہوٹلوں کی ایک طویل فہرست تیار کی تھی۔ آج ان سب کا وزٹ کرنا ہو گا''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر ہاشم ٹرے اٹھائے آ گیا اور اس نے کافی کا سامان میز پر لگانا شروع کر دیا۔

''ہاشم۔ تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو''...... جولیا نے پوچھا۔

''جی۔ آٹھ سالوں سے''...... ہاشم نے جواب دیا۔

''یہ دیکھو۔ یہ ایک تصویر ہے۔ تم اسے پہچانتے ہو''...... جولیا نے جیکٹ کی جیب سے ڈاکٹر اعظم کی تصویر نکال کر ہاشم کی طرف بڑھا دی۔

''یس میڈم۔ یہ ڈاکٹر اعظم ہیں سائنس دان۔ یہ اکثر مواقعوں یا مہمانوں کے ساتھ یہاں لنچ یا ڈنر کرنے آتے رہتے ہیں''۔ ہاشم نے تصویر واپس کرتے ہوئے جواب دیا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سائنس دان ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''میڈم۔ اکثر یہ اپنا تعارف میری موجودگی میں کراتے رہتے ہیں۔ ویٹر کو کسی بات میں شامل نہیں سمجھا جاتا اس لئے ہمارے

سامنے کھل کر باتیں ہوتی رہتی ہیں''..... ہاشم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آخری بار یہ یہاں کب آئے تھے''..... جولیا نے پوچھا۔

''میری ڈیوٹی کے دوران وہ تقریباً دس دن قبل آئے تھے۔ تقریباً ہی کہہ سکتا ہوں کیونکہ حتمی طور پر یاد نہیں ہے۔ ان کے ساتھ ایک مقامی خاتون تھی اور ڈاکٹر صاحب اس خاتون کو کہہ رہے تھے کہ وہ عنقریب مستقل طور پر ایکریمیا شفٹ ہو جائیں گے کیونکہ ایکریمیا میں ان کے اکاؤنٹ میں بھاری رقم جمع ہو چکی ہے''۔ ہاشم نے جواب دیا۔

''کیا تم اس خاتون کو جانتے ہو''..... جولیا نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''یس میڈم۔ لیکن چونکہ یہ ہوٹل کے آداب کے خلاف ہے کہ کسی خاتون کا پتہ بتایا جائے اس لئے جب آپ یہاں سے فارغ ہو کر باہر جائیں گی تو میں باہر آ کر بتا دوں گا''..... ہاشم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

''چلو ہمیں کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو کم از کم کسی نے یہ تو کہا ہے کہ وہ ڈاکٹر اعظم کو جانتا ہے''..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ وہ عام طور پر ہوٹلوں میں نہیں جایا کرتا تھا۔ یہاں بھی وہ صرف کھانے کی پسندیدگی کی وجہ سے آتا رہا ہو گا۔ بہرحال اس خاتون کا پتہ لگ جائے تو اس کے ذریعے مزید

معلومات بھی مل سکتی ہیں''..... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاشم نے بل لا کر دیا تو جولیا نے پرس سے رقم نکال کر ویٹر کو دے دی۔

''باقی تم رکھ لینا''..... جولیا نے کہا۔

''تھینکس میڈم۔ آپ باہر برآمدے میں پہنچیں۔ میں ویٹرز روم کی طرف سے آ رہا ہوں''..... ہاشم نے آہستہ سے کہا اور پھر بل لے کر واپس چلا گیا۔

''آؤ صالحہ''..... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اور صالحہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر وہ دونوں ہوٹل کے مین گیٹ سے باہر نکلیں اور پھر سائیڈ برآمدے کی طرف چلی گئیں جہاں ویٹرز روم کا دروازہ تھا۔ ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہاشم وہاں موجود تھا۔

''میڈم۔ اس خاتون کا نام میڈم رانی ہے اور یہ ہوٹل میں عام مختلف لوگوں کے ساتھ آتی جاتی رہتی ہیں۔ اسے اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا۔ یہ پہلے ہوٹل مہروز میں ڈانسر بھی رہی ہے۔ سرجانی پلازہ میں اس کا فلیٹ ہے لیکن نمبر کا مجھے علم نہیں ہے''۔ ہاشم نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں نام اور رہائش کا کیسے علم ہے''..... صالحہ نے پوچھا۔

''میڈم۔ ویٹرز کو تو اور بھی بہت کچھ معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا ہے نا کہ ویٹرز کی موجودگی کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ البتہ رہائش کا جہاں تک تعلق ہے ہمارے اسسٹنٹ منیجر صاحب بھی

وہاں ایک فلیٹ میں رہتے ہیں۔ میں اکثر ان کی رہائش گاہ پر سامان پہنچانے جاتا رہتا ہوں۔ میں نے اس خاتون کو وہاں آتے جاتے دیکھا تھا اور اس خاتون کا انداز بتاتا تھا کہ وہ وہاں کسی فلیٹ میں رہتی ہے لیکن میڈم۔ کوئی بھی سلسلہ ہو میرا نام درمیان میں نہیں آنا چاہئے ورنہ شکایت پر مجھے نوکری سے نکال دیا جائے گا“۔ ہاشم نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ آؤ صالحہ“...... جولیا نے پہلے ہاشم اور پھر صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا اور واپس مڑ گئی۔ صالحہ بھی سر ہلاتی ہوئی اس کے پیچھے چل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار کا رخ سرجانی پلازہ کی طرف تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ آٹھ منزلہ سرجانی پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑ گئیں۔ پلازہ کی وسیع و عریض پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اتریں اور پلازہ کے آفس کی طرف چل پڑیں جو نچلی منزل میں سامنے موجود تھا۔

”یس میڈم“...... کاؤنٹر پر موجود ایک لڑکی نے کہا۔

”ہمیں میڈم رانی صاحبہ سے ملنا ہے۔ کیا وہ اپنے فلیٹ میں ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”میں معلوم کرتی ہوں“...... لڑکی نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

”آفس کاؤنٹر سے بول رہی ہوں میڈم۔ آپ سے ملنے دو خواتین یہاں موجود ہیں“...... لڑکی نے کہا۔

”اچھا ایک منٹ“...... لڑکی نے کہا اور پھر مائیک پر ہاتھ رکھ کر وہ جولیا کی طرف مڑی۔

”آپ کے نام“...... لڑکی نے پوچھا۔

”میرا نام جولیا ہے اور یہ صالحہ ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”جی میڈم۔ ان کے نام مس جولیا اور مس صالحہ ہیں“...... لڑکی نے مائیک سے ہاتھ ہٹا کر کہا اور پھر چند لمحے دوسری طرف سے کچھ سن کر یس میڈم کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”وہ آپ سے ملاقات کے لئے تیار ہیں۔ فلیٹ نمبر دو سو دو دوسری منزل“...... لڑکی نے کہا تو جولیا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ صالحہ اس کے پیچھے تھی۔

”لفٹ موجود ہے جولیا“...... صالحہ نے سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر کہا۔

”ہمیں اتنا آرام پسند نہیں ہونا چاہئے کہ چند سیڑھیاں بھی نہ چڑھ سکیں۔ آؤ“...... جولیا نے کہا۔

”او کے۔ ٹھیک ہے“...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی سیڑھیاں چڑھتی چلی گئیں۔ دوسری منزل کی گیلری میں داخل ہوتے ہی انہیں دائیں ہاتھ پر دو سو دو نمبر کمرہ نظر آ گیا جس کے باہر شمسہ رانی کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ نیم پلیٹ پر صرف نام درج تھا۔ جولیا نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... کٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''جولیا اور صالحہ''...... جولیا نے جواب دیا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کٹک کی آواز کے ساتھ ہی ڈور فون بند ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو گہرے سرخ بالوں والی ایک نوجوان لڑکی سامنے کھڑی تھی۔ اس نے ادھورا سا لباس پہنا ہوا تھا۔

''آیئے۔ میرا نام شمسہ رانی ہے''...... لڑکی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''میرا نام جولیا اور یہ صالحہ ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ آپ تو غیر ملکی ہیں شاید ایکریمین ہیں''...... شمسہ رانی نے قدرے شک بھرے لہجے میں کہا۔

''کسی زمانے میں میرا تعلق سوئٹزر لینڈ سے تھا لیکن اب میں پاکیشیائی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''بیٹھیں اور مجھے بتائیں کہ آپ کیا پئیں گی۔ میرے پاس شراب کی تمام ورائٹیز موجود ہیں''...... شمسہ رانی نے قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہم ڈیوٹی پر ہیں''...... جولیا نے کہا تو شمسہ رانی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ڈیوٹی پر۔ کیا مطلب''...... شمسہ رانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمارا تعلق سپیشل سروس سے ہے۔ ہمیں ایک آدمی کے بارے میں معلومات چاہئیں''...... جولیا نے کہا اور جیب سے اس نے ڈاکٹر اعظم کی تصویر نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔

''یہ۔ یہ۔ مم۔ مگر میں تو اسے نہیں جانتی''...... شمسہ رانی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے رانی۔ یہ کوئی مجرم نہیں ہے۔ پاکیشیا کا معروف سائنس دان ہے۔ یہ اچانک غائب ہو گیا ہے اور ہم اسے تلاش کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس مصدقہ اطلاعات ہیں کہ تم نے ڈاکٹر اعظم کے ساتھ ہوٹل گرانڈ میں کھانا کھایا تھا اس لئے ہم تمہیں ٹریس کر کے یہاں پہنچی ہیں۔ تم ان کے بارے میں جو جانتی ہو وہ بتا دو ورنہ جھوٹ بولنے کی صورت میں تم بڑی مشکل میں بھی پھنس سکتی ہو''...... جولیا نے کہا۔

''تم غیر ملکی ہو۔ تم کیسے پاکیشیا کے کسی سرکاری ادارے میں کام کر سکتی ہو۔ تم دونوں کوئی چکر چلا رہی ہو۔ میں پولیس کو فون کرتی ہوں''...... شمسہ رانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بے شک کر دو فون۔ لیکن پھر تمہارے پاس مہلت ختم ہو جائے گی۔ سپیشل سروس میں ہر ملک کا آدمی یا خاتون ہوتی ہے تاکہ غیر ملکیوں کے ساتھ مل کر کام کیا جا سکے۔ کرو پولیس کو فون۔ ہمیں ڈر

نہیں ہے پھر تمہیں ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر جانا ہوگا''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سنو رانی۔ مس جولیا نرم مزاج خاتون ہیں لیکن مجھے سپیشل سروسز میں جلاد کے نام سے پکارا جاتا ہے اس لئے بہتر ہے کہ تم جو کچھ جانتی ہو بتا دو ورنہ''...... صالحہ نے انتہائی سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''میں زیادہ نہیں جانتی۔ ان سے میری ملاقات ایک فیملی فنکشن میں ہوئی تھی۔ سیکرٹری سائنس کی بیٹی کی شادی کا فنکشن تھا۔ میں بھی کسی دوست کے ذریعے وہاں مدعو تھی اور یہ بھی وہاں آئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ میں دلچسپی لینا شروع کر دی۔ آپ دونوں بھی عورتیں ہیں۔ آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ جب کوئی مرد کسی عورت میں دلچسپی لینا شروع کرتا ہے تو اس عورت کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مجھے بھی محسوس ہو گیا۔ میں تو پہلے ہی اس معاملہ میں آزاد خیال واقع ہوئی ہوں۔ چنانچہ میں نے بھی دلچسپی کا جواب دلچسپی سے دیا تو ڈاکٹر اعظم نے مجھ سے وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں پر ملنا شروع کر دیا۔ ہم نے مختلف ہوٹلوں میں آنا جانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اچانک ڈاکٹر اعظم نے ملنا چھوڑ دیا۔ میں نے اسے فون کیا تو اس کے ملازم نے بتایا کہ وہ اچانک غائب ہو گئے ہیں اور ملٹری انٹیلی جنس ان کو تلاش کر رہی ہے۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے۔ ارے ہاں۔ ایک بات مجھے یاد آئی ہے۔ ایک

بار میں نے اسے ایک ایسی لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا جو یقیناً کافرستانی تھی۔ اس لڑکی کے نقش و نگار بتا رہے تھے کہ وہ کافرستان کی رہنے والی ہے۔ اس کے بعد میری ڈاکٹر اعظم سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا تو ڈاکٹر اعظم نے بتایا کہ اس لڑکی کا نام ریتا ہے۔ یہ ہے تو کافرستان نژاد لیکن مستقل ایکریمیا میں رہتی ہے اور ڈاکٹر اعظم نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ عنقریب مستقل طور پر ایکریمیا شفٹ ہو رہے ہیں۔ وہاں انہوں نے ایک بڑی رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کر لی ہے''...... رانی جب بولنے پر آئی تو مسلسل بولتی چلی گئی۔

''اس لڑکی کو آپ نے دوبارہ دیکھا''...... جولیا نے کہا۔

''ڈاکٹر کے ساتھ تو نہیں دیکھا البتہ ایک بار مجھے وہ ایئر پورٹ پر نظر آئی تھی لیکن میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس کا چہرہ بالکل بدل گیا تھا۔ بالوں کا سٹائل بھی مختلف تھا لیکن میں نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اس کے دیکھنے کا مخصوص انداز وہی تھا۔ بار بار اور جلدی جلدی پلکیں جھپک کر دیکھنا۔ مجھے یقین ہے کہ سب کچھ تبدیل ہو جانے کے باوجود وہ وہی لڑکی تھی''...... رانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ لڑکی کہاں جا رہی تھی''...... جولیا نے پوچھا۔

''میں نے اتنا دیکھا تھا کہ وہ آران جانے والی فلائٹ کی لائن میں کھڑی تھی۔ اس سے زیادہ میں نے اور کچھ نہیں دیکھا''...... رانی

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کس روز کی بات ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"کس روز کی۔ مجھے یاد کرنے دو۔ ہاں آج سے تقریباً دس روز پہلے کی۔ ہاں سنیچر کا دن تھا۔ بالکل سنیچر کا دن تھا۔ میں اپنے ایک عزیز کو ایئر پورٹ سی آف کرنے گئی تھی۔ چوبیس تاریخ تھی"۔ رانی نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

"کس وقت آپ نے اسے دیکھا تھا"...... جولیا نے پوچھا تو رانی نے وقت بھی بتا دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا تو صالحہ جو مسلسل خاموش بیٹھی رہی تھی وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ۔ آپ بیٹھیں۔ کچھ پی لیں"...... رانی نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی یہ واپس جا رہی ہیں۔

"تھینکس"...... جولیا نے کہا اور واپس مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"اس سے کوئی ٹھوس بات تو سامنے نہیں آئی"...... صالحہ نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک اور لڑکی سامنے آئی ہے جو ایئر پورٹ پر میک اپ میں تھی"...... جولیا نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"میک اپ کے باوجود اس نے اسے پہچان لیا۔ یہ کیسے ممکن

ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"اس کے دیکھنے کا مخصوص انداز اور میک اپ جتنا بھی کامل ہو اس میں ایسی خامیاں رہ جاتی ہیں۔ انسان نفسیاتی طور پر جو کچھ کرتا رہتا ہے اس کا اسے احساس تک نہیں ہوتا۔ جیسے بات کرتے وقت تیزی سے پلکیں جھپکانا، انگلیاں چٹخانا، مٹھیاں بھینچنا"...... جولیا نے کار پلازہ کے کمپاؤنڈ سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ایسی خامیوں پر ساتھ ہی قابو پانا چاہئے ورنہ میک اپ کا راز کھل جاتا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"نفسیاتی کمزوریوں پر قابو پانا خاصا مشکل ہوتا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ان کمزوریوں کا ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ اگر احساس ہو جائے تو پھر مسلسل کوشش سے ہی اس پر قابو پایا جاسکتا ہے ورنہ نہیں"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اچھی استاد ہو جولیا۔ بات سمجھانے کا طریقہ آتا ہے تمہیں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب کہاں جا رہی ہو تم"...... چند لمحوں بعد صالحہ نے پوچھا۔

"ایئر پورٹ"...... جولیا نے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

"ایئر پورٹ کیوں"...... صالحہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تاکہ جو کچھ اس رانی نے بتایا ہے اسے کنفرم کیا جا سکے"۔

جولیا نے کہا۔

''کیسے کنفرم کرو گی''...... صالحہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تم بتاؤ کیسے کنفرمیشن ہو سکتی ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جب بنیادی معلومات ہی نہیں ہیں تو کنفرمیشن کس کی ہو سکے گی''...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''رانی نے جو وقت بتایا ہے اس وقت چوبیس تاریخ کو آران فلائٹ کا ریکارڈ چیک کریں گے۔ اس میں اس لڑکی کا ریکارڈ مل جائے گا۔ اس ریکارڈ کی نقل حاصل کر کے مزید آگے معلومات چیف کرا لے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم کسی اہم نتیجے تک پہنچ جائیں''۔ جولیا نے کہا۔

''لیکن تم نے اس لڑکی کا حلیہ تو معلوم نہیں کیا۔ نہ تم نے پوچھا اور نہ ہی رانی نے بتایا''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اس کا خیال نہیں رہا لیکن اس کے باوجود اس لڑکی کی تصویر چیک کی جا سکتی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ کیسے''...... صالحہ نے کسی چھوٹی بچی کی طرح سوال کرتے ہوئے کہا تو جولیا ہنس پڑی۔

''جو لوگ جلدی جلدی پلکیں جھپکاتے ہیں ان کی تصویر کھینچی جائے تو ان کی آنکھیں ادھ کھلی دکھائی دیتی ہیں کیونکہ کیمرے کی سپیڈ ان کی آنکھوں سے تیز ہوتی ہے لیکن وہ بھی تیزی سے پلکیں

جھپکا رہے ہوتے ہیں اس لئے تصویر میں ادھ کھلی آنکھیں نظر آئیں گی جیسے ابھی تک نیند کے خمار میں ہو''...... جولیا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ اتنی عقلمند تو کوئی عورت نہیں ہو سکتی جتنی تم ہو''۔ صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تمہارا مطلب ہے کہ عورتیں بے وقوف ہوتی ہیں''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اتنی عقلمند بہرحال نہیں ہو سکتیں جتنی تم ہو۔ ویسے میرا نظریہ ہے کہ عورت کا تھوڑا تھوڑا بے وقوف ہونا اس کے گھریلو مستقبل کے لئے ضروری ہوتا ہے''...... صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

''عورتیں بے وقوف نہیں ہوتیں لیکن بعض اوقات وہ دانستہ بے وقوفی کا مظاہرہ کرتی ہیں تا کہ مخالف فریق کی انا کو تسکین پہنچ سکے۔ اصل میں مرد چاہے کتنا ہی عقلمند کیوں نہ ہو بنیادی طور پر بے وقوف ہوتا ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بات تو تم ٹھیک کرتی ہو۔ او کے''...... صالحہ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ایئر پورٹ پہنچ کر جولیا نے کار پارکنگ میں روکی اور کار کا ڈیش بورڈ کھول کر اس نے ماسک میک اپ باکس نکالا تو صالحہ چونک پڑی۔

''کیا تم میک اپ کرو گی۔ مگر کیوں''...... صالحہ نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے غیر ملکی خدوخال انکوائری میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ لوگ یقین ہی نہیں کرتے کہ میرا تعلق بھی کسی سرکاری ادارے سے ہوسکتا ہے اس لئے مقامی میک اپ ضروری ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر میک اپ باکس کھول کر اس نے ایک ماسک منتخب کیا اور پھر اسے سر اور چہرے پر چڑھا کر اس نے کار کے بیک مرر میں اپنے آپ کو دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں تھپتھپانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مکمل طور پر مقامی بن چکی تھی۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اب اسے مقامی ہی سمجھا جائے گا تو اس نے میک اپ باکس کو واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ دوسری طرف سے صالحہ بھی کار سے اتر آئی۔ جولیا نے کار لاک کی اور پارکنگ گیٹ پر بیٹھے ہوئے پارکنگ اٹنڈنٹ سے اس نے کارڈ لیا جس پر اس نے جولیا کی کار کا نمبر درج کر دیا تھا اور پھر وہ دونوں ایئر پورٹ آفس کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

"تمہارے پاس سپیشل سروسز کا کارڈ ہے"...... جولیا نے صالحہ نے پوچھا۔

"نہیں۔ کیوں"...... صالحہ نے کہا۔

"ایسے کارڈ ہمیشہ ساتھ رکھا کرو۔ کسی بھی وقت ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آئندہ خیال رکھوں گی"...... صالحہ نے کہا اور

تھوڑی دیر بعد وہ ایئر پورٹ کے مینجر کے آفس میں پہنچ گئیں۔ ایک طرف کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس پر ایک نوجوان لڑکی فون سامنے رکھے بیٹھی تھی۔ یہ ایئر پورٹ مینجر کی پی اے تھی۔ جولیا اس کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگی۔

"یس میڈم"...... کاؤنٹر کے پیچھے موجود لڑکی نے جولیا کے قریب پہنچنے پر کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کی سپیشل سروسز برانچ سے ہمارا تعلق ہے۔ میرا نام مائرہ ہے اور یہ صالحہ ہیں۔ مینجر صاحب سے چند باتیں کرنی ہیں"...... جولیا نے پرس سے ایک سرکاری بیج نکال کر اس لڑکی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم۔ میں بات کرتی ہوں"...... لڑکی نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے بول رہی ہوں سر۔ ملٹری انٹیلی جنس کی سپیشل برانچ سے مس مائرہ اور مس صالحہ یہاں موجود ہیں۔ آپ سے چند باتیں کرنا چاہتی ہیں"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے سرکاری بیج چیک کر لیا ہے"...... لڑکی نے دوسری طرف سے ہونے والی بات سن کر جواب دیا۔

"یس سر"...... لڑکی نے ایک بار پھر دوسری طرف سے بات سن کر جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ

دیا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ اندر دو صاحبان موجود ہیں۔ ان کے باہر آنے کے بعد آپ اندر تشریف لے جا سکتی ہیں"...... لڑکی نے کہا۔

"او کے"...... جولیا نے کہا اور پیچھے ہٹ کر ایک طرف موجود صوفے پر بیٹھ گئی۔ صالحہ اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی باہر آ گئے۔

"پلیز آپ"...... کاؤنٹر گرل نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں اٹھ کر آگے بڑھیں اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئیں۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں ایک خاصا بڑا آفس تھا۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی میز کے پیچھے موجود تھا۔ وہ ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد مینجر اپنی کرسی پر اور جولیا اور صالحہ میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔

"فرمایئے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ایئر پورٹ مینجر نے کہا۔

"چوبیس تاریخ کو گیارہ بجے قبل دوپہر آران جانے والی فلائٹ کے پینجر ریکارڈ منگوا لیجئے۔ ہم نے ایک نظر اسے دیکھنا ہے۔ پھر آگے مزید بات ہو گی"...... جولیا نے کہا تو ایئر پورٹ مینجر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو ریکارڈ

لے آنے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک موٹی سی فائل تھی۔ اس نے یہ فائل ایئر پورٹ مینجر کے سامنے رکھ دی۔

"تم جا سکتے ہو"...... ایئر پورٹ مینجر نے کہا تو وہ نوجوان سلام کر کے واپس مڑ گیا جبکہ ایئر پورٹ مینجر نے فائل کھسکا کر جولیا کی طرف بڑھا دی۔ جولیا نے فائل کھولی اور اس کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک صفحے کو غور سے دیکھنے لگی۔ صالحہ بھی گردن آگے کر کے دیکھنے لگی۔ اس صفحے پر ایک لڑکی کی تصویر تھی جو مقامی تھی لیکن اس کی آنکھیں واقعی آدھ کھلی ہوئی تھیں جیسے خوابناک آنکھیں ہوتی ہیں۔

"اس پینجر کے ریکارڈ کی ایک کاپی ہمیں چاہئے"...... جولیا نے صفحے کا کنارہ موڑتے ہوئے کہا اور پھر آگے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے۔ پھر فائل بند کر کے اس نے فائل مینجر کی طرف بڑھا دی۔ مینجر نے ایک بار پھر انٹرکام پر کسی کو کال کیا تو وہی نوجوان جو فائل دے گیا تھا ایک بار پھر آ گیا تو مینجر نے اسے اس صفحے کی جس کا کنارہ موڑا گیا تھا نشاندہی کرتے ہوئے اس کی کاپی بنا کر لانے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نوجوان کاپی سمیت واپس آ گیا اور ایئر پورٹ مینجر کے حکم پر واپس چلا گیا۔

"یہ لیجئے کاپی۔ لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس خاتون کو کس

سلسلے میں چیک کیا جا رہا ہے''...... ایئر پورٹ منیجر نے کاپی جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کے ایک کیس کے سلسلے میں اس پر شک کیا جا رہا ہے لیکن اب تک کنفرمیشن نہیں ہوئی۔ شاید اس کاپی سے ہو جائے۔ آپ کا شکریہ''...... جولیا نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ کاپی اس نے تہہ کر کے پرس میں رکھ لی تھی۔ جولیا کے اٹھتے ہی صالحہ بھی اور ایئر پورٹ منیجر بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر جولیا اور صالحہ اس کا شکریہ ادا کر کے آفس سے باہر آ گئیں۔

''اب کہاں کا پروگرام ہے''...... صالحہ نے پوچھا۔

''اپنے فلیٹ پر واپس۔ وہاں سے چیف کو رپورٹ دے کر ہم فارغ ہو جائیں گی''...... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور سائیڈ سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل تھا۔ اس وقت سہ پہر کا وقت تھا اور وہ صبح سے مختلف کلبوں میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ چیف نے جولیا کے ذریعے ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم کی تصویر بھیجی تھی کہ اس کو تلاش کرو کیونکہ یہ سائنس دان اچانک غائب ہو گیا ہے۔ جولیا نے صالحہ کے ساتھ مل کر ہوٹلوں میں چیکنگ اپنے ذمے لے لی تھی جبکہ کلبوں میں چیکنگ کی ڈیوٹی صفدر اور اس کے ساتھیوں کی لگا دی گئی تھی اور وہ صبح سے اس کام کے لئے مارے مارے پھر رہے تھے لیکن ابھی تک کہیں سے انہیں ڈاکٹر اعظم کے بارے میں کوئی سراغ نہ ملا تھا اور وہ واقعی تھک گئے تھے۔

''یہ کیا کام ہمارے ذمے لگا دیا ہے چیف نے۔ احمقوں جیسا۔

پاگلوں کی طرح پھرتے رہو۔ ایک ایک سے پوچھتے رہو کہ کیا تم اسے جانتے ہو''...... اچانک خاموش بیٹھے تنویر نے غصیلے لہجے میں اور اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کام تو کام ہوتا ہے تنویر۔ یہ ڈاکٹر اعظم کا سراغ اس طرح مل سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ سائنس دان کلبوں میں جاتا ہی نہ تھا ورنہ کوئی نہ کوئی ویٹر اسے پہچان ہی جاتا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ احمقوں جیسا کام ہے۔ کسی اور ذریعے سے اسے ٹریس نہیں کیا جا سکتا''...... تنویر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''اچھا تم بتاؤ۔ کیسے اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید تنویر کی کیفیت سے لطف لے رہا تھا۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ چیف کو معلوم ہو گا کہ سائنس دان کس قسم کی سرگرمیوں میں ملوث رہا ہے۔ خالی تصویر سے کیا ہو گا اور اگر کوئی کہے کہ ہاں میں اسے جانتا ہوں تو پھر کیا فائدہ ہو گا''...... تنویر واقعی غصے میں تھا۔

''پھر گاڑی آگے بڑھے گی اور اس کی تحقیقات کر کے یہاں لوگوں سے ملاقاتوں کے بارے میں معلومات ملیں گی''...... صفدر نے کہا۔

''ایک اور طریقہ بھی ہے اسے ڈھونڈنے کا''...... عقبی سیٹ پر خاموش بیٹھے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''وہ کیا''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''ہم اس ڈاکٹر اعظم کے کسی دوست سائنس دان کو ٹریس کریں۔ اس سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ ڈاکٹر اعظم کی سرگرمیاں کیا تھیں اور وہ کہاں اور کن لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا۔ اس طرح ہم آگے بڑھ سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ بات ہمیں کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ تو عمران صاحب ہی معلوم کر سکتے ہیں سرداور سے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم ڈاکٹر اعظم کے گھر جا کر اس کے ملازم سے معلوم کر سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن ان کا گھر کہاں ہے۔ یہ کیسے معلوم ہو گا''...... تنویر نے کہا۔

''میرا ایک دوست سائنس دان ابھی حال ہی میں ریٹائر ہوا ہے۔ اس سے معلومات مل سکتی ہیں۔ اس کا نام ڈاکٹر ارشد ہے اور وہ آشیانہ کالونی میں رہتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہیں چلتے ہیں۔ شاید کوئی کام بن جائے''۔ صفدر نے کہا تو تنویر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آشیانہ کالونی پہنچ گئے۔ پھر بی بلاک کوٹھی نمبر پندرہ کے گیٹ کے سامنے صفدر نے کار روک دی تو کیپٹن شکیل کار کا عقبی دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ملازم باہر آ گیا۔ اس نے کیپٹن شکیل کو

اس انداز میں سلام کیا جیسے وہ کیپٹن شکیل کو پہچانتا ہو۔ کیپٹن شکیل یقیناً ڈاکٹر ارشد سے ملنے یہاں آتا جاتا رہا ہو گا۔

"ڈاکٹر صاحب ہیں گھر پر"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یس سر"...... ملازم نے جواب دیا۔

"انہیں کہو کہ کیپٹن شکیل آیا ہے اپنے دو دوستوں سمیت"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یس سر"...... ملازم نے کہا اور واپس مڑ کر چھوٹے پھاٹک سے اندر چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا۔

"آیئے جناب۔ تشریف لائیے"...... اسی ملازم نے کہا تو کیپٹن شکیل دوبارہ کار میں بیٹھ گیا اور صفدر نے کار آگے بڑھا دی۔ سائیڈ پر پورچ تھا جس میں پہلے سے ایک چھوٹی کار موجود تھی۔ صفدر نے کار پورچ میں روکی اور پھر وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ ملازم بھی پھاٹک بند کر کے وہاں آ گیا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ ایک ہال نما کمرے میں پہنچ گئے جسے ڈرائینگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب ابھی آ رہے ہیں"...... ملازم نے کہا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پردہ ہٹا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے گھریلو لباس پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا تو وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آیئے کیپٹن صاحب۔ خوش آمدید"...... ڈاکٹر ارشد نے کیپٹن

شکیل کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے دوست ہیں جناب صفدر اور جناب تنویر اور ان دونوں کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس کی سپیشل سروسز برانچ سے ہے اور یہ ہیں ڈاکٹر ارشد جو ابھی ریٹائر ہوئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔ پھر مصافحے اور رسمی فقرات کے بعد وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے ملازم نے مشروب کی چار بوتلیں لا کر میز پر رکھ دیں اور واپس چلا گیا۔

"لیجئے"...... ڈاکٹر ارشد نے ایک بوتل اٹھاتے ہوئے کہا تو سب نے ایک ایک بوتل اٹھا لی۔

"آج کیسے تشریف آوری ہوئی۔ کوئی خاص بات لگتی ہے"۔ ڈاکٹر راشد نے بوتل سپ کرنے کے بعد میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ ڈاکٹر اعظم کو جانتے ہیں جو میزائل ٹیکنالوجی میں اتھارٹی ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"جی ہاں۔ جانتا ہوں۔ کیوں۔ کیا ہوا انہیں"...... ڈاکٹر ارشد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ اچانک غائب ہو گئے ہیں اور ہم انہیں ٹریس کرتے پھر رہے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"غائب ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر ارشد نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ اچانک کہیں چلے گئے ہیں یا کہیں چھپ گئے

ہیں یا پھر اغوا کر کے انہیں کہیں لے جایا گیا ہے۔ وہ کہیں مل نہیں رہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں مجھ سے''۔ ڈاکٹر ارشد نے کہا۔

''آپ ڈاکٹر اعظم کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں مختصر طور پر بتا دیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں کوئی اچھی لائن آف ایکشن مل جائے اور ہم انہیں بچا سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''میری ان سے کالج کے زمانے میں دوستی رہی تھی۔ پھر ہم دونوں ایکریمیا میں اعلیٰ تعلیم میں بھی اکٹھے رہے۔ پھر یہاں بھی ہم اکٹھے ہی کام کرتے رہے۔ میں بھی میزائل ٹیکنالوجی کا ڈاکٹر ہوں لیکن ڈاکٹر اعظم اس سائنس میں بہت آگے نکل گئے اور ریٹائر ہونے کے بعد انہیں کنٹریکٹ دے دیا گیا۔ بہرحال وہ اکثر مجھ سے ملتے رہتے تھے۔ پھر ان کے گھر ڈکیتی ہو گئی اور ان کا بیٹا، بہو اور پوتا سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ بس یہیں سے ان کا ذہن پلٹ گیا اور وہ ایکریمیا منتقل ہونے کے بارے میں سوچنے لگے۔ پہلے ان کا خیال تھا کہ ٹیکنالوجی کی بنیاد پر ایکریمیا انہیں کنٹریکٹ دے دے گا لیکن جب ایسا نہ ہوا تو انہوں نے سوچا کہ وہ کسی طرح جواء کھیل کر رقم جمع کر لیں اور پھر ایکریمیا جائیں۔ میری ان سے آخری ملاقات ایک ماہ قبل ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا تھا کہ انہوں نے خاصی بڑی رقم ایکریمیا میں اپنے اکاؤنٹ میں جمع کر لی ہے اور

اب وہ کسی بھی وقت حکومت سے اجازت لے کر یہاں سب کچھ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ بس یہ ہے ساری بات جو میں جانتا ہوں''...... ڈاکٹر ارشد نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ان کی ملاقات کسی غیر ملکی سے یا کسی جرائم پیشہ آدمی سے۔ اس بارے میں آپ کو کچھ علم ہے''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے تو معلوم نہیں لیکن ایک بار میں نے انہیں ایک کافرستانی لڑکی کے ساتھ سپر کلب میں بیٹھے دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ان سے پوچھوں گا کہ اتنی خوبصورت لڑکی انہیں کیسے اور کہاں سے ملی لیکن پھر آج تک موقع ہی نہیں ملا''...... ڈاکٹر ارشد نے کہا۔

''آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ کافرستانی لڑکی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''وہ اپنے خدوخال اور انداز سے ہی کافرستانی لگتی تھی۔ ارے ہاں۔ مجھے اتفاقاً اس کا نام بھی معلوم ہو گیا تھا اور وہ اس طرح کہ میں نے ایک ویٹر سے پوچھا تھا کہ وہ لڑکی کون تھی کیونکہ میں نے سپر کلب میں اسے پہلی بار دیکھا تھا اور سچی بات یہ ہے کہ اس عمر میں بھی وہ مجھے بے حد پسند آئی تھی۔ بے حد سمارٹ اور متناسب جسم کی مالک بے حد خوبصورت۔ بہرحال اس ویٹر نے بتایا کہ اس کا نام ریتا ہے اور کسی بزنس گروپ نے اس کی سپر کلب میں بکنگ کرائی ہے۔ بس اس سے زیادہ کا مجھے علم نہیں ہے''...... ڈاکٹر ارشد نے کہا۔

''کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر اعظم نے کسی ملک کو اپنا کوئی اہم فارمولا فروخت کیا ہو جس کی رقم ان کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دی گئی ہو اور پھر وہ وہاں پہنچ گئے ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی فارمولا ایسا نہیں تھا جو صرف ان کے پاس ہو۔ تمام فارمولے حکومت کے پاس ہی ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایکریمیا تو میزائل ٹیکنالوجی میں سب سے آگے ہے۔ اس نے ڈاکٹر اعظم کا فارمولا کیوں خریدنا تھا۔ ہاں کسی چھوٹے ملک نے خرید لیا ہو تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا''...... ڈاکٹر ارشد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کبھی آپ نے کسی غیر ملکی سے ان کی ملاقات ہوتے دیکھی یا نہیں یا انہوں نے آپ کو کسی غیر ملکی سے ملوایا ہو''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا''...... ڈاکٹر ارشد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ ہاں۔ آپ نے کس ویٹر سے معلومات حاصل کی تھیں ریتا کے بارے میں''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اس ویٹر کا نام قائم دین ہے۔ وہ میرے گاؤں کا ہے اس لئے اس سے سلام دعا ہو جاتی ہے''...... ڈاکٹر ارشد نے کہا اور پھر ان سب نے کھڑے ہو کر ڈاکٹر ارشد سے اجازت لی اور کار میں

سوار ہو کر کوٹھی سے باہر آ گئے۔

''اب کیا اس ویٹر سے معلومات حاصل کرو گے''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ اس بزنس گروپ سے جس نے ریتا کی بکنگ کرائی تھی لیکن پہلے مجھے چیف کو رپورٹ دینا ہو گی اور باقی کام کل کریں گے''...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ریتا اپنی ایکشن ایجنسی کے آفس میں بیٹھی ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ریتا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ریتا نے کہا۔

''کرنل جگدیش صاحب کی کال ہے''...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... ریتا نے کہا۔

''ہیلو۔ کرنل جگدیش بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل جگدیش کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ ریتا بول رہی ہوں سر''...... ریتا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ریتا۔ ڈاکٹر جیکب بہت ضد کر رہے ہیں کہ انہیں دارالحکومت کی کسی لیبارٹری میں جگہ دی جائے کیونکہ وہ بالم پور میں سخت بور ہو چکے ہیں۔ میں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی ہے لیکن وہ مان ہی نہیں رہے۔ تم ان سے بات کر کے انہیں سمجھاؤ کہ ان کے لئے یہاں شدید خطرہ موجود ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ڈاکٹر جیکب۔ آپ کا مطلب ہے ڈاکٹر اعظم''...... ریتا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ تم نے خود ہی ان کا یہ نام بتایا تھا۔ اب خود ہی بھول گئی ہو''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ان سے بات کرتی ہوں۔ ویسے اگر انہیں دارالحکومت لے آیا بھی جائے تو کیا حرج ہے۔ ان کا چہرہ تو کیا نام تک تبدیل ہو چکا ہے۔ اب کوئی ان کو کیسے ڈاکٹر اعظم کے طور پر پہچان سکتا ہے''...... ریتا نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ مجھے پاکیشیا سے مسلسل اطلاعات مل رہی ہیں کہ وہاں ڈاکٹر اعظم کو شدت سے تلاش کیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں تمہارا نام بھی سنا جا رہا ہے۔ تم نے سپر کلب میں ڈاکٹر اعظم سے ملاقات کی تھی''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ہاں۔ بنیادی ملاقات تو وہیں ہوئی تھی لیکن ہم تھوڑی دیر باہر بیٹھ کر پھر سپیشل روم میں چلے گئے تھے۔ میرا نام کیسے سامنے آ سکتا ہے''...... ریتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس بزنس گروپ نے تمہاری سیٹ کنفرم کرائی تھی اس سے بھی پوچھ گچھ جاری ہے۔ بہرحال وہ لوگ جو مرضی آئے کرتے رہیں وہ ڈاکٹر جیکب تک کسی صورت نہیں پہنچ سکتے لیکن اس کے باوجود میں یہ رسک نہیں لے سکتا کہ انہیں یہاں دارالحکومت میں لا کر آزادی دے دوں۔ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کرتی ہوں"...... ریتا نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو ریتا نے کریڈل دو تین بار پریس کر دیا۔

"یس میڈم"...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بالم پور میں ڈاکٹر جیکب سے میری بات کراؤ"...... ریتا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ریتا نے کہا۔

"ڈاکٹر جیکب فرام بالم پور۔ بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈاکٹر جیکب بول رہا ہوں مس ریتا۔ کوئی خاص بات جو آپ نے فون کیا ہے"...... ڈاکٹر اعظم کی آواز سنائی دی۔

"آپ نے دارالحکومت آنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اس

سلسلے میں بات کرنی ہے۔ وہاں آپ کو کوئی تکلیف ہے یا آپ کی ضرورت کا کوئی سامان نہیں پہنچایا گیا۔ آپ مجھے بتائیں۔ آپ کی شکایت فوری دور کی جائے گی"...... ریتا نے کہا۔

"مس ریتا۔ میں یہاں شدید بور ہو چکا ہوں۔ یہاں جو کچھ ہے وہ عام آدمی کے لئے تو شاید کافی ہو لیکن میرے لئے نہیں۔ مجھے کھلی فضا چاہئے اور اپنی مرضی کا ساتھی بھی جبکہ میں نے اپنا نام بھی تبدیل کر لیا ہے اور چہرہ بھی۔ اب میرے دارالحکومت میں رہنے میں کیا رکاوٹ ہے۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ میں دارالحکومت سے کہیں فرار ہو جاؤں گا۔ آپ پلیز مجھے عام آدمیوں کی طرح زندہ رہنے کا موقع دیں۔ یہاں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں قید میں ہوں"...... ڈاکٹر اعظم نے بھڑکنے والے لہجے میں کہا۔

"یہاں دارالحکومت میں آپ کی جان کو بھی شدید خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ پاکیشیائی آپ کو بڑی شدت سے تلاش کر رہے ہیں۔ وہاں آپ قطعی محفوظ ہیں"...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس انداز میں مجھے یہاں لایا گیا ہے اس کے بعد ایک فیصد بھی گنجائش نہیں رہتی کہ کوئی مجھے تلاش کر سکے۔ آپ بے فکر رہیں لیکن اب میں مزید یہاں قید کی زندگی نہیں گزار سکتا"...... ڈاکٹر اعظم نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے بات کرتی ہوں۔ پھر آپ سے بات ہو گی"...... ریتا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کریڈل دبا

کر اس نے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔

''یس میڈم''...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''چیف سے بات کراؤ''...... ریتا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ سائنس دان ہے یا احمق آدمی۔ اسے اندازہ ہی نہیں ہے کہ دوسرے اس کے لئے کیا سوچ رہے ہیں''...... ریتا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو ریتا نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ریتا نے کہا۔

''کرنل صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ریتا بول رہی ہوں چیف''...... ریتا نے کہا۔

''ہاں۔ بات ہوئی ڈاکٹر جیکب سے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس چیف۔ لیکن وہ تو اپنی بات پر بضد ہے۔ اصل میں وہ وہاں ذہنی طور پر اپنے آپ کو قید سمجھ رہا ہے۔ اسے عام آدمی جیسی آزادی چاہئے''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن جو خطرہ ہم محسوس کر رہے ہیں اس کا کیا ہو گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''چیف۔ آپ اسے دارالحکومت بلوا کر آزاد چھوڑ دیں۔ یہ

میری ذمہ داری کہ وہ کہیں فرار بھی نہ ہو سکے گا اور پاکیشیا والوں کو کی بھی ذمہ داری میری۔ وہ وہاں بہت ڈسٹرب ہے اور اس ذہنی حالت میں وہ کام بھی نہیں کر سکے گا''...... ریتا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں انتظامات کرتا ہوں''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریتا نے بھی رسیور رکھ دیا اور سامنے پڑی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ روزانہ آفس ٹائم کے تحت باقاعدگی سے آفس میں پہنچتی تھی۔ البتہ اس کے سیکشن کے افراد کام میں مصروف رہتے تھے اور اسے باقاعدہ رپورٹس ملتی رہتی تھیں۔ وہ بیٹھی فائل پڑھ رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ براہ راست فون تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ریتا نے کہا۔

''بلرام بول رہا ہوں میڈم''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کہو۔ کیا بات ہے''...... ریتا نے کہا۔

''میڈم۔ ریڈ سرکل کلب کے مالک رابرٹ آپ سے براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کس سلسلے میں''...... ریتا نے کہا۔

''کوئی پاکیشیائی معاملہ ہے میڈم''...... بلرام نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ کراؤ بات''...... ریتا نے چونک کر کہا۔

''ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی

مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ ریتا بول رہی ہوں۔ کیا بات ہے''...... ریتا نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''میڈم۔ آپ کے خاص آدمی بلرام کے کہنے پر ہم نے پاکیشیا میں آپ کے لئے ایک بزنس پارٹی سے بات کی تھی اور اس پارٹی نے پاکیشیا میں آپ کے لئے تمام انتظامات کرائے تھے''۔ رابرٹ نے کہا۔

''اچھا۔ پھر اب کیا ہوا ہے۔ اصل بات بولو۔ تمہید مت باندھو''۔ ریتا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس بزنس پارٹی کے خلاف پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس کام کر رہی ہے۔ وہ سخت پریشان ہیں۔ کئی بار ان سے پوچھ گچھ ہو چکی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کس بات کی پوچھ گچھ''...... ریتا نے حیران ہو کر کہا۔

''یہی کہ مس ریتا کون تھیں اور کیوں انہوں نے مس ریتا کو سپانسر کیا اور اب مس ریتا کہاں ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تم انہیں فی الحال ایکریمیا بھجوا دو۔ خرچہ ہمارا ہو گا۔ وہ بعد میں آ جائیں گے جب تک سب کچھ لوگ بھول چکے ہوں گے''۔ ریتا نے کہا۔

''اس پر تو کافی خرچہ آئے گا میڈم''...... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

''مین آدمی کو بھجوانا ہے سارے آفس کو تو نہیں بھجوانا''...... ریتا نے کہا۔

''مین آدمی والٹن ہے لیکن اس کے جانے سے تو اس کا بزنس ختم ہو جائے گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کچھ سوچ کر بتاتی ہوں تمہیں۔ فون بلرام کو دو''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ بلرام بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد بلرام کی آواز سنائی دی۔

''بلرام۔ اس رابرٹ کو آج رات بارہ بجے سے پہلے فنش ہو جانا چاہئے۔ اس طرح کہ کسی کو قاتل کا پتہ نہ چل سکے''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ریتا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا اور پھر ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گیٹس ٹریڈرز''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مارک سے بات کراؤ۔ میں کافرستان سے میڈم بول رہی ہوں''۔ ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''مارک بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''میڈم بول رہی ہوں مارک''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ حکم''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''امپورٹ ایکسپورٹ بزنس میں ایک آدمی ہے والٹن۔ اسے رات بارہ بجے سے پہلے ختم ہونا چاہیے لیکن کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ اس کا قاتل کون ہے''...... ریتا نے کہا۔

''میں جانتا ہوں اسے۔ کام ہو جائے گا میڈم''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ریتا نے اطمینان بھرے انداز میں سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''چھوٹے ذہنوں کے لوگ ہیں۔ ذرا سی حرکت ہو تو اچھل پڑتے ہیں نانسنس''...... ریتا نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''اب کیا ہو گیا ہے''...... ریتا نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

''یس''...... ریتا نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''چیف سے بات کریں''...... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ریتا بول رہی ہوں چیف''...... ریتا نے کہا۔

''میں نے تمہارے کہنے پر ڈاکٹر جیکب کے دارالحکومت ٹرانسفر

کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ اب ذمہ داری تمہاری ہے کہ تم نے اس کی اس انداز پر حفاظت کرنی ہے کہ اسے خود بھی نگرانی کا احساس نہ ہو سکے''...... چیف نے کہا۔

''تھینک یو چیف۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میں اس کی لمحہ لمحہ نگرانی کراؤں گی۔ جدید مشینری کے ذریعے''...... ریتا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریتا نے رسیور رکھ دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''..... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ ڈاکٹر اعظم کے بارے میں کچھ پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے''..... بلیک زیرو نے کہا۔

''چیف تم ہو۔ رپورٹیں تمہیں مل رہی ہوں گی اور پوچھ مجھ سے رہے ہو جو نہ تین میں نہ تیرہ میں''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف سے جو رپورٹیں ملی ہیں وہ تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ لیکن اصل رپورٹ تو ٹائیگر کی طرف سے دی گئی ہو گی کیونکہ اسے بطور ٹریسر ساری دنیا جانتی ہے''۔ بلیک

زیرو نے کہا۔

''اچھا پہلے تم بتاؤ کہ تمہارے ممبران نے کیا رپورٹ دی ہے''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جولیا نے جو رپورٹ دی ہے وہ کافی حوصلہ افزا ہے۔ ڈاکٹر اعظم ایک عورت میڈم رانی سے ملتا رہا ہے۔ جولیا اور صالحہ نے اس کے فلیٹ پر جا کر اس سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اس نے ایک اہم بات بتائی ہے کہ ایک لڑکی جس کا نام ریتا تھا ڈاکٹر اعظم کے ساتھ دیکھی گئی ہے۔ پھر اس لڑکی کو اس میڈم رانی نے ایئر پورٹ پر دیکھا وہ آران جا رہی تھی۔ لیکن اس کا چہرہ بدل گیا تھا مگر اس کے دیکھنے کا انداز وہی تھا جیسا پہلے تھا۔ جولیا اور صالحہ نے ایئر پورٹ منیجر سے اس فلائٹ کا ریکارڈ حاصل کیا۔ اس عورت کی تصویر اور کوائف حاصل کئے گئے۔ ان کوائف کے مطابق اس لڑکی کا نام مارگریٹ اور پتہ ناراک کا دیا ہوا ہے۔ میں نے وہاں فون کیا تو پتہ چلا کہ فون نمبر کسی کیسینو کا ہے۔ وہاں مارگریٹ نام کی کوئی لڑکی موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایڈریس فرضی تھا۔ پھر میں نے آران میں اپنے ایجنٹ کے ذریعے مزید معلومات حاصل کروائیں تو پتہ چلا کہ یہ لڑکی مارگریٹ آران پہنچنے کے بعد پہلی دستیاب فلائٹ پر ایکریمیا چلی گئی ہے۔ اس کے بعد اس کا پتہ نہیں چل سکا''..... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اچھی رپورٹ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جولیا اور

صالحہ نے واقعی کام کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور ایسی ہی رپورٹ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کی ہے۔ صفدر کی رپورٹ کے مطابق کیپٹن شکیل کے ایک دوست ڈاکٹر ارشد سے انہوں نے ملاقات کی۔ وہ ڈاکٹر اعظم کا کلاس فیلو سے لے کر ریٹائر زندگی تک اکٹھے رہے ہیں۔ اس نے بتایا کہ ڈاکٹر اعظم کے گھر جب ڈکیتی ہوئی ہے اور اس کا بیٹا، بہو اور پوتا ہلاک ہو گیا ہے تب سے ڈاکٹر اعظم کو پاکیشیا سے نفرت ہو گئی اور وہ ایکریمیا جانے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو گیا۔ اس کی خواہش تھی کہ اسے بڑی رقم مل جائے تو وہ ایکریمیا شفٹ ہو جائے۔ اس ڈاکٹر ارشد نے بھی کسی کافرستانی لڑکی کا ذکر کا ہے جو ڈاکٹر اعظم کے ساتھ سپر کلب میں بیٹھی دیکھی گئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مطلب ہے ریتا۔ اب میری بات سنو۔ ٹائیگر نے رپورٹ دی ہے کہ سپر کلب میں ڈاکٹر اعظم اور کافرستانی لڑکی ریتا کو دیکھا گیا۔ وہ دونوں سپیشل روم میں بھی رہے۔ ٹائیگر نے ریتا کا حلیہ معلوم کیا۔ پھر ٹائیگر نے ایئر پورٹ، بندرگاہ اور زمینی راستوں سے چیکنگ کی لیکن کہیں سے بھی ڈاکٹر اعظم کے بارے میں یا باہر جانے کا کوئی ثبوت نہیں ملا اور وہ ابھی تک ڈاکٹر اعظم کو ٹریس کرتا پھر رہا ہے۔ ادھر ایک کافرستانی نژاد ایکریمین لڑکی ریتا سے میرا واسطہ بھی پڑا تھا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''کہاں اور کب''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں اماں بی کے حکم پر عالم پور نواب احمد خان کی حویلی میں گیا تھا۔ وہاں نواب احمد خان کی بیٹی رانی کی ایک فرینڈ ریتا بھی موجود تھی جو تھی تو کافرستانی نژاد لیکن وہ رہتی ایکریمیا میں ہے اور ایکریمیا کے کسی بزنس گروپ سے وابستہ ہے اور بقول نواب صاحب کی بیٹی کے وہ اسے ایئر پورٹ پر ملی تھی تو وہ اسے ساتھ لے آئی۔ وہ یہاں بزنس میٹنگز کے سلسلے میں آئی تھی۔ ٹائیگر نے اس بزنس گروپ کا پتہ چلایا جس نے سپر کلب میں ریتا کی بکنگ کرائی تھی۔ اس طرح یہ بات واضح ہو گئی کہ ریتا بہر حال کسی نہ کسی حد تک اس سارے معاملہ میں ملوث ہے لیکن میں نے نواب احمد خان کی بیٹی سے ریتا کا ایکریمیا میں فون نمبر معلوم کیا تو وہاں سے مجھے جواب ملا کہ ریتا فلیٹ فروخت کر کے کافرستان منتقل ہو گئی ہے۔ ان سے اس پراپرٹی ڈیلر کا فون معلوم کیا گیا اور وہاں فون کیا گیا تو جواب ملا کہ ریتا کافرستان مستقل طور پر شفٹ ہو گئی ہے۔ اب ساری صورت حال کو سامنے رکھ کر چیک کرو تو عجیب سا منظر سامنے آتا ہے۔ ایکریمیا والے کہتے ہیں کہ ریتا کافرستان مستقل طور پر شفٹ ہو گئی ہے جبکہ یہاں وہ ایکریمیا سے آئی اور وہ ایکریمیا کے کسی بزنس گروپ سے اٹیچ ہے اور جولیا کی رپورٹ کے مطابق وہ پاکیشیا سے کافرستان نہیں گئی بلکہ آران گئی ہے۔ تمہارے نمائندے کی رپورٹ کے مطابق وہ آران سے دوسری فلائٹ پر ایکریمیا چلی گئی ہے۔ پھر کسی نے بھی یہ

رپورٹ نہیں دی کہ اس کے ساتھ کوئی مرد بھی تھا تو پھر ڈاکٹر اعظم کہاں ہے اور اگر اس کا ریتا سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر وہ کہاں گیا۔ کون اسے لے گیا''...... عمران نے تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''ناٹران سے رپورٹ لی جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اسے کیا کہا جائے کہ ریتا کا اصل حلیہ کیا ہے اور وہ ایکریمیا سے کب کافرستان آئی ہے اور کس کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ ویسے ایک بات ہے کہ اس عورت رانی نے جولیا کو بتایا ہے کہ ریتا نے میک اپ کر رکھا تھا تو پھر ریتا کا تعلق لازماً کسی ایجنسی سے ہے اور وہ تربیت یافتہ ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ نواب احمد خان کے ہاں جب میں نے اپنی ڈگریوں کے ساتھ اپنا نام بتایا تو ریتا بری طرح سے چونکی تھی لیکن اس وقت مجھے اس لئے کوئی خیال نہ آیا کہ بظاہر وہ ایک عام سی لڑکی تھی۔ میں سمجھا تھا کہ شاید میرا مخصوص انداز سن کر وہ چونک پڑی ہے۔ اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ وہ اس لئے چونکی تھی کہ وہ میرے بارے میں جانتی تھی۔ اوکے۔ اب ناٹران سے بات ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''چیف فرام دس اینڈ''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... اس بار دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ایکریمیا سے ایک لڑکی جس کا نام ریتا ہے، کافرستان آئی ہے۔ اس کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل تھوڑی دیر بعد تمہیں عمران کال کر کے بتا دے گا۔ اس لڑکی کے بارے میں ایکریمیا سے رپورٹ ملی ہے کہ یہ لڑکی مستقل طور پر کافرستان شفٹ ہو گئی ہے۔ اس لڑکی نے پاکیشیا سے ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم کو ایکریمیا پہنچایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا سے اسے کافرستان پہنچا دیا گیا ہو۔ تم نے اس لڑکی کا سراغ لگانا ہے۔ یہ لڑکی چونکہ میک اپ کی ماہر ہے اس لئے لامحالہ اس کا کوئی نہ کوئی تعلق کسی نہ کسی ایجنسی سے ہو سکتا ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ نے حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل کیوں نہیں بتائی''۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایکسٹو کا عہدہ اتنا بڑا ہے کہ اچھا نہیں لگتا کہ وہ کسی لڑکی کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتاتا رہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اور بطور عمران مقام کم نہیں ہوتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''عمران بے چارے کا کیا۔ نہ تین میں نہ تیرہ میں۔ بلکہ زیرو

"بتا زیرو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ دراز میں پڑا اسپیشل فون مجھے دو۔ ورنہ اس فون پر بات کرنے سے ناٹران جیسا عقلمند آدمی سمجھ جائے گا کہ میں دانش منزل میں ہی موجود ہوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی دراز کھول کر سرخ رنگ کا کارڈلیس فون نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس کو آن کر کے اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص خوشگوار لہجے میں کہا۔

"یہ بقلم خود کی طرح بزبان خود والا فقرہ واقعی آپ کے ذہن کا شاہکار ہے"...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اتنا عقلمند مت بتاؤ ورنہ جو دو چار لڑکیاں احمق سمجھ کر متوجہ ہو جاتی ہیں وہ بھی غائب ہو جائیں گی"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"دو چار لڑکیاں۔ واہ۔ پھر تو آپ کا بخت رسا عروج پر ہے"۔ ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ یہ رسا تمہارے منہ پر چڑھ گیا ہے۔ پہلے ذہن رسا

اور اب بخت رسا۔ کہیں گلے میں تو نہیں پڑ گیا۔ ہمارے ایک معروف شاعر کے شعر کا مطلب اس رسا کی وجہ سے آج تک لوگ سمجھ نہیں سکے"...... عمران نے کہا تو ناٹران ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کون سا شعر عمران صاحب۔ جس کے گلے میں رسا پڑ گیا ہے"...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہمارے ایک معروف شاعر نے اپنی غزل میں مبالغے کی تشبیہیں دیتے ہوئے لکھ دیا کہ غلطی ہائے مضامین مت پوچھ، لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں۔ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ ایسی ایسی غلطیاں ہوتی ہیں کہ مت پوچھ، لوگ تو نالے یعنی آہ و فغاں کو رسا یعنی قبولیت کے طور پر باندھ دیتے ہیں یعنی لوگ اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ شعر میں جہاں آہ و فغاں لکھنا چاہئے وہاں رسا یعنی قبولیت لکھ دیتے ہیں۔ یہ تو تھے وہ معنی جو عقلمندوں کو آتے ہیں جبکہ ہم جیسے احمق اس نالے کو آہ و فغاں کی بجائے آزار بند اور قبولیت کو رسہ لکھ دیا جو مبالغہ دینے والے کے گلے میں ڈالا جاتا ہے، سمجھ لیتے ہیں، اس طرح وہ اس شعر کا مضمون اس طرح باندھتے ہیں کہ لوگ شلوار میں آزار بند کی بجائے رسہ ڈال لیتے ہیں"...... عمران نے مکمل وضاحت کرتے ہوئے کہا تو اس بار دوسری طرف ناٹران کی ہنسی رکنے میں ہی نہ آ رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ اچھا ہوا کہ آپ نے وضاحت کر دی۔ میں

بھی اب تک آزار بند والا معنی ہی سمجھتا رہا ہوں''...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''بہت خوب۔ پھر تو تم ہم سے بھی زیادہ عقلمند ہوئے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ چیف نے کہا تھا کہ ایک لڑکی ریتا کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل آپ بتائیں گے۔ کیا ہے وہ تفصیل''۔ ناٹران نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''حلیہ تو بعد میں بتاؤں گا البتہ قدوقامت پہلے سن لو۔ سروقد، کشیدہ قامت، صراحی دار گردن، ہرنی کی سی چال اور''...... عمران نے قدوقامت کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب پلیز۔ یہ شاعری چھوڑیں اور مجھے پہلے حلیہ بتا دیں کیونکہ یہاں ایک نئی ایجنسی ایکشن ایجنسی کے نام سے وجود میں آئی ہے جس کی انچارج بھی ریتا نام کی ایک لڑکی ہے''۔ ناٹران نے کہا تو نہ صرف عمران بلکہ لاؤڈر پر سنتا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

''نئی ایجنسی۔ کافرستان میں''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی چند روز پہلے اس کے بارے میں اطلاع ملی تھی تو میں نے اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ابھی تک پوری تفصیل تو معلوم نہیں ہوئی

لیکن ریتا کا حلیہ معلوم ہو چکا ہے جو اس ایجنسی کی چیف ہے۔ ریتا بھی کافرستان نژاد ہے لیکن بتایا گیا ہے کہ اس نے تمام ٹریننگ ایکریمیا سے حاصل کی ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''اچھا تو اس کا حلیہ تم بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کریں''...... ناٹران نے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد اس نے حلیہ بتا دیا۔ حلیہ سن کر عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ حلیہ سو فیصد اس ریتا کا تھا جس سے نواب احمد خان کی حویلی میں رفعت جہاں کی فرینڈ کے طور پر ملاقات ہوئی تھی۔

''یہ وہی لڑکی ہے جس کی ہمیں تلاش تھی لیکن اس بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ یہ ایکریمیا میں ہے اور ایکریمیا سے معلومات ملتی ہیں کہ یہ کافرستان میں ہے۔ تم اس بارے میں مصدقہ اطلاعات اکٹھی کرو اور یہ بھی معلوم کرو کہ ریتا ڈاکٹر اعظم کو ساتھ لے آئی ہے یا نہیں یا دوسرے لفظوں میں اس کا کوئی تعلق ڈاکٹر اعظم سے ہے بھی یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ڈاکٹر اعظم کا حلیہ کیا ہے''...... ناٹران نے پوچھا تو عمران نے اسے ڈاکٹر اعظم کے حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''رپورٹ کسے دینی ہے۔ آپ کو یا چیف کو''...... ناٹران نے پوچھا۔

"چیف کو بھائی۔ میری کیا حیثیت ہے۔ کیوں ایسی باتیں کر کے مجھے ایک چھوٹے سے چیک سے بھی محروم کرنا چاہتے ہو" عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ناٹران بے اختیار ہنس پڑا اور عمران نے فون آف کر کے میز پر رکھ دیا۔

"تو آپ اب کنفرم ہیں کہ یہ ریتا ہی ڈاکٹر اعظم کو لے گئی ہے اور وہ بھی کافرستان"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تو بس اندازہ ہے۔ البتہ اشارات ضرور ملتے ہیں۔ مثلاً شمسہ رانی نے اسے ایئر پورٹ پر دیکھا تو وہ آران جانے والی فلائٹ کی لائن میں لگی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر اعظم اس کے ساتھ ہوتا تو وہ طیارہ چارٹرڈ کرا کر بھی جا سکتی تھی اور پھر وہ آران جانے کی بجائے براہ راست کافرستان چلی جاتی۔ دوسری بات یہ کہ آران میں ایجنٹ نے اطلاع دی ہے کہ وہاں سے ریتا پہلی دستیاب فلائٹ سے ایکریمیا چلی گئی۔ اس وقت بھی وہ اکیلی تھی۔ اگر ڈاکٹر اعظم ساتھ ہوتا تو لامحالہ آران میں اس کے ساتھ ہوتا"...... عمران نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ ریتا کا کوئی سلسلہ ڈاکٹر اعظم کے اغوا کے ساتھ نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب دوسری طرف کا تجزیہ کرتے ہیں۔ ریتا باقاعدہ پاکیشیا آئی۔ رفعت جہاں کی فرینڈ کے طور پر اس کی حویلی میں رہی۔ وہاں اتفاقاً میری اس کے ساتھ ملاقات ہوئی اور وہ میرا نام سن کر

اس طرح چونکی جیسے وہ مجھے جانتی ہو اور مجھے وہ عورت جان سکتی ہے جس کا تعلق کسی ایجنسی یا مجرم تنظیم سے ہو۔ پھر ٹائیگر کی رپورٹ کہ ڈاکٹر اعظم اور ریتا ایک ہی ٹیبل پر بیٹھے رہے اور پھر کافی دیر تک وہ دونوں سپیشل روم میں رہے۔ اس کے بعد شمسہ رانی کا بیان کہ اس نے میک اپ کر رکھا تھا لیکن اسے بار بار آنکھیں جھپکانے کی عادت سے پہچانا گیا اور اب ناٹران کی رپورٹ کہ ریتا نام کی لڑکی ایکشن ایجنسی کی چیف ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ وہی لڑکی ہے جو ہمیں مطلوب ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ہم نے ریتا کا اچار ڈالنا ہے۔ ہمیں تو ڈاکٹر اعظم کے بارے میں معلومات چاہئیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا مصالحہ کہاں سے ملے گا"...... عمران نے سوالیہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کس کا مصالحہ"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ریتا اچار کا مصالحہ۔ تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ ریتا کا اچار ڈالنا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی باتیں واقعی تمام ٹینشن دور کر دیتی ہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ سنجیدہ ہونے سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے سنجیدگی اور ٹینشن نہ لیا کرو۔ ہاں تو

مسئلہ ہے ڈاکٹر اعظم کا۔ یہ بات طے ہے کہ ڈاکٹر اعظم اپنی مرضی
سے گیا ہے۔ ڈکیتی کے بعد اس کی پاکیشیا سے نفرت واضح ہو گئی تھی
حالانکہ ایسے جرائم تو دنیا میں ہر جگہ ہوتے رہتے ہیں۔ کیا ایکریمیا یا
کافرستان میں کبھی کوئی ڈکیتی نہیں ہوئی۔ بہرحال وہ پاکیشیا سے
نفرت کرنے لگا۔ اس کے دوست ڈاکٹر ارشد نے صفدر، کیپٹن شکیل
اور تنویر کو جو کچھ بتایا ہے اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ اپنی مرضی
سے گیا ہے اور اگر وہ ریتا کے ساتھ گیا ہے تو پھر وہ یہاں سے
آران، وہاں سے ایکریمیا اور شاید ایکریمیا سے کافرستان گیا ہو گا
تاکہ کوئی شک نہ کر سکے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ریتا نے یہاں کوئی ایسا جرم تو کیا تھا کہ
اسے میک اپ میں یہاں سے آران جانا پڑا ورنہ وہ اپنے اصل
چہرے سے بھی جا سکتی تھی اور وہ جرم تھا ڈاکٹر اعظم کو فارمولے
سمیت لے جانا۔ یقیناً ڈاکٹر اعظم کا بھی میک اپ کیا گیا ہو گا اور
پھر شاید ایکریمیا میں میک اپ بدل دیا گیا ہو گا اور چونکہ اس نے
اب مستقل طور پر ایکریمیا یا کافرستان میں رہنا ہے اس لئے ہو سکتا
ہے کہ اس کے چہرے کی پلاسٹک سرجری کر کے اسے تبدیل کر دیا
گیا ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اب ناٹران کی رپورٹ آئے گی تو پتہ چلے گا کہ اصل
صورت حال کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ فرض کیا کہ ڈاکٹر اعظم کافرستان میں ہے یا

ایکریمیا میں تو کیا آپ اسے واپس لانے کے لئے ٹیم لے کر
جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ اس وقت سوچیں گے جب پتہ چلے گا کہ وہ کہاں ہے۔
اگر تو وہ ایکریمیا میں ہے تو پھر اسے واپس لانے کی ضرورت نہیں
ہے کیونکہ ایکریمیا سے ہمارا براہ راست کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ پھر
ایکریمیا سپر پاور ہے اور میزائل ٹیکنالوجی میں پوری دنیا سے آگے
ہے اس لئے اگر وہ ڈاکٹر اعظم کے فارمولے یعنی فیوچر میزائل یا
اس کا اینٹی بنا بھی لے گا تو پاکیشیا کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور اگر وہ
کافرستان میں ہے تو پھر اسے واپس نہیں لانا بلکہ اس کا خاتمہ کرنا
ہے تاکہ وہ کافرستان کے لئے فیوچر میزائل یا اس کا اینٹی تیار نہ کر
سکے کیونکہ کافرستان براہ راست ہمارا دشمن ہے اور اس کے تیار کردہ
فیوچر میزائل سے پاکیشیا کی سلامتی کو ہر وقت شدید خطرہ لاحق رہے
گا اس لئے ڈاکٹر اعظم کی ہلاکت ملک کی سلامتی کے لئے ضروری
ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ڈاکٹر اعظم کی ہلاکت کے بعد پاکیشیا کس طرح یہ میزائل
تیار کرے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میری سرداور سے بات ہوئی ہے۔ فارمولے کی کاپی یہاں
موجود ہے اور ایسے سائنس دانوں کی ٹیم بھی یہاں موجود ہے جو یہ
کام کر سکے گی۔ صرف عرصہ زیادہ لگے گا لیکن بہرحال ہو جائے گا
اس کے لئے ڈاکٹر اعظم کی موجودگی لازمی نہیں ہے''...... عمران نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن کافرستان کے پاس فارمولا تو موجود ہو گا اور وہاں بھی یقیناً ایسے سائنس دان ہوں گے جو فارمولے کی بنیاد پر خود یہ میزائل تیار کر لیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں اس فارمولے کو بھی تلف کرنا ہے اور اس لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا ہے جہاں یہ میزائل تیار ہو رہا ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب میں چلتا ہوں۔ ناٹران کی جو رپورٹ آئے وہ مجھے بتا دینا کیونکہ اب اس کیس کا تمام تر دارومدار ناٹران کی رپورٹ پر ہے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیوں نہ اس ریتا کو پکڑ کر اس سے ڈاکٹر اعظم کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں''...... بلیک زیرو نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''رپورٹ آ جائے۔ پھر دیکھیں گے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کرنل جگدیش اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جگدیش نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میجر وکرم بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کوئی خاص بات جو فون کیا ہے''...... کرنل جگدیش نے چونک کر پوچھا۔

''آپ سے روبرو ملاقات کے لئے وقت چاہئے۔ کچھ اہم معاملات آپ کے نوٹس میں لانے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''آ جاؤ۔ میں فارغ ہی ہوں''...... کرنل جگدیش نے کہا اور

ریسیور رکھ دیا۔ میجر وکرم ملٹری انٹیلی جنس کے اس شعبے کا سربراہ تھا
جس کی ذمہ داری پاکیشیا میں ایسی سرگرمیوں کی رپورٹس حاصل کرنا
تھا جو کافرستان کے خلاف جا سکتی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا
اور ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا مالک آدمی اندر داخل
ہوا۔ یہ میجر وکرم تھا جس نے فون کر کے ملاقات کا وقت مانگا تھا۔
اس کے ایک ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک فائل موجود تھی۔ اس نے
کرنل جگدیش کو سیلوٹ کیا۔

''یس میجر وکرم۔ بیٹھیں''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''تھینک یو سر''...... میجر وکرم نے کہا اور میز کی دوسری طرف
رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔

''کیا معاملات ہیں کہ آپ کو خود آنا پڑا ہے''...... کرنل جگدیش
نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''سر۔ رپورٹ ملی ہے کہ مس ریتا جس میک اپ میں پاکیشیا
سے آران گئی تھیں اس میک اپ میں کاغذات کی تفصیل ایئر پورٹ
سے ملٹری انٹیلی جنس کی سپیشل سروسز برانچ کے تحت دو نوجوان
لڑکیوں نے حاصل کی ہے۔ اس کے علاوہ آران میں بھی ہمارے
آدمی نے رپورٹ دی ہے کہ وہاں سے بھی مس ریتا کے اس نئے
میک اپ سمیت معلومات حاصل کی گئی ہیں جن سے انہیں پتہ چلا
ہے کہ مس ریتا اس میک اپ میں آران سے ایکریمیا گئی ہیں''۔
میجر وکرم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہاں تک انہیں معلوم ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آگے
کیا ہوا ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''کافرستان آنے سے پہلے جس فلیٹ میں مس ریتا رہتی تھیں
وہ انہوں نے ایک پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے ایک پارٹی کو فروخت کر
دیا تھا۔ اس پراپرٹی ڈیلر کے ایک آدمی سے معلومات ملی ہیں کہ
اتنے عرصے کے بعد اب اس فلیٹ کی فروخت کے ساتھ ساتھ یہ
معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مس ریتا جو کافرستان مستقل طور
پر شفٹ ہوگئی ہیں ان کا فون نمبر کیا ہے حتیٰ کہ ان لوگوں سے بھی
جنہوں نے یہ فلیٹ خریدا ہے وہاں سے بھی معلوم ہوا ہے کہ ان
سے بھی فون پر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مس
ریتا کافرستان میں کہاں موجود ہے لیکن چونکہ انہیں معلوم ہی نہیں
ہے اس لئے وہ نہیں بتا سکے''...... میجر وکرم نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مس ریتا
ایکریمیا سے کافرستان شفٹ ہو چکی ہیں لیکن پتہ کے بارے میں
علم نہیں ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''یس سر''...... میجر وکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ کون لوگ ہیں۔ کیا صرف ملٹری انٹیلی جنس والے ہیں
یا کوئی اور پارٹی ہے''...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

''سر۔ ہمارے آدمی ملٹری انٹیلی جنس میں موجود ہیں۔ انہوں
نے رپورٹ دی ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس نے فائل بند کر دی ہے

کیونکہ سیکرٹری وزارت خارجہ کی طرف سے انہیں یہی حکم دیا گیا تھا اور فائل انہوں نے سیکرٹری وزارت خارجہ کے آفس بھجوا دی ہے اور آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان ہی ہیں اور یہ اطلاع بھی مل چکی ہے کہ کافی روز پہلے سرسلطان کے آفس میں عمران کو بھی دیکھا گیا ہے اور اس وقت وہاں پاکیشیا کے موسٹ سینئر سائنس دان سرداور بھی موجود تھے''۔۔۔ میجر وکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اطلاع مل چکی ہے کہ مس ریتا کافرستان میں ہے اور مس ریتا نے ہی ڈاکٹر اعظم کے سلسلہ میں کام کیا ہے''۔۔۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہے''۔۔۔ میجر وکرم نے کہا۔

''اب اس سلسلے میں کوئی واضح اقدام کیا جانا چاہئے۔ آپ کیا اقدامات تجویز کرتے ہیں''۔۔۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

''سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بہرحال کافرستان آئے گی تاکہ ڈاکٹر اعظم کو ان کے فارمولے سمیت واپس لے جایا جائے۔ ان کے مقابلے میں ہماری سیکرٹ سروس آج تک کامیاب نہیں ہو سکی اس لئے یہی ہو سکتا ہے کہ مس ریتا کی ایجنسی کو مقابلے پر لایا جائے لیکن مس ریتا ابھی وہ تجربہ نہیں رکھتیں جو پاکیشیا سیکرٹ سروس

والے رکھتے ہیں''۔۔۔ وکرم نے کہا۔

''تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ ہم ڈاکٹر اعظم کا بازو پکڑ کر انہیں پاکیشیا کے حوالے کر دیں''۔۔۔ کرنل جگدیش نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری سر۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو صرف اتنا چاہتا تھا کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بجائے کافرستان کی ایجنسی کامیاب رہے''۔۔۔ میجر وکرم نے معذرت خواہانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارے ذہن میں اس کے لئے کوئی خاص تجویز ہے''۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

''سر۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر اعظم کو دوبارہ بالم پور بھجوا دیا جائے۔ بالم پور چھوٹا سا گاؤں ہے۔ باقی تمام پہاڑی علاقہ ہے۔ اس علاقے میں ہماری ایئر فورس کا یونٹ بھی موجود ہے اور چھوٹی سی چھاؤنی بھی۔ وہاں اگر ایکشن ایجنسی بھی کیمپ لگا لے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آسانی سے نہ صرف روکا جا سکتا ہے بلکہ ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔ وہ لوگ وہاں ایک قدرتی جال میں پھنس جائیں گے''۔۔۔ میجر وکرم نے کہا۔

''ڈاکٹر اعظم بالم پور میں کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے''۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

''تو پھر انہیں ایکریمیا کی ریاست الاسکا میں بھجوا دیا جائے۔

وہاں کی لیبارٹری دنیا کی سب سے محفوظ لیبارٹری ہے۔ دوسری بات یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان میں انہیں تلاش کرتی رہ جائے گی۔ یہاں اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے''..... میجر وکرم نے کہا۔

''الاسکا میں جو لیبارٹری ہے اس میں کافرستان کا کام بھی ہو رہا ہے۔ یہ مشترکہ لیبارٹری ہے لیکن وہاں کا ہولڈ تو ایکریمیا کے پاس ہے۔ وہاں ڈاکٹر اعظم کے فارمولے پر کام ہوا تو سب کچھ ایکریمیا اپنے پاس رکھ لے گا''..... کرنل جگدیش نے کہا۔

''سر۔ ایکریمیا میزائل ٹیکنالوجی میں سب سے آگے ہے اس لئے وہ کافرستان کی طرف سے وہاں بھیجے گئے فارمولے پر قبضہ نہیں کر سکتے جبکہ ہمارے لئے وہ فارمولا بے حد اہمیت رکھتا ہے''۔ میجر وکرم نے کہا۔

''نہیں۔ حکومت اس معاملے میں کوئی رسک نہیں لے سکتی۔ سوری''..... کرنل جگدیش نے حتمی اور دو ٹوک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ پھر بالم پور والا سیٹ اپ زیادہ بہتر رہے گا ورنہ یہاں دارالحکومت میں تو وہ لوگ انہیں فوراً پکڑ لیں گے''..... میجر وکرم نے کہا۔

''کیا تمہیں پاکیشیا سے یہ اطلاع مل سکتی ہے کہ وہ لوگ کب کافرستان پہنچ رہے ہیں''..... کرنل جگدیش نے کہا۔

''جناب۔ یہ لوگ بے حد شاطرانہ چالیں چلتے ہیں۔ یہ بظاہر تو ایئرپورٹ پہنچ جاتے ہیں لیکن فلائٹ سے چند لمحے پہلے وہاں سے نکل کر سمندر کے راستے کافرستان پہنچ جاتے ہیں اور ہمارے آدمی انہیں تلاش کرتے رہ جاتے ہیں اس لئے کوئی گارنٹی نہیں دی جا سکتی''..... میجر وکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم جاؤ۔ اب یہ فیصلہ میں خود کروں گا''..... کرنل جگدیش نے کہا۔

''یس سر''..... میجر وکرم نے کہا اور اٹھ کر اس نے ایک بار پھر سیلوٹ کیا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی کرنل جگدیش نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''..... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میڈم ریتا جہاں بھی ہوں ان سے میری بات کراؤ''..... کرنل جگدیش نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جگدیش نے دوبارہ رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''..... کرنل جگدیش نے کہا۔

''میڈم ریتا لائن پر ہیں سر''..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ کرنل جگدیش بول رہا ہوں''..... کرنل جگدیش نے سخت

لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ فرمایئے۔ میں ریتا بول رہی ہوں"..... دوسری طرف سے ریتا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میرے آفس آ جائیں۔ میں انتظار کر رہا ہوں"..... کرنل جگدیش نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پچیس منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ریتا اندر داخل ہوئی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور بلیک لیدر کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس نے سلام کیا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

"ریتا حاضر ہے چیف۔ حکم"..... ریتا نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ریتا۔ پاکیشیا سے حتمی رپورٹس مل چکی ہیں کہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم وہاں سے میک اپ میں پہلے آران گئی اور پھر وہاں سے ایکریمیا اور اب تم مستقل طور پر کافرستان میں ہو اور انہیں یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ تم ڈاکٹر اعظم کو پہلے آران پھر ایکریمیا اور پھر کافرستان لے گئی ہو"..... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یہ سب کچھ کس ایجنسی کو معلوم ہوا ہے"..... ریتا نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اور وہ کسی بھی وقت یہاں آ کر ڈاکٹر اعظم کو فارمولے سمیت واپس لے جانے کی کوشش کریں گے"..... کرنل جگدیش نے کہا۔

"وہ کوشش کریں گے۔ کر لیں۔ ان کی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی"..... ریتا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"حکومت کے سامنے دو تجویزیں آئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ڈاکٹر اعظم کو الاسکا میں ایکریمیا اور کافرستان کی مشترکہ لیبارٹری میں بھجوا دیا جائے لیکن چونکہ اس طرح اس فارمولے پر ہونے والا تمام کام اوپن ہو جائے گا اس لئے یہ تجویز مسترد کر دی گئی ہے"..... کرنل جگدیش نے کہا۔

"ایسی تجویز کو مسترد ہی ہونا چاہئے تھا چیف۔ یہ تو اپنے آپ کو دوسروں کے حوالے کر دینے کے مترادف ہے مگر دوسری تجویز کیا ہے"..... ریتا نے کہا۔

"وہی پرانی تجویز کہ ڈاکٹر اعظم کو بالم پور بھجوا دیا جائے اور وہاں ریڈ الرٹ کر دیا جائے۔ ایکشن ایجنسی کو بھی وہیں بھجوا دیا جائے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچ جائے تو اسے ہلاک کیا جا سکے"..... کرنل جگدیش نے کہا۔

"پھر اس تجویز کے بارے میں حکومت نے کیا فیصلہ کیا ہے"۔ ریتا نے کہا۔

"یہ فیصلہ تم نے کرنا ہے۔ میرے ذہن کے مطابق ڈاکٹر اعظم کو تو بالم پور بھجوا دیا جائے لیکن تم یہیں رہو۔ پھر جیسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچے تم اس کا خاتمہ کر دو اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس بالم پور پہنچ جائے تو تم وہاں جا کر اس کا خاتمہ کر دو"۔ کرنل

جگدیش نے کہا۔

''ڈاکٹر اعظم تو اب ڈاکٹر جیکب بن چکا ہے اس لئے اسے تو یہ لوگ زندگی بھر تلاش نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اب نفسیاتی طور پر بھی اپنے آپ کو ڈاکٹر جیکب ہی سمجھتا ہے۔ ڈاکٹر اعظم کی شخصیت کو وہ نفسیاتی ٹریٹمنٹ کے بعد یکسر بھول چکا ہے حتیٰ کہ اب وہ اپنے آپ کو مسلمان کی بجائے عیسائی سمجھتا ہے اس لئے یہ لوگ ڈاکٹر اعظم تک پہنچ بھی جائیں تب بھی وہ اسے ڈاکٹر جیکب ہی سمجھیں گے۔ البتہ انہیں ٹریپ کرنے کے لئے میں بالم پور جا سکتی ہوں تاکہ وہ لوگ وہاں پہنچیں تو ان کا خاتمہ کیا جا سکے''...... ریتا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم ڈاکٹر جیکب کو ان کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑ سکتے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''تو پھر جیسے آپ حکم دیں''...... ریتا نے کہا۔

''جیسے تم فیصلہ کرو کیونکہ کام بھی تو تم نے کرنا ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''اگر آپ مجھ پر فیصلہ چھوڑتے ہیں تو میں ڈاکٹر جیکب کو بالم پور زبردستی بھجوا دیتی ہوں۔ میری ایجنسی بھی وہاں جائے گی۔ میں وہاں تمام حفاظتی انتظامات کر کے اپنے دو ساتھیوں روزی اور سریش سمیت یہاں دارالحکومت واپس آ جاؤں گی اور پھر میں یہاں ان لوگوں کے خاتمے کا کام شروع کر دوں گی۔ جہاں بھی وہ ختم ہو جائیں''...... ریتا نے کہا۔

''ڈاکٹر جیکب پر زبردستی نہیں کرو گی تم۔ اسے سمجھاؤ ورنہ پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے خلاف اس کے ذہن میں کوئی سوچ پیدا ہو۔ اس طرح وہ ہم سے بھی نفرت کر سکتا ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''لیکن ڈاکٹر جیکب کے بغیر ہمارا وہاں رہنا فضول ہے۔ بہرحال میں اس سے بات کر کے آپ کو اطلاع دوں گی''...... ریتا نے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''او کے۔ وش یو گڈ لک''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''تھینک یو چیف''...... ریتا نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں آنکھیں بند کئے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مراقبہ کر رہا ہو۔ سلیمان ابھی تک گاؤں سے واپس نہیں آیا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے آنکھیں کھولے بغیر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

''لیں۔ سویا ہوا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''..... عمران نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ آپ سو بھی رہے ہیں اور کال بھی اٹنڈ کر رہے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا''..... صفدر نے کہا۔

''الف لیلیٰ کی ایک کہانی تھی سویا ہوا محل۔ اس میں تمام لوگ سوتے ہی رہتے تھے اور آنکھیں بند کئے اپنے کام بھی کرتے رہتے

تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس محل میں رہنے والی ایک شہزادی پر ایک جادوگر نے نیند سوار کر دی تھی اس کی وجہ سے پورے محل پر نیند طاری ہوگئی تھی۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ میری شہزادی میری قسمت سوگئی ہے اور آغا سلیمان پاشا میری قسمت سو جانے کے باعث اپنے گاؤں چلا گیا ہے اور اب میں سو بھی رہا ہوں اور فون بھی سن رہا ہوں''..... عمران نے تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''آپ سو کب رہے ہیں۔ آپ کا ذہن جاگ رہا ہے۔ آپ کا جسم جاگ رہا ہے کیونکہ آپ نے رسیور اٹھایا اور مسلسل آپ اسے کان سے لگائے ہوئے ہیں۔ پھر سونا کیسا''..... صفدر نے باقاعدہ حجت کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور آنکھیں بند ہوں تو آدمی سو رہا ہوتا ہے یا مر چکا ہوتا ہے۔ فی الحال میں سو رہا ہوں۔ مرنے کی باری بھی بہرحال آ ہی جائے گی۔ ویسے بھی کہتے ہیں کہ نیند موت کی چھوٹی بہن ہوتی ہے''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم سب آپ کو نیند سے جگانے آپ کے فلیٹ پر آ رہے ہیں''..... صفدر نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ میں جاگ گیا ہوں۔ سوئی ہوئی قسمت بھی جاگ گئی ہے۔ میں غریب آدمی ہوں۔ اتنے سارے زبردستی کے مہمان

میں کہاں بھگتا سکتا ہوں۔ میرا قصور معاف کر دو۔ آئندہ وعدہ رہا
کہ ایک ہزار سال تک نہیں سوؤں گا۔ اس بار معاف کر دو‘‘۔ عمران
نے باقاعدہ گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’تو آپ یہاں مس جولیا کے فلیٹ پر آ جائیے۔ ہم سب آپ
کے منتظر ہیں‘‘...... صفدر نے جواب دیا۔

’’اچھا سب میرے منتظر ہیں۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ
تم نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے۔ دو گواہ ایک نکاح خواں وہاں موجود
ہیں اور وہ دلہن۔ وہ برف کی شہزادی۔ مم۔ میرا مطلب ہے برفانی
علاقے کی شہزادی مگر برف کی شہزادی کو تو ذرا سی دھوپ لگ گئی تو
وہ پگھل جائے گی۔ بہرحال میں آ رہا ہوں۔ چھوہارے، ہار سب
کچھ تو تم لوگوں نے منگوا لئے ہوں گے‘‘...... عمران نے تیز تیز لہجے
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر وہ
اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی اس نے چند قدم
ہی اٹھائے تھے کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

’’ارے۔ ارے۔ صبر کرو۔ جہاں میں نے اتنے سال انتظار کیا
ہے وہاں کچھ دیر اور سہی‘‘...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور
واپس مڑ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

’’آ رہا ہوں بھائی۔ اب اتنی بھی کیا جلدی ہے‘‘...... عمران نے
بڑے بے ساختہ سے لہجے میں کہا۔

’’ایکسٹو‘‘...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی

دی۔

’’اوہ۔ تو بلیک زیرو صاحب کا فون ہے۔ میں سمجھا کہ صفدر کا
فون ہے۔ وہ مجھے جولیا کے فلیٹ پر کال کر رہا تھا جہاں بقول اس
کے سارے ممبرز جمع ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے پیارے بلیک زیرو کہ آج
کل دولہا سفید شیروانی پہنتے ہیں جس پر روپہلی کام ہوتا ہے اور
چونکہ صفدر نے اچانک کال کیا ہے اس لئے میں شیروانی بھی نہیں
خرید سکا مگر میرے پاس تو کار کے پٹرول کے پیسے بھی نہیں ہیں۔
چلو میں پیر گھسیٹتا پہنچ جاؤں گا مگر شیروانی کیسے لوں گا۔ پیارے
بلیک زیرو۔ فوراً بیس پچیس ہزار روپے شیروانی ہاؤس پر بھجوا دو۔
ارے ہاں۔ سلیم شاہی جوتی۔ وہ بھی تو لینی ہے۔ چلو چھوڑو۔ جب
پیدل ہی جانا ہے تو پھر جوتی کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ گھس
جائے گی تو پھر وہ دکاندار واپس بھی نہ لے گا‘‘...... عمران نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ میں نے بھی اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ
آپ کو بتا دوں کہ ساری ٹیم پہاڑوں پر ہونے والے شاندرو میلے
پر جانے کی اجازت مانگ رہی ہے لیکن میں نے اس لئے انکار کر
دیا کہ آپ کو ڈاکٹر اعظم مشن پر کافرستان یا ایکریمیا جانا ہو گا۔
آپ کو وہ شادی کے لئے نہیں بلکہ میلے پر جانے کی اجازت لے
دینے کے لئے بلا رہے ہیں۔ آپ بتائیں کہ کیا کرنا ہے‘‘۔ بلیک
زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ میرا سارا خواب ہی چکنا چور کر دیا اور جہاں تک اجازت کا تعلق ہے تو تم پوری ٹیم کی تنخواہیں اور الاؤنسز مجھے دینے کا وعدہ کرو تو میں اکیلا ہی مشن پر چلا جاؤں گا۔ چلو کچھ دن پیٹ بھر کر روٹی تو کھانے کو مل جائے گی۔ بعد میں جو ہو گا سو ہو گا ہی''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا کہ آپ ٹیم کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتے۔ اوکے۔ اب میں انہیں میلے پر جانے کی اجازت دے دوں گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''خواہ مخواہ دے دوں گے۔ پھر میں اکیلا رہ جاؤں گا اور وہ کیا کہتے ہیں اکیلا چنا کیا بھاڑ جھونکے گا۔ اکیلا تو درخت بھی اچھا نہیں لگتا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

''پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میں معاملہ آپ پر ہی ڈال دوں۔ اوکے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ تو بعد میں ہوتا رہے گا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ٹائران نے کوئی رپورٹ دی ہے یا نہیں''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ابھی تک تو اس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ ابھی وہ انکوائری کر رہا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوکے۔ بہرحال اگر ضرورت محسوس کی تو میں خود بھی اسے فون کر کے پوچھ لوں گا۔ بہرحال ہم نے ڈاکٹر اعظم کے پیچھے تو

جانا ہے اس لئے تم مجھ پر ڈال دینا۔ میں خود سنبھال لوں گا''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس رہائشی پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں جولیا کا فلیٹ تھا۔ پلازہ کی پارکنگ میں جب اس نے کار روکی تو وہاں تقریباً سارے ممبران کی کاریں دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ جولیا کا فلیٹ دوسری منزل پر تھا۔ لفٹ بھی تھی لیکن عمران کو جلدی نہیں تھی۔ اس کی حتی الوسع کوشش ہوتی تھی کہ وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جائے کیونکہ اس طرح کچھ ورزش ہو جاتی تھی۔ دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا وہ دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ جولیا کا فلیٹ راہداری کے تقریباً آخر میں تھا۔ عمران نے وہاں پہنچ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

''حیرت ہے۔ باہر سے تو یہ کسی لیڈی کا رہائشی فلیٹ لگتا ہے اور آواز مردانہ ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو دوسری طرف سے کچھ کہے بغیر کٹک کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے تھے عمران صاحب۔ باہر سے فلیٹ کسی لیڈی کی رہائش گاہ لگتا ہے جبکہ جولیا تو اپنی نیم پلیٹ بھی نہیں

لگاتی''...... سلام دعا کے بعد صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''جس فلیٹ میں مرد رہتے ہوں وہاں سے دہشت، وحشت کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور جس میں خواتین رہتی ہوں وہاں سے نزاکت، سخاوت اور خوشبویات نمایاں ہوتی ہیں''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے جواب دیا۔

''لیکن اس وقت تو فلیٹ میں مردوں کی تعداد خواتین سے زیادہ ہے اور ایسی صورت میں تو آپ کو یہاں سے دہشت اور وحشت محسوس ہونی چاہئے تھی''...... صفدر نے باقاعدہ وکیلوں کی طرح جرح کرتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو میں حیران ہو رہا تھا''...... عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا باراتیان بغیر دولہا''...... عمران نے ڈرائنگ روم میں جاتے ہی بڑے زور دار لہجے میں کہا۔

''تم یہ حسرت ساتھ لے جاؤ گے''...... تنویر نے فوراً ہی جواب دیا۔

''کون سی حسرت۔ یہی کہ تنویر کو دولہا بنا میں دیکھ سکوں''۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ دیکھنا بھی تمہارے لئے بہت مشکل مرحلہ ہو گا''...... تنویر نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیوں مشکل ہو گا۔ جب تم ہیروئن جو دلہن بنی ہوئی ہو گی سے لمبے لمبے فلمی ڈائیلاگ بول رہے ہو گے تو اس میں مشکل کیا ہو گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب پلیز۔ ماحول خراب نہ کریں۔ تنویر کو ہم فلمی نہیں سچ مچ کا دولہا بنائیں گے''...... صالحہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''سچ مچ تو بنتا رہے گا۔ پہلے فلمی دولہا تو بن جائے۔ یہی غنیمت ہے ورنہ اس کے ہاتھ پر شادی کی لکیر ہی نہیں ہے''۔ عمران نے کہا تو کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

''آپ کے ہاتھ میں ہے عمران صاحب''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے ہاتھ میں نہ سہی پیروں میں لازماً ہو گی''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''پیروں میں۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا عمران صاحب''۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو دولہن کی تلاش میں ساری دنیا میں بھاگتا پھرتا رہتا ہوں۔ اب بھی دیکھو اس فلیٹ تک پہنچنے کے لئے پوری اٹھارہ سیڑھیاں چڑھنی پڑی ہیں''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ پہاڑوں میں شاندرو کا میلہ ہونے والا ہے۔

یہ میلہ دنیا کی سب سے بلند جگہ پر ہوتا ہے۔ آج کل کام تو ہے نہیں ہم نے سوچا کہ چیف سے رخصت لے کر یہ میلہ دیکھا جائے لیکن چیف نے انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ عمران ایک کیس پر ابتدائی کام کر رہا ہے اور کسی بھی وقت مشن پر ٹیم جا سکتی ہے''..... صفدر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ٹیم تو وہی جائے گی جو آپ کے ساتھ ہمیشہ جاتی ہے۔ ہمیں تو اجازت دے دیں میلہ دیکھنے کی''..... عمران کے جواب دینے سے پہلے صدیقی نے کہا۔

''ارے۔ تم خود چیف ہو اور کہہ مجھے رہے ہو۔ میں نہ تین میں نہ تیرہ میں۔ نہ میں اِس ٹیم میں شامل اور نہ اُس ٹیم میں شامل''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ سب کچھ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور ہمیں آپ سے یہی شکایت ہے کہ آپ ہمیں مشن پر تو ساتھ نہیں لے جاتے''..... صدیقی شاید سوچ کر آیا تھا کہ آج وہ اس معاملے پر ڈٹ کر بولے گا۔

''میں کون ہوتا ہوں۔ یہ سب کام تمہارے اس نقاب پوش چیف کے ہیں جو خود تو نقاب پہنے چھپ کر بیٹھا رہتا ہے اور بے چاری میری جان کو سامنے رکھ دیتا ہے''..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو آپ ایک کام کریں۔ اس بار فورسٹارز کو مشن پر لے

جائیں اور فارن ٹیم کو اس بار میلہ دیکھنے دیں''..... صدیقی نے کہا۔

''صدیقی۔ یہ تم نے کیا باتیں شروع کر دی ہیں۔ فارن ٹیم کس کو کہہ رہے ہو۔ چیف جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ تم نے کیوں اپنے ذہن میں ٹیم کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے''..... صفدر نے خاصے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ایک بار، دو بار، تین بار ہمیں مشن پر نہ لے جایا جائے تو چلو کوئی بات نہیں لیکن اب تم خود دیکھو نجانے کتنے سالوں سے مشن پر ہم نے کام ہی نہیں کیا۔ ایسی صورت میں تو ذہن پر بوجھ پڑتا ہے۔ اگر ہم اتنے باصلاحیت نہیں ہیں جتنے تم لوگ ہو تو پھر بھی ہمیں مسلسل نظرانداز نہیں کرنا چاہئے''..... صدیقی نے خاصے سخت لہجے میں کہا۔

''چھوڑو صدیقی۔ ہماری یہاں کوئی نہیں سنتا''..... چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چوہان پلیز۔ تم لوگ اس انداز میں مت سوچو۔ اس طرح ہماری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے کہ ایک دوسرے پر اعتماد کرو ورنہ دشمنوں پر تمہاری دھاک ختم ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور ہو گا بھی ایسے ہی''..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو پھر اس بار ہمیں مشن پر جانے دو۔ خود چیف سے کہو کہ وہ ہمیں مشن پر بھجوائے''..... چوہان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''یہ بحث بند کی جائے۔ میں خود چیف سے بات کرتی ہوں''۔ خاموش بیٹھی ہوئی جولیا نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم میری سفارش کر دینا کہ پوری ٹیم کو فارغ کر دیا جائے اور سب کی تنخواہیں اور الاؤنسز مجھے دے دیئے جائیں تو میں اکیلا ہی مشن مکمل کرنے جا سکتا ہوں''...... عمران نے جولیا سے کہا۔

''عمران صاحب۔ ناراضگی معاف۔ آپ کی کارکردگی کی وجہ سے ہی تو آج یہ نوبت آئی ہے کہ آدھی سے زیادہ ٹیم بے کار ہو کر فلیٹوں میں بیٹھی ہے اور جو آدھی آپ کے ساتھ جاتی ہے وہ بھی صرف تالیاں بجا کر ویسی کی ویسی واپس آ جاتی ہے جیسے گئی تھی''...... صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہیں کیا ہو گیا ہے صدیقی۔ پلیز سوچو کہ تم کیا کہہ رہے ہو''۔ صفدر نے کہا۔

''اب ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اب تو میں چیف کو بھی بتاؤں گا کہ ہمیں مستقل فارغ کر دے ورنہ ہمیں بھی کام دیا جائے اور وہ بھی ہمارے سٹینڈرڈ کا''...... صدیقی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا سرد تھا۔

''یس چیف۔ حکم''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران یہاں موجود ہے''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں اور بول نہیں رہا بلکہ بولنے پر مجبور کیا جا رہا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کیوں۔ وجہ''...... دوسری طرف سے چیف کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

''آپ نے ایک ٹیم کی دو ٹیمیں بنا دی ہیں اور اب فورسٹارز فارغ رہ رہ کر تنگ آ گئے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ انہیں بھی فارن ٹیم جیسا مرتبہ دیا جائے۔ میں نے تو ان کے سامنے تجویز پیش کی ہے کہ وہ اپنی تنخواہیں اور الاؤنسز مجھے دے دیں تو میں اکیلا ہی مشن مکمل کر لوں گا۔ وہ اس دوران اطمینان سے شاندرو کا میلہ دیکھ سکیں گے لیکن وہ الٹا مجھ سے ہی ناراض ہو گئے ہیں اور انہوں نے فیصلہ دے دیا ہے کہ میری وجہ سے آدھی ٹیم بے کار ہو کر فلیٹوں میں بیٹھی رہتی ہے اور باقی آدھی بھی کوئی کام کرنے کی بجائے میرے ساتھ جا کر اور تالیاں بجا کر واپس آ جاتی ہے۔ اب آپ

بتائیں کہ مجھے کیا جواب دینا چاہئے‘‘...... عمران نے کہا تو وہاں موجود سب افراد نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ انہیں احساس ہو رہا تھا کہ چیف ابھی انہیں سخت ترین سزا سنا دے گا۔

’’ممبران ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تمہاری کارکردگی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پوری دنیا کے لئے ایک ہوا بنا دیا ہے۔ اب ایجنٹس اور مجرم موت سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ڈرتے ہیں۔ جس طرح کارکردگی کی کمی نقصان دہ ہوتی ہے اسی طرح کارکردگی میں بے پناہ اضافہ دوسروں کو بے کار کر دیتا ہے اور تم چونکہ ٹیم کے ممبر نہیں ہو صرف تمہاری خدمات ہائر کی جاتی ہیں اس لئے اب آئندہ تمہاری خدمات ہائر نہیں کی جائیں گی۔ اب جو بھی مشن ہو گا اس پر ٹیم کام کرے گی۔ تم آج سے میری طرف سے فارغ ہو‘‘...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران جیسے سکتے میں آ گیا تھا۔ وہ رسیور کان سے لگائے بت کی طرح ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ باقی ساتھی بھی اس طرح خاموش تھے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔

’’یہ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ کیا ہوا ہے یہ‘‘...... اچانک عمران نے ایک جھٹکے سے سیدھا ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

’’اب کلیجے میں ٹھنڈ پڑ گئی صدیقی۔ ایک غریب آدمی کو بے

روزگار کر کے اب تو خوش ہو۔ ٹھیک ہے بے چارہ کمزور ہی مارا جاتا ہے اور کسی پر بس چلے نہ چلے بس غریب اور بے بس اور بے یار ومددگار پر چل جاتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب مجھے بھی سوچنا پڑے گا‘‘...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب پلیز مجھے معاف کر دیں۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ چیف ایسا اقدام کرے گا۔ میں دلی طور پر معافی مانگتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسا تقاضا نہیں کروں گا‘‘۔ صدیقی نے اٹھ کر عمران کا بازو پکڑ کر بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔ ان سب کے چہرے لٹک گئے تھے۔

’’اب لکیر پیٹنے کا کیا فائدہ۔ اب سانپ تو نکل گیا۔ اب مجھے جانے دو۔ مجھے اب اپنی پہاڑ سی زندگی کے بارے میں سوچنا ہے۔ آج تک میں صرف پاکیشیا کے لئے سوچتا رہا ہوں لیکن جس طرح مجھے مکھن میں سے بال کی طرح نکال کر باہر پھینک دیا گیا ہے مجھے اپنی حیثیت اور اپنے مستقبل کا بخوبی علم ہو گیا ہے۔ اب مجھے اپنے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا۔ ہمیشہ کے لئے اللہ حافظ‘‘۔ عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

’’عمران‘‘...... اچانک جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو عمران اس طرح رک گیا جیسے چابی والے کھلونے کی چابی ختم ہو جانے پر وہ رک جاتا ہے۔

"واپس آؤ اور بیٹھ جاؤ"...... جولیا نے اسی لہجے اور آواز میں کہا تو عمران واپس مڑا اور آ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں نے تمہاری بات اس لئے مان لی ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ آخری بار میں نے تمہاری بات نہیں مانی۔ ویسے مجھے تم سب کے جذبات کا اچھی طرح احساس ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ چیف نے تم سب کے حق میں اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اب میری عدم موجودگی میں ایک تو پوری ٹیم جایا کرے گی دوسرا اب تم سب کو کام کرنے کا موقع ملتا رہے گا اور خاص طور پر تنویر کی شکایت دور ہو جائے گی کہ میری وجہ سے تمہاری کارکردگی زیرو ہو کر رہ گئی ہے"...... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں ایسا کہتا ضرور ہوں لیکن سچ بات ہے کہ چیف کا یہ فیصلہ مجھے قطعاً پسند نہیں آیا"...... تنویر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جولیا نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

"کیا کر رہی ہو۔ چیف اتنی جلدی اپنے فیصلے تبدیل نہیں کیا کرتا۔ دو چار سال گزرنے دو پھر بات کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"مجھ پر طنز مت کرو۔ خاموش بیٹھو۔ میں ڈپٹی چیف ہوں اور بات کر سکتی ہوں"...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو عمران اس طرح سہم گیا جیسے سخت گیر استاد کلاس میں بچے کو ڈانٹ دیتے

ہیں تو بچہ سہم کر خاموش ہو جاتا ہے یا جیسے معصوم کبوتر سانپ کی پھنکار سن کر سہم جاتا ہے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ ہوتے ہی چیف کی آواز سنائی دی۔ چونکہ جولیا نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے چیف کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

"جولیا بول رہی ہوں باس۔ آپ نے عمران کو جس سرد مہری سے ٹیم سے علیحدہ کیا ہے اس پر میں نے استعفیٰ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آپ چاہے مجھے گولی مروا دیں میں اب اس ٹیم میں نہیں رہنا چاہتی جہاں کسی کے کام کی سرے سے قدر ہی نہ ہو۔ عمران نے جس طرح آپ کے لئے پاکیشیا کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دشمنوں کے خلاف کام کیا ہے۔ اس پر اس کی تعریف ہونی چاہئے نہ کہ اسے اس طرح بے عزت کر کے علیحدہ کر دیا جائے۔ آپ شاید اتنی اچھی طرح نہیں جانتے جتنا ہم جانتے ہیں کہ اسرائیل، ایکریمیا، کافرستان اور کارمن سمیت تمام ممالک کی شدید خواہش ہے کہ کاش عمران ان کے ملک کا باشندہ ہوتا۔ مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی۔ آپ چاہے میرا استعفیٰ قبول کریں یا نہ کریں میں اب ٹیم میں نہیں رہ سکتی۔ مجھے گولی مروا دیں، قتل کرا دیں، میرے ٹکڑے کروا دیں مجھے سب منظور ہے لیکن"...... جولیا لیکن کے بعد فقرہ مکمل نہ کر سکی اور رسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے میز پر گر گیا اور جولیا نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا۔

''سوری سر۔ مس جولیا جذباتی ہوگئی ہیں۔ جلد ہی ان کی جذباتی کیفیت نارمل ہو جائے گی۔ میں ان کی طرف سے معذرت خواہ ہوں''...... عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور بڑے سنجیدہ لہجے میں چیف سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارے کہنے پر میں اسے لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں ورنہ''...... چیف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جولیا اسی طرح دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ صالحہ اسے تسلی دینے میں مصروف تھی۔

''تمہیں کس حکیم نے کہا تھا کہ تم چیف سے اس لہجے میں بات کرو''...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''میں کروں گی۔ میں اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کروں گی۔ اس نے کیا سمجھ کر تمہاری بے عزتی کی ہے۔ وہ اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے''...... جولیا نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ کیسی بے عزتی۔ کس کی بے عزتی۔ سیانے کہتے ہیں کہ دو چار جوتے کھانے سے عزت جاتی نہیں اور دو چار ہزار مارنے کوئی نہیں آتا۔ بہرحال تمہارا شکریہ کہ تم میری خاطر چیف سے بھی ٹکرا گئیں۔ کاش تم نے تنویر سے پوچھ لیا ہوتا''۔ عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس

کرنے شروع کر دیئے اور تنویر بات کرتے کرتے رک گیا جبکہ باقی ساتھی بھی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ حالات جس نہج پر جا رہے تھے وہ شاید ان کی سمجھ سے باہر ہوتے جا رہے تھے۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... اچانک دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی کیونکہ عمران نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اور ناٹران کا نام سن کر کمرے میں موجود سارے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے تھے۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے چیف نے اس کے بارے میں سرے سے کچھ کہا ہی نہ ہو۔

''عمران صاحب۔ آپ ہر بار اس طرح تعارف کراتے ہیں کہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے شاید کچھ نئی ڈگریاں حاصل کر لی ہوں گی لیکن آپ ہر بار وہی ڈگریاں دوہرا دیتے ہیں''...... دوسری طرف سے ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ دوہرانے کا ہی نتیجہ ہے کہ تمہیں ڈگریاں یاد ہیں ورنہ آج کل تو لوگ ہر ڈگری کو اس لئے بھول جاتے ہیں کہ کہیں جعلی ڈگری نہ ہو''...... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اب یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر اعظم اور ریتا کے بارے میں کیا رپورٹ

ہے تمہارے پاس''...... عمران نے پوچھا۔

''میں چیف کو مکمل رپورٹ دے چکا ہوں''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف سے آج کل میری کٹی چل رہی ہے اس لئے مجھے علیحدہ بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''کٹی کیا ہوتی ہے عمران صاحب''...... ناٹران کے لہجے میں حیرت تھی۔ اس نے شاید کٹی کے بارے میں کچھ نہ سنا ہوا تھا۔

''ارے تمہیں کٹی کا علم نہیں۔ لگتا ہے بچپن میں کسی سے ناراضگی نہیں ہوئی تمہاری''...... عمران نے کہا۔

''بچپن میں ناراضگی۔ کیا مطلب عمران صاحب''...... ناٹران کے لہجے میں مزید حیرت نمایاں ہوگئی تھی۔

''یہ بچوں کی مخصوص اصطلاح ہے۔ وہ جب ایک دوسرے سے ناراض ہوتے ہیں اور بول چال بند کر دیتے ہیں تو کہتے ہیں تم سے ہماری کٹی۔ بس ایسی ہی کٹی آج کل چیف کے ساتھ میری چل رہی ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ ہی چیف سے کٹی کی جرأت کر سکتے ہیں عمران صاحب۔ بہرحال آپ کو بھی بتا دیتا ہوں۔ کافرستان میں ایک نئی ایجنسی بنائی گئی ہے جس کا نام ایکشن ایجنسی ہے۔ یہ ایجنسی ملٹری انٹیلی جنس کے نئے چیف کرنل جگدیش کے تحت ہے اور اس ایجنسی کی سربراہ

ایک لڑکی ہے جس کا نام ریتا ہے اور جو آپ کے بتائے ہوئے حلیئے کے عین مطابق ہے۔ وہ ایکریمیا سے کافرستان شفٹ ہوئی ہے۔ یہ ایجنسی ابھی حال ہی میں قائم ہوئی ہے''...... ناٹران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے خود اسے دیکھا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں نے ایک کلب میں اسے دیکھا ہے۔ خاصی تیز طرار اور ہوشیار لڑکی ہے۔ اس کا قدوقامت اور حلیہ وہی ہے جو آپ نے بتایا تھا''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اس ڈاکٹر اعظم کا کیا ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ میں نے چیف کو بھی حتمی رپورٹ دی ہے کہ ڈاکٹر اعظم کافرستان میں نہیں ہے۔ میں نے کافرستان کی تمام چھوٹی بڑی لیبارٹریوں اور خصوصاً ان لیبارٹریوں میں جہاں میزائل ٹیکنالوجی پر کام ہو رہا ہے چیکنگ کی ہے۔ وہاں نہ ڈاکٹر اعظم کے نام کا کوئی سائنس دان ہے اور نہ ہی ڈاکٹر اعظم کے حلیئے کا کوئی آدمی ہے''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کو لازماً ایکشن ایجنسی فائنل رپورٹ دیتی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''کس کے بارے میں''...... ناٹران نے چونک کر پوچھا۔

''مشن کے بارے میں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ لازماً دیتی ہو گی''...... ناٹران نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''کیا تم ان فائلوں کو چیک کرا سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ انتہائی آسانی سے کیونکہ جس کی تحویل میں ریکارڈ ہوتا ہے وہ آدمی میرا اپنا ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''تم اپنے آدمی سے کہو کہ وہ چیک کر کے بتائے کہ ریتا نے یا ایکشن ایجنسی نے کوئی ایسی فائل جمع کرائی ہے جس میں ڈاکٹر اعظم کا نام موجود ہو''...... عمران نے کہا۔

''اوہ یس سر۔ آپ واقعی بے حد گہرائی میں سوچتے ہیں۔ میرے ذہن میں ایسی اہم بات آئی ہی نہ تھی۔ میں ایک گھنٹے کے اندر معلوم کر لوں گا''...... ناٹران نے کہا۔

''میں ایک گھنٹے بعد خود تمہیں فون کر لوں گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کم از کم ایک کپ چائے ہی پلوا دو۔ کچھ تو مہمان نوازی کر لو''...... عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا۔

''تو تم ٹیم چھوڑ کر نہیں جا رہے''...... جولیا نے بڑے امید افزاء لہجے میں کہا۔

''اب تو موت ہی مجھے جدا کر سکے گی''...... عمران نے رومانٹک لہجے میں کہا تو جولیا باقاعدہ شرما گئی اور سب ساتھی اس کے اس طرح شرمانے پر بے اختیار ہنس پڑے۔ جولیا اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی تو صالحہ بھی مسکراتی ہوئی اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑی۔

''عمران صاحب۔ آپ کنفرم ہیں کہ اس ریتا نے ڈاکٹر اعظم کو اغوا کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''پہلی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر اعظم اغوا نہیں ہوا۔ وہ جہاں اور جس کے ساتھ بھی گیا ہے اپنی مرضی سے گیا ہے اور اپنے ساتھ میزائل ٹیکنالوجی والا فارمولا بھی لے گیا ہے اس لئے یہ بات تو طے ہے کہ وہ اغوا نہیں ہوا۔ اب رہی یہ بات کہ اسے ریتا ساتھ لے گئی ہے یا وہ کسی اور کے ساتھ گیا ہے تو ابھی یہ بات کنفرم نہیں ہے۔ ریتا یہاں سے آران گئی ہے اور آران سے ایکریمیا۔ اس کے بعد اس کے بارے میں رپورٹ مل رہی ہے کہ وہ کافرستان کی کسی نئی ایجنسی کی چیف ہے۔ اس کی حرکات یہاں پراسرار رہی ہیں لیکن براہ راست ثبوت ہمارے پاس نہیں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ثبوت کا کیا ہے۔ کافرستان جا کر اس لڑکی کو پکڑ لو۔ ثبوت سامنے آ جائے گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ ایجنسی کی چیف ہے۔ عام لڑکی نہیں ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ ہے تو لڑکی''...... تنویر نے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں اجازت دیں''...... اچانک صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو چائے پی کر جانا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دو خواتین صرف

"ایک پیالی بنا کر لائیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی دوبارہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سب کو چائے سرو کر دی گئی۔

"عمران صاحب۔ ڈاکٹر اعظم کہاں ہو سکتا ہے اگر وہ کافرستان میں نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"کافرستان نے ایکریمیا کے ساتھ مل کر بھی چند خفیہ لیبارٹریاں بنائی ہوئی ہیں۔ وہاں بھی چیکنگ کرنی پڑے گی۔ ہو سکتا ہے کہ کافرستان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف کی وجہ سے ڈاکٹر اعظم کو براہ راست وہاں پہنچا دیا ہو"...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان گہرے نیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس موجود تھا۔ اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور جینز کی ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے بال مردانہ انداز میں کٹے ہوئے تھے۔

"باس نے اچانک کیوں بلایا ہو گا رافث"...... لڑکی نے منہ پھیر کر ڈرائیونگ کرنے والے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں دیکھے ہوئے باس کو کافی دن ہو گئے ہیں اس لئے بلایا ہو گا تاکہ تمہارا خوبصورت چہرہ پھر دیکھ لے"...... رافث نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"مذاق مت کرو۔ میں سیریس ہوں"...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''باس بھی سیریس ہے''..... رافٹ نے جواب دیا۔

''توبہ۔ تم سے تو بات کرنا ہی مشکل ہے۔ ہر وقت بس مذاق ہی کرتے رہتے ہو''.....لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ باس کے پاس آج کل کوئی کام نہیں ہے اس لئے وہ اکثر ادھر ادھر کے لوگوں کو بلا کر ان سے گپیں ہانک کر وقت پورا کرتا ہے''..... رافٹ نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''شرم کرو۔ اب باس پر بھی الزام لگانے پر اتر آئے ہو''۔لڑکی نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ راکی کہ تم خاتون ہو یا مرد''..... رافٹ نے کہا۔

''تمہیں کیا نظر آ رہی ہوں۔ بولو''..... اس بار لڑکی کو حقیقی طور پر غصہ آ گیا تھا۔

''مجھے تو تم کوئی لڑاکی گائے نظر آ رہی ہو''..... رافٹ نے کہا۔

''اور تم لڑاکا بیل۔ کیوں''..... راکی نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو رافٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

''چلو یہ تو طے ہو گیا کہ تم لڑاکی ہو چاہے گائے ہی کیوں نہ ہو اور کہا جاتا ہے کہ خواتین بولتی بہت ہیں اس لئے باس تمہیں کال کرتا ہے کہ تمہاری باتوں سے اسے وقت کا احساس ہی نہیں ہوتا اور اس طرح وقت آسانی سے گزر جاتا ہے''..... رافٹ اپنی بات پر بضد تھا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی راکی کے

پرس سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو راکی چونک پڑی۔ اس نے پرس کھول کر اس میں سے ایک سیل فون نکال لیا۔

''باس کی کال ہے''..... راکی نے سکرین دیکھتے ہوئے کہا اور پھر رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

''راکی بول رہی ہوں باس''..... راکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہاں ہو تم دونوں۔ ابھی تک پہنچے کیوں نہیں''..... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہم پہنچنے والے ہیں باس۔ راستے میں ٹریفک جام تھی اس لئے دیر ہو گئی باس''..... راکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ جلدی آؤ۔ میں نے اور بھی بہت سی میٹنگز اٹنڈ کرنی ہیں''..... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راکی نے بھی فون آف کیا اور اسے دوبارہ پرس میں رکھ دیا۔

''باس کو آج کیا ہو گیا ہے کہ تمہارا چہرہ دیکھنے کے لئے اس قدر بے چین ہو رہا ہے''..... رافٹ نے کہا۔

''فضول باتیں مت کیا کرو اور کار تیز چلاؤ''..... راکی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رافٹ اس کی طرف دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑ گئی۔ عمارت پر جہازی سائز کا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔ اس پر وائٹ کلب کے الفاظ جل بجھ رہے تھے۔ یہ ایکریمیا کی ریاست سی

یو کا دارالحکومت تھا جس کا نام کالگا تھا۔

کالگا خاصا بڑا شہر تھا اور اپنی ملی جلی معاشرت کی وجہ سے پورے ایکریمیا میں مشہور تھا۔ یہاں سیاہ فام افراد کی نہ صرف آبادی زیادہ تھی بلکہ یہاں ہر قسم کے جائز و ناجائز کاروبار پر سیاہ فام افراد کو بالادستی حاصل تھی لیکن اس کے باوجود یہاں گورے لوگ بھی کافی تعداد میں رہتے تھے۔ ان کا بھی ہر طرح کا کاروبار تھا۔ اس کے باوجود دونوں میں کبھی رنگ کی بناء پر کوئی لڑائی یا جھگڑا نہیں ہوا تھا اور کالے اور گورے دونوں مل جل کر رہتے تھے۔ کالوں کے کلبوں اور ہوٹلوں میں سفید فاموں کی خاصی تعداد آتی جاتی رہتی تھی۔ اسی طرح گوروں کے کلبوں اور ہوٹلوں میں سیاہ فام بھی آتے جاتے رہتے تھے۔ البتہ یہ بات دوسری تھی کہ وائٹ کلب کے تمام ملازمین سفید فام ہوتے تھے جبکہ بلیک کلب کے تمام ملازمین سیاہ فام ہوتے تھے۔ اس کلب کا صرف نام ہی وائٹ کلب نہ تھا بلکہ یہ ایک لحاظ سے کالگا میں رہنے والے سفید فاموں کا گڑھ تھا کیونکہ یہ واحد کلب تھا جس میں سیاہ فاموں کے لئے علیحدہ ہال بنایا گیا تھا اور اس ہال میں صرف سیاہ فام جا سکتے تھے جبکہ مین ہال اور ڈائننگ ہال میں صرف سفید فام ہی آ جا سکتے تھے۔ چونکہ قدیم عرصے سے ایسا ہی چلا آ رہا تھا اس لئے کسی کو ان کی اس رنگ پر کی جانے والی تقسیم پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

رافٹ اور راکی دونوں کا تعلق ایک پرائیوٹ ایجنسی سے تھا اور

اس ایجنسی کا نام وائٹ شیڈو تھا۔ وائٹ شیڈو کا کام سائنسی لیبارٹریوں کو تباہ کرنا، سائنسی فارمولے حاصل کرنا اور انہیں دوسرے ممالک میں فروخت کرنا تھا۔ اس کا زیادہ تر کام تو ایکریمیا اور یورپ تک ہی محدود تھا لیکن کام ملنے پر یہ دنیا کے کسی بھی خطے میں کام کرا سکتے تھے۔ وائٹ شیڈو خفیہ ایجنسی تھی اس لئے بہت کم لوگ اس کے بارے میں کچھ جانتے تھے۔ وائٹ شیڈو کا باس جیمز تھا جو پہلے ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی میں طویل عرصے تک کام کر چکا تھا جبکہ رافٹ اور راکی دونوں اس ایجنسی کے سپر ایجنٹس تھے اور دونوں اکثر اکٹھے کام کرتے تھے۔ وائٹ کلب کا آفس کلب کی چھ منزلہ عمارت کی دوسری منزل پر تھا۔ بظاہر یہ آفس کلبوں کو مخصوص فرنیچر سپلائی کرنے والی فرم کا تھا اور لوگوں کو دکھانے کے لئے واقعی یہاں اس فرم کا کام بھی ہوتا تھا لیکن جنرل مینجر کا آفس وائٹ شیڈو کا آفس تھا اور جنرل مینجر جیمز دراصل وائٹ شیڈو کا چیف تھا۔

رافٹ اور راکی دونوں وائٹ کلب میں پہنچ کر تھوڑی دیر بعد ہی آفس پہنچ گئے۔ ادھیڑ عمر لیکن بھاری جسم کا مالک باس اپنی مخصوص کرسی پر موجود تھا۔

”آؤ بیٹھو۔ میں کافی دیر سے صرف تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا“۔ چیف نے کہا۔

”تھینک یو باس۔ ہم ٹریفک جام میں پھنس گئے تھے۔ فرمائیں“۔ رافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا کا ایک سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر اعظم ہے وہ ایکریمیا میں رہ چکا ہے اور میزائل ٹیکنالوجی پر اتھارٹی ہے۔ وہ ایک ایسے فارمولے پر کام کر رہا ہے جس سے وہ انتہائی ایڈوانس میزائل ایجاد کر لے گا۔ یہ فارمولا بھی اس کا اپنا ہے۔ وہ پاکیشیا سے اچانک غائب ہو گیا ہے فارمولے سمیت۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے خلاف کام کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہے لیکن ہماری خدمات پالینڈ کی حکومت نے حاصل کی ہیں کہ ہم اس سائنس دان کو اس کے فارمولے سمیت ٹریس کر کے حکومت پالینڈ کے حوالے کر دیں۔ وائٹ شیڈو نے یہ مشن لے لیا ہے کیونکہ ہم ویسے بھی نہیں چاہتے کہ اس قدر ایڈوانس میزائل ٹیکنالوجی ایشیا کے کسی ملک کے پاس ہو"...... باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سائنس دان اس وقت کہاں ہے"...... رافٹ نے پوچھا۔

"یہی تو کسی کو معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ ہمیں جو رپورٹس مل رہی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ابھی تک معلوم نہیں کر سکی۔ البتہ ایک بات سامنے آئی ہے کہ کافرستان کی ایکشن ایجنسی کی چیف ریتا اس معاملے میں کسی نہ کسی انداز میں ملوث ہے اس لئے اس سے معلومات مل سکتی ہیں"...... چیف نے کہا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ ہم کافرستان جا کر اس ریتا کو تلاش کر کے اس سے اس سائنس دان کے بارے میں معلومات حاصل

کریں پھر ان معلومات کی بنیاد پر اس سائنس دان ڈاکٹر اعظم کو اس کے فارمولے سمیت اغوا کر کے اسے پالینڈ حکومت کے حوالے کر دیں"...... رافٹ نے کہا۔

"ہاں۔ میں یہی چاہتا ہوں لیکن جس آسانی سے تم نے بات کر دی ہے اتنی آسانی سے مشن مکمل نہیں ہو سکتا کیونکہ تمہارے مقابلے میں دو ایجنسیاں ہیں۔ ایک ایکشن ایجنسی اور دوسری پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے اور یہ دونوں ایجنسیاں عام ایجنسیاں نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود وائٹ شیڈو نے کامیابی حاصل کرنی ہے اور اس انداز میں کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ ڈاکٹر اعظم کہاں گیا"...... باس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ شرط آپ نے پہلے تو کبھی نہیں لگائی۔ ہمارا مشن مکمل ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا یہ ہمارا درد سر تو نہیں ہے"۔ رافٹ نے کہا۔

"پالینڈ حکومت سب سے زیادہ خوفزدہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ لوگ اگر ان تک پہنچ گئے تو نہ صرف وہ ڈاکٹر اعظم کو ساتھ لے جائیں گے بلکہ پالینڈ کو بھی کوئی بڑا نقصان پہنچا دیں گے اس لئے انہوں نے اس شرط کے ساتھ مشن دیا ہے اور اتنی بڑی رقم آفر کر دی ہے کہ چیف باس نے فوراً اس شرط کو قبول کر لیا ہے"...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس ریتا اور ڈاکٹر اعظم کے بارے میں کوئی

تفصیل ہے''...... رافٹ نے کہا تو باس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک فائل نکالی اور رافٹ کی طرف بڑھا دی۔

''اور ہاں۔ کافرستان میں ایک گروپ ہے۔ وہ وہاں تمہاری ہر طرح مدد کرے گا۔ اس گروپ کا انچارج شیام ہے۔ وہاں شیام کو عام طور پر ماسٹر کہتے ہیں۔ وہ کافرستان کے دارالحکومت میں سائل کلب کا مالک اور جنرل منیجر ہے اور وہ ہر قسم کے کاموں میں ملوث رہتا ہے۔ اس کے ہاتھ وہاں خاصے لمبے ہیں اس لئے وہ تمہارے لئے کام کرے گا تو تمہیں خاصی سہولت ہو جائے گی۔ تم نے وہاں اپنا نام بتانا ہے اور ساتھ ہی وائٹ شیڈو کا کوڈ''...... باس نے کہا۔

''لیس باس۔ آپ بے فکر رہیں باس۔ کام ہو جائے گا اور بالکل اس انداز میں ہو گا جس انداز میں آپ چاہتے ہیں''۔ رافٹ نے کہا۔

''وش یو گڈ لک''...... باس نے کہا تو رافٹ فائل اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی راکی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں نے سلام کیا اور مڑ کر آفس سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ان کے اپنے آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رافٹ نے ایک کالونی میں کوٹھی کرائے پر لے کر اس میں اپنا آفس بھی بنایا ہوا تھا اور اس کی رہائش بھی وہیں تھی۔ اس کے گروپ میں آٹھ افراد تھے جن میں سے راکی کے علاوہ دو لڑکیاں اور پانچ مرد تھے۔ گروپ کو وہاں حرکت میں لایا جاتا تھا جہاں اس کی ضرورت ہوتی تھی ورنہ

رافٹ اور راکی اکیلے ہی کام کرتے تھے۔

''اب کیا پروگرام ہے تمہارا''...... راکی نے کہا۔

''تم بتاؤ۔ کیا پلان ہونا چاہئے''...... رافٹ نے کہا۔

''بڑی آسان سی بات ہے۔ اس ریتا کو کور کیا جائے۔ اس سے ڈاکٹر اعظم کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور اس کے بعد ہم ریتا کو ہلاک کر کے ڈاکٹر اعظم کو اغوا کر کے یہاں لے آئیں گے''...... راکی نے جواب دیا۔

''وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی تقریباً یہی پلان بنائے ہوئے ہو گی اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں ریتا سے بالا بالا ڈاکٹر اعظم کو ٹریس کرنا چاہئے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ریتا کے گرد منڈلاتی رہ جائے اور ہم خاموشی سے ڈاکٹر اعظم کو لے آئیں۔ پھر وہ تلاش کرتے رہیں گے اسے''...... رافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اگر ڈاکٹر اعظم اتنی آسانی سے مل سکتا تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی یہی پلان بنائے گی''...... راکی نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن ہم نے صرف مشن ہی کامیاب نہیں کرنا بلکہ چیف کی شرط بھی پوری کرنی ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ ڈاکٹر اعظم کہاں چلا گیا ہے''...... رافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پورے گروپ کو لے جاؤ گے کافرستان''...... راکی نے پوچھا۔

''نہیں۔ فی الحال تو ہم دونوں چلیں گے اور ماسٹر شیام کی مدد

سے مشن مکمل کرنے کی کوشش کریں گے“...... رافٹ نے کہا۔

”ماسٹر شیام کی مدد حاصل کی گئی تو چیف کی لازمی شرط بھی پوری نہ ہو سکے گی اس لئے میرا خیال ہے کہ یہاں سے کافرستان کے کسی بڑے سائنس دان کے لئے ٹپ لی جائے۔ پھر اس سائنس دان کی مدد سے ڈاکٹر اعظم کا سراغ لگایا جائے“...... راکی نے کہا۔

”ویری گڈ آئیڈیا۔ ویری گڈ۔ میں یہ کام آسانی سے کر لوں گا“...... رافٹ نے کہا تو راکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ریتا اپنی ایجنسی کے آفس میں موجود تھی۔ اس کے سامنے ایک فائل پڑی ہوئی تھی اور وہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے بال پوائنٹ سے اس پر جگہ جگہ نشانات لگانے میں مصروف تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ریتا بول رہی ہوں“...... فون چونکہ ڈائریکٹ تھا اس لئے اس نے رسیور اٹھا کر اپنا تعارف کرا دیا۔

”کرنل جگدیش بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف اور اس کی ایجنسی کے سپر چیف کرنل جگدیش کی آواز سنائی دی تو وہ چونک کر سیدھی ہو گئی۔

”یس باس۔ کوئی خاص بات کہ آپ نے یاد کیا ہے“...... ریتا نے کہا۔

”ہاں۔ دو خاص باتوں کا علم ہوا ہے۔ ایک تو یہ کہ پاکیشیائی

ایجنٹ یہاں تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہیں اور انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم ایکشن ایجنسی کی چیف ہو''۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

''کیا کوئی ایجنٹ پکڑا گیا ہے''...... ریتا نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ ایک سب ایجنٹ پکڑا گیا ہے۔ اس نے تشدد کے دوران بتایا ہے کہ اس کا تعلق پاکیشیائی ایجنسی سے ہے اور اس نے ایکشن ایجنسی کی چیف ریتا کے بارے میں معلومات اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچائی ہیں۔ اس پر جب مزید تشدد کیا گیا تو اس نے دانتوں کے اندر موجود کیپسول چبا کر خودکشی کر لی''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''اوہ۔ اس قدر کمٹڈ لوگ ہیں یہ کہ خودکشی کر لیتے ہیں''...... ریتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اور دوسری بات اس سے بھی زیادہ چونکا دینے والی ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''وہ کیا باس''...... ریتا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''حکومت پالینڈ نے ڈاکٹر اعظم اور اس کے فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے ایکریمیا کی ایک پرائیویٹ ایجنسی وائٹ شیڈو کی خدمات حاصل کی ہیں''...... کرنل جگدیش نے کہا تو ریتا کا چہرہ حیرت کی شدت سے واقعی دیکھنے والا ہو گیا۔

''حکومت پالینڈ نے۔ پالینڈ تو یورپی ملک ہے باس''...... ریتا نے کہا۔

''ہاں۔ وہی یورپی ملک، لیکن اس نے خدمات ایکریمیا کی پرائیویٹ ایجنسی کی حاصل کی ہیں''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''آپ کو کیسے اطلاع مل گئی''...... ریتا نے پوچھا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کے فارن ایجنٹ ہر ملک میں ہوتے ہیں اس لئے مجھے ملک سے باہر کی اطلاعات بھی باقاعدگی سے ملتی رہتی ہیں۔ پالینڈ کے فارن ایجنٹ نے یہ اطلاع دی ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ویسے باس۔ یہ دونوں ہی بہرحال ناکامی سے دوچار ہوں گے۔ ان کا اصل مقصد تو ڈاکٹر اعظم کو تلاش کرنا ہے اور ڈاکٹر اعظم کا تو وجود ہی نہیں رہا۔ ڈاکٹر اعظم نے ڈاکٹر جیکب کا روپ دھار لیا ہے۔ وہ ڈھونڈتے رہیں ڈاکٹر اعظم کو۔ قیامت تک ڈھونڈتے رہیں''...... ریتا نے کہا۔

''تم نے یہ نہیں سوچا کہ تمہارے بارے میں کیوں معلومات حاصل کی جا رہی ہیں اس لئے کہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ڈاکٹر اعظم کو پاکیشیا سے لے جانے کی کارروائی تمہاری ہے اس لئے اب تم سے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر اعظم کہاں ہے اور اگر یہ لوگ تم تک پہنچ گئے تو پھر وہ تمہیں یہ بتانے پر مجبور کر دیں گے کہ ڈاکٹر اعظم اب ڈاکٹر جیکب بن چکا ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''ایسا ممکن نہیں ہے باس کہ وہ مجھے میری مرضی کے خلاف کچھ بتانے پر مجبور کر دیں بلکہ میں ان کا خاتمہ کر دوں گی''...... ریتا نے

کہا۔

''گڈ۔ میں یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہارا کیا ردعمل ہوتا ہے۔ اب مجھے تسلی ہے اور سنو۔ وائٹ شیڈو کے بارے میں تم کالانگا فون کرو۔ وہاں ایک کلب ہے بلیک ایرو کلب۔ اس کا جنرل مینجر بلیک ہنری ہے۔ وہ تمہارے لئے کام کرے گا۔ اسے تم نے ایکشن ایجنسی کا حوالہ دینا ہے اور بس۔ جہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تعلق ہے تو پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹ موجود ہیں۔ میں انہیں کہہ دوں گا کہ وہ تمہیں براہ راست رپورٹ دیا کریں۔ وہاں سے اطلاع دینے والا مکیش ہے۔ مکیش لال''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''تھینک یو باس۔ اب میں ان دونوں کو خود ہی سنبھال لوں گی''...... ریتا نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ایکریمیا کی ریاست سی پو کے دارالحکومت کالانگا کا یہاں سے رابطہ نمبر دیں''...... ریتا نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ ریتا نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔

''تھینک یو''...... ریتا نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے لائن کاٹ دی اور پھر ہاتھ اٹھانے پر جب ٹون سنائی دینے لگی تو اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ ایکریمین تھا۔

''بلیک ایرو کلب کا نمبر دیں''...... ریتا نے بھی ایکریمین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے فوراً نمبر بتا دیا گیا۔ ریتا نے اس بار بغیر شکریہ ادا کئے کریڈل دبا کر لائن منقطع کی اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''بلیک ایرو کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا سخت تھا۔

''بلیک ہنری سے بات کرائیں۔ میں ایشیائی ملک کافرستان سے بول رہی ہوں''...... ریتا نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ بلیک ہنری بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کافرستان سے ایکشن ایجنسی کی چیف ریتا بول رہی ہوں''۔ ریتا نے کہا۔

"اوہ۔ یس میڈم۔ فرمائیں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"وائٹ شیڈو کافرستان میں کوئی مشن مکمل کرنے والے ہیں۔ اس بارے میں آپ رپورٹ دیں کہ کتنے افراد کب کالگا سے کافرستان آ رہے ہیں اور ان کے بارے میں کیا تفصیل ہے"۔ ریتا نے کہا۔

"مجھے آپ کے فون کرنے سے دس منٹ پہلے رپورٹ ملی ہے اور ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ یہ معلومات کرنل صاحب تک پہنچا دوں کہ آپ کا فون آ گیا۔ وائٹ شیڈو کے دو ایجنٹ ایک مرد جس کا نام رافث ہے اور ایک عورت جس کا نام راکی ہے اب سے دس منٹ پہلے فلائٹ کے ذریعے کافرستان روانہ ہوئے ہیں۔ ان کے پاس سیاحت کے کاغذات ہیں۔ یہ دونوں وائٹ شیڈو کے سپر ایجنٹس ہیں۔ یہ کل اس وقت کافرستان پہنچ جائیں گے"...... بلیک ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"فلائٹ کی کیا تفصیل ہے اور ان دونوں ایجنٹس کے حلیئے کیا ہیں"...... ریتا نے پوچھا۔

"راستے میں چونکہ دو جگہوں پر فلائٹس تبدیل ہوں گی اس لئے فلائٹ کی تفصیل بتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ البتہ ان دونوں کے حلیئے میں بتا دیتا ہوں"...... بلیک ہنری نے کہا اور پھر اس نے حلیئے بتانے شروع کر دیئے۔

"کیا آپ نے خود انہیں دیکھا ہے یا صرف رپورٹ کی بنیاد پر

حلیئے بتا رہے ہیں"...... ریتا نے کہا۔

"میں نے انہیں سینکڑوں بار دیکھا ہوا ہے"...... بلیک ہنری نے جواب دیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... ریتا نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"شیکھر بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ریتا بول رہی ہوں۔ روزی کو ساتھ لے کر میرے آفس آ جاؤ"...... ریتا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تو شیکھر اور روزی دونوں نے اندر آ کر اسے سلام کیا۔

"بیٹھو"...... ریتا نے کہا تو دونوں میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کرنل جگدیش نے اطلاع دی ہے"...... ریتا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پالینڈ حکومت کی طرف سے پرائیویٹ ایجنسی وائٹ شیڈو کے ہائر کرنے کی تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہم آسانی سے دونوں کو ٹریس کر لیں گے"۔ شیکھر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں نے پہلے ہی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اب

ہم آسانی سے انہیں کور کر سکتے ہیں“...... ریتا نے کہا۔

”معلومات۔ وہ کیسے میڈم“...... شیکھر نے حیران ہو کر پوچھا تو ریتا نے اسے کرنل جگدیش کی طرف سے بلیک ہنری کا ریفرنس دینے اور پھر اسے فون کرنے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”پھر تو بڑی آسانی سے انہیں ایئر پورٹ پر ہی ہلاک کیا جا سکتا ہے“...... روزی نے کہا۔

”نہیں۔ ان کی مکمل نگرانی ایف ڈی او سے کرائی جائے گی۔ وہ لازماً یہاں کسی گروپ سے رابطہ میں ہوں گے اور اگر وہ کسی رہائش گاہ میں ٹھہریں تو یہ رہائش گاہ اس گروپ کی ہو گی یا وہ کوئی پارٹی ہو گی اور اگر وہ کسی ہوٹل میں رہے تو وہاں کی بکنگ لازماً اس گروپ نے کرائی ہو گی۔ اس گروپ کا کھوج لگا کر پہلے اس کا خاتمہ کیا جائے گا کیونکہ یہ دونوں تو ایجنٹس ہیں۔ ان کا تو کام ہی یہی ہے۔ اصل مسئلہ اس غدار کا ہے جو کافرستان میں بیٹھ کر غیر ملکیوں کا ساتھ دیتا ہے۔ یہ کافرستان سے غداری ہے اور اس غداری کی اسے عبرتناک سزا ملنی چاہئے“...... ریتا نے خاصے جذباتی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس میڈم“...... اس بار روزی اور شیکھر دونوں نے ہی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”تو اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ پہلے اس غدار کا پتہ چلاؤ اور پھر اس کا خاتمہ کرنے کے بعد اس جوڑے کا خاتمہ کر دو۔ میں

ناکامی کی بات ہرگز نہیں سنوں گی“...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس میڈم“...... روزی اور شیکھر نے کہا۔

”اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو“...... ریتا نے کہا تو روزی اور شیکھر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں نے ریتا کو سلام کیا اور آفس سے باہر نکل گئے تو ریتا نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”رام چندر بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”ریتا بول رہی ہوں“...... ریتا نے قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”یس میڈم۔ حکم“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مجھے چیف نے بتایا ہے کہ پاکیشیا میں کوئی مکیش لال ہے جس نے مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاع دینی ہے“۔ ریتا نے کہا۔

”یس میڈم۔ وہ پاکیشیا ڈیسک کا انچارج ہے اور پاکیشیا میں وہ بے حد کامیاب جا رہا ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس کا فون نمبر بتاؤ تاکہ میں اسے براہ راست ہدایات دے سکوں تاکہ وہ میرے مطلب کی اطلاعات بروقت دے سکے“۔ ریتا نے کہا۔

”نمبر تو میں بتا دیتا ہوں میڈم۔ یہ نمبر پاکیشیا دارالحکومت کے

گرین سٹار کلب کا ہے اور وہاں آپ نے رام چندر کی بجائے اس کا نام فیروز کہنا ہے۔ وہ فیروز کے نام سے گرین سٹار کلب میں سپروائزر ہے اور آپ نے اسے اپنا اصل نام نہیں بتانا بلکہ اپنا کوڈ نام سلطانہ بتانا ہے اور یہ بھی نہیں کہنا کہ آپ کافرستان سے کال کر رہی ہیں بلکہ آپ نے سورج نگر کا نام لینا ہے''۔۔۔۔ رام چندر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے اچھا کیا مجھے بتا دیا۔ اب نمبر بتا دو''۔۔۔۔ ریتا نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور ساتھ ہی یہاں سے پاکیشیا کے اور پاکیشیائی دارالحکومت کے رابطہ نمبر بھی بتا دیئے گئے۔

''اوکے''۔۔۔۔ ریتا نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گرین سٹار کلب''۔۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں سلطانہ بول رہی ہوں سورج نگر سے۔ سپروائزر فیروز سے بات کرائیں''۔۔۔۔ ریتا نے کہا۔

''ہولڈ کریں''۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ میں فیروز بول رہا ہوں۔ سپروائزر فیروز''۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سورج نگر سے سلطانہ بول رہی ہوں''۔۔۔۔ ریتا نے کہا۔

''میں آپ کو خود فون کروں گا۔ اس وقت میں بے حد مصروف

ہوں''۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریتا نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ چیکنگ کے لئے یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے کہ اصل ریتا بات کر رہی ہے یا اس کی نقل کرتے ہوئے کوئی چکر چلایا جا رہا ہے اور پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔۔۔۔ ریتا نے کہا۔

''فیروز بول رہا ہوں''۔۔۔۔ دوسری طرف سے فیروز کی آواز سنائی دی۔

''سلطانہ بول رہی ہوں سورج نگر سے۔ مجھے تفصیلی رپورٹ چاہئے کہ تمہارے ہاں رہنے والے کب سورج نگر آ رہے ہیں''۔ ریتا نے کہا۔

''ابھی تو ان کا کہیں جانے کا کوئی ارادہ محسوس نہیں ہو رہا۔ وہ مسخرہ تو اطمینان سے شہر میں گھومتا پھر رہا ہے۔ ویسے میرے آدمی اہم جگہوں پر موجود ہیں۔ جیسے ہی مسخرہ اکیلا یا اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے روانہ ہوا تو میں آپ کو اطلاع دے دوں گا''۔ فیروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''۔۔۔۔ ریتا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب ظاہر ہے اسے رافٹ اور راکی کی یہاں آمد کا انتظار تھا۔

ڈاکٹر اعظم دارالحکومت کے سب سے مہنگے کلب کے ہال کی ایک میز پر بیٹھا کافی پینے میں مصروف تھا۔ ایسے کلبوں اور ہوٹلوں کے وہ صرف خواب ہی دیکھا کرتا تھا کیونکہ اس کے معاشی حالات ایسے نہ تھے کہ وہ ایسے کلبوں اور ہوٹلوں میں بذات خود جا سکے لیکن اب یہاں اسے اتنی زیادہ تنخواہ اور دیگر الاؤنسز دیئے جا رہے تھے کہ وہ ان کلبوں اور ہوٹلوں میں نہ صرف آ جا سکتا تھا بلکہ اپنے موڈ کے مطابق بھرپور انداز میں عیش بھی کر سکتا تھا۔ پھر ایکریمیا میں اس کے خصوصی اکاؤنٹ میں بھی اس قدر بھاری رقم جمع تھی کہ وہاں سے اس کا منافع جو یہاں کافرستان میں اس کے اکاؤنٹ میں ہر ماہ ٹرانسفر ہو جایا کرتا تھا اتنا تھا کہ وہ انتہائی فارغ البالی سے زندگی گزار سکتا تھا۔ اس کے علاوہ یہاں کافرستان میں اس کا عزت و احترام اس انداز میں کیا جاتا تھا کہ جیسے وہ کوئی وی وی

آئی پی شخصیت ہو لیکن ایک خلش اس کے ذہن میں موجود تھی جو باوجود کوشش کے دور نہ ہو پا رہی تھی اور وہ خلش یہ تھی کہ اس نے اپنا میک اپ تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا مذہب کیوں چھوڑ دیا ہے۔ گو اسے مذہب سے کوئی زیادہ دلچسپی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود ایک عجیب سی خلش اس کو ہر وقت پریشان کرتی رہتی تھی۔ اس وقت وہ بیٹھا یہی بات سوچ رہا تھا کہ وہ اپنا نام ڈاکٹر جیکب تبدیل کر کے کوئی اسلامی نام رکھ لے لیکن پھر اسے دوبارہ اپنا چہرہ بھی بدلنا پڑتا کیونکہ یہاں سب اسے ڈاکٹر جیکب کے نام سے جانتے تھے۔ اب اگر وہ ڈاکٹر حمزہ بن جاتا تو پھر اسے نئے سرے سے زندگی گزارنا پڑتی۔

”کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں“...... اچانک ایک مترنم نسوانی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اس طرح اٹھ کھڑا ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم کو طاقتور الیکٹرک کرنٹ لگا دیا ہو۔ اس کے سامنے انتہائی خوبصورت نوجوان اور متناسب جسم کی لڑکی جس نے مغربی لباس پہنا ہوا تھا کھڑی مسکرا رہی تھی۔

”بیٹھیں۔ بیٹھیں۔ میرا نام ڈاکٹر جیکب ہے۔ بیٹھیں“...... ڈاکٹر اعظم نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”شکریہ۔ میرا نام ڈروتھی ہے۔ آپ اکیلے اور قدرے اداس بیٹھے تھے اس لئے میں رک گئی۔ آپ بور تو نہیں ہوئے“۔ ڈروتھی

نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''ارے نہیں۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ آپ میرے پاس رک گئیں''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا اور ویٹر کو بلا کر اسے شراب لانے کا آرڈر دے دیا۔

''میں سائنس دان ہوں اور میرا نام ڈاکٹر جیکب ہے اور میرا تعلق میزائل ٹیکنالوجی سے ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''اوہ۔ آپ کا تعلق میزائل ٹیکنالوجی سے ہے تو پھر آپ لازماً ایک صاحب کو جانتے ہوں گے''...... ڈروتھی نے کہا اور میز پر رکھا ہوا اپنا پرس کھول کر اس میں سے ایک تصویر نکال کر اس نے ڈاکٹر اعظم کے سامنے رکھ دی اور ڈاکٹر اعظم تصویر دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہ اس کی تصویر تھی پلاسٹک سرجری کرانے سے پہلے کی تصویر۔

''یہ کون صاحب ہیں''...... ڈاکٹر اعظم نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''ان کا نام ڈاکٹر اعظم ہے۔ یہ پاکیشیا میں میزائل ٹیکنالوجی میں اتھارٹی تھے۔ پھر اچانک غائب ہو گئے اور آج تک کبھی سامنے نہیں آئے۔ آپ کا پہلا ردعمل تو ایسا تھا جیسے آپ انہیں اچھی طرح جانتے ہوں''...... ڈروتھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے جیسے میں نے انہیں دیکھا ہے لیکن میں تو کبھی پاکیشیا نہیں گیا اور ہاں۔ آپ کون ہیں اور کیوں

انہیں تلاش کر رہی ہیں''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا اور اسی لمحے ویٹر نے شراب کی بوتل اور دو گلاس لا کر میز پر رکھ دیئے۔ ڈاکٹر اعظم نے بوتل کھولی اور دونوں گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے بوتل کا ڈھکن دوبارہ لگایا اور پھر ایک گلاس ڈروتھی کے سامنے رکھ کر دوسرا گلاس خود اٹھا لیا۔

''شکریہ''...... ڈروتھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ انہیں کیوں تلاش کر رہی ہیں۔ کوئی خاص بات ہے''۔ ڈاکٹر اعظم نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

''میرا تعلق ایک مقامی ٹریسنگ ایجنسی سے ہے۔ آپ نے سائنس دان ہونے اور میزائل ٹیکنالوجی سے متعلق ہونے کی بات کی تو میں نے تصویر آپ کو دکھا دی''...... ڈروتھی نے شراب کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ اسے کافرستان میں کیوں ٹریس کر رہی ہیں۔ غائب تو وہ پاکیشیا میں ہوا ہے جیسا کہ آپ نے خود بتایا ہے''۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''وہ غائب واقعی پاکیشیا سے ہوا ہے لیکن وہ وہاں سے اپنا فارمولا بھی ساتھ لے گیا ہے اس لئے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ پاکیشیا میں کہیں چھپا ہوا ہو۔ البتہ وہ ایکریمیا، کارمن، روسیاہ اور گریٹ لینڈ جیسی سپر پاورز کے پاس جا سکتا ہے کیونکہ یہ ملک میزائلوں میں بے حد دلچسپی رکھتے ہیں لیکن ہماری پارٹی کا خیال

ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ کافرستان میں ہی ہو کیونکہ کافرستان کو بھی پاکیشیا کی میزائل ٹیکنالوجی سے گہری دلچسپی ہے۔ اسی طرح پاکیشیا اور کافرستان کے سائنس دانوں کو میزائل سازی کے کام سے گہری دلچسپی رہتی ہے''..... ڈروتھی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون ہے آپ کی پارٹی''..... ڈاکٹر اعظم نے پوچھا۔

''ایک یورپی ملک ہے جو اس فارمولے کی اتنی بھاری قیمت دینے پر تیار ہے کہ شاید ڈاکٹر اعظم کو خواب میں بھی اس قدر معاوضے کا تصور تک نہ ہو گا''..... ڈروتھی نے کہا۔

''فارمولا تو ظاہر ہے ڈاکٹر اعظم کے پاس ہی ہو گا''..... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''لازماً ڈاکٹر اعظم دنیا کی کسی لیبارٹری میں کام کر رہا ہو گا۔ اسے بہرحال تلاش تو کرنا پڑے گا''..... ڈروتھی نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر اعظم نے پلاسٹک سرجری کرا کر اپنا چہرہ وغیرہ مستقل طور پر تبدیل کر لیا ہو''..... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو ڈروتھی بے اختیار چونک پڑی۔

''اوہ۔ یہ واقعی نیا آئیڈیا ہے۔ ایسا آئیڈیا تو ہمارے ذہن میں بھی نہیں آیا اور اگر ایسا ہو چکا ہے تو پھر اسے تلاش کرنا ناممکن ہے۔ بے چارہ اتنی بڑی دولت سے محروم رہ جائے گا''..... ڈروتھی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''اب مجھے اجازت دیجئے''..... ڈروتھی نے کہا۔

''اپنا رابطہ نمبر تو دے دو۔ میں کوشش کروں گا کہ ڈاکٹر اعظم کو تلاش کر سکوں اور اگر وہ مجھے مل گیا تو میں آپ کو فون کر دوں گا''..... ڈاکٹر اعظم نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''بہت خوب۔ آپ تو واقعی بہت اچھے ہیں۔ یہ میرا کارڈ ہے۔ یہ رکھ لیں''..... ڈروتھی نے پرس سے ایک کارڈ نکال کر ڈاکٹر اعظم کے ہاتھ میں دے دیا۔

''آپ کا کیا خیال ہے اگر ڈاکٹر اعظم کو تلاش کر لیا جائے تو اسے کتنی رقم دی جا سکتی ہے''..... ڈاکٹر اعظم نے کارڈ کو ایک نظر دیکھ کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو معلوم نہیں ہے لیکن میں نے دو بڑوں کو بات کرتے ہوئے سنا تھا۔ وہ دس بلین ڈالرز تک دینا چاہتے ہیں۔ اوکے تھینک یو اینڈ گڈ بائی''..... ڈروتھی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

''دس بلین ڈالرز۔ اتنی رقم کا تو واقعی میں نے کبھی خواب بھی نہ سوچا تھا۔ یہ کافرستان والوں نے تو مجھے صرف چار ملین ڈالرز دیئے ہیں۔ وری بیڈ''..... ڈاکٹر اعظم نے ڈروتھی کے جانے کے بعد کرسی پر بیٹھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سوچ کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے ویٹر کو بلا کر چائے لانے کا کہہ دیا۔ اب وہ اس پوائنٹ پر تفصیل سے غور کرنا چاہتا تھا کہ کس طرح وہ

دس بلین ڈالرز حاصل کر لے لیکن کوئی طریقہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے چائے کا سامان میز پر لگا دیا تو ڈاکٹر اعظم نے چائے بنانا شروع کر دی۔ چائے بنا کر اس نے اس کا ایک گھونٹ ہی لیا تھا کہ ویٹر ایک کارڈلیس فون اٹھائے اس کے قریب پہنچ گیا۔

''سر۔ آپ کی کال ہے''...... ویٹر نے کہا۔ ڈاکٹر اعظم چونکہ یہاں اکثر آتا رہتا تھا اس لئے یہاں کا تمام عملہ بھی اسے جانتا تھا اور اس کے دوست بھی جانتے تھے کہ وہ وہاں ممکنہ طور پر موجود ہو سکتا ہے اس لئے وہ اکثر یہاں فون کر لیا کرتے تھے اس لئے ڈاکٹر اعظم نے یہی سمجھا کہ اس کے کسی دوست کا فون ہو گا۔

''یس۔ ڈاکٹر جیکب بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر اعظم نے کارڈلیس فون سیٹ کو کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''میڈم ریتا سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کرائیں بات''...... ڈاکٹر اعظم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ ریتا بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد ریتا کی آواز سنائی دی۔

''یس میڈم۔ فرمائیں''...... ڈاکٹر اعظم نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ریتا کو یہاں فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کی رہائش گاہ کے نمبر سے بھی وہ

واقف تھی اور یقیناً اس نے پہلے وہاں فون کیا ہو گا۔ وہ چونکہ ملازم کو بتا کر آیا تھا کہ وہ یہاں جا رہا ہے اس لئے ریتا نے یہاں فون کر دیا تھا لیکن ایسی بھی کیا ایمرجنسی ہو سکتی تھی اس لئے اس کے لہجے میں حیرت ابھر آئی تھی۔

''ڈاکٹر جیکب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کو تلاش کر رہی ہے اور یہاں اور پاکیشیا میں بھی ان کے ایجنٹ آپ کو تلاش کر رہے ہیں اس لئے آپ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچیں۔ میں بھی وہیں آ رہی ہوں تاکہ آپ کے تحفظ کے لئے آپ سے تفصیلی بات چیت کی جا سکے''...... دوسری طرف سے ریتا نے کہا تو ڈاکٹر اعظم کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے اور اس کی آنکھوں کے سامنے ڈروتھی کا چہرہ بار بار گھومنے لگا۔

''لیکن پاکیشیائی ایجنٹوں کا مجھ سے کیا تعلق۔ وہ اگر ڈھونڈ بھی رہے ہوں گے تو اپنے سائنس دان کو ڈھونڈ رہے ہوں گے''۔ ڈاکٹر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن سیکرٹ سروس اور خصوصاً پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد خطرناک ہے اس لئے حفاظتی اقدامات آپ کی اپنی جان کے تحفظ کے لئے ضروری ہیں''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا اور فون آف کر کے میز پر رکھ دیا۔

''کیا یہ ڈروتھی پاکیشائی ایجنٹ تھی لیکن پاکیشیا کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ میں کافرستان میں ہوسکتا ہوں۔ وہ تو مجھے ایکریمیا یا دیگر سپر پاورز کے پاس تلاش کریں گے لیکن پھر یہ ڈروتھی خصوصاً میرے پاس کیوں آئی تھی۔ ضرور کوئی گڑبڑ ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ویٹر کو بلا کر اسے بل ادا کیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کار ڈرائیور چلا رہا تھا اور وہ خود عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ڈرائیور اسے حکومت کافرستان نے مہیا کیا ہوا تھا جو ظاہر ہے اس کے واپس آنے کے انتظار میں وہیں پارکنگ میں ہی بنچ پر بیٹھا رہا ہوگا جہاں اور بھی ڈرائیور اپنے مالکوں کی واپسی کے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔

''میڈم ریتا آ رہی ہیں۔ میں سٹنگ روم میں ہوں''...... پورچ میں کار رکتے ہی ڈاکٹر اعظم نے وہاں موجود چوکیدار سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ریتا کمرے میں داخل ہوئی تو ڈاکٹر اعظم نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

''آپ نے بڑی عجیب بات کی ہے میڈم۔ پاکیشائی غیب کا علم تو نہیں جانتے۔ پھر وہ مجھے کیسے پہچان سکتے ہیں''...... رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر اعظم نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سے جو اطلاعات مل رہی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تقریباً ہر ملک میں اپنے فارن ایجنٹوں کو یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ وہ ہر بڑے ملک میں ڈاکٹر اعظم کو تلاش کریں۔ ان کے پاس تمہاری یعنی ڈاکٹر اعظم والی تصاویر بھی ہیں اور یہ اطلاع بھی کنفرم ہے کہ انہوں نے کافرستان میں بھی یہ سلسلہ شروع کیا ہوا ہے''...... ریتا نے کہا۔

''تو کیا آپ اس ایجنٹ یا ایجنٹوں کو اپنے ملک میں بھی نہیں پکڑ سکتے''...... ڈاکٹر اعظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ اتنی آسانی سے پکڑے جاتے تو اب تک کروڑوں بار پکڑے جا چکے ہوتے لیکن وہ بے حد تیز اور شاطر لوگ ہوتے ہیں۔ ہمارے ایجنٹ پاکیشیا میں بھی تو کام کر رہے ہیں۔ وہ انہیں نہیں پکڑ سکتے کیونکہ ان کی نشاندہی مشکل ہوتی ہے''...... ریتا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر اب میرے لئے کیا حکم ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ڈروتھی کے بارے میں بتا دے۔ ڈروتھی کا کارڈ بھی اس کی جیب میں موجود تھا لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔

''آپ ہوٹلوں اور کلبوں میں زیادہ جانا بند کر دیں۔ اگر کوئی آپ سے ڈاکٹر اعظم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے تو آپ مجھے فوری اطلاع دیں اور یہ بھی بتا دوں کہ

اب آپ کی حفاظت کے لئے ہم آپ کی نگرانی کریں گے تاکہ کوئی آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے''...... ریتا نے کہا۔

''میرا ڈاکٹر اعظم سے کیا تعلق۔ میں تو ڈاکٹر جیکب ہوں''۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''آپ میزائل ٹیکنالوجی سے متعلق ہیں اور ڈاکٹر اعظم بھی اس لئے کوئی آپ سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے''۔ ریتا نے جواب دیا۔

''ایسے ماحول میں مجھ سے کام نہیں ہو سکتا۔ آپ مجھے کسی اور ملک میں بھجوا دیں۔ کام میں آپ کا ہی کروں گا لیکن مجھے کام کرنے کی آزادی ہونی چاہئے۔ ایسے تناؤ بھرے حالات میں میرا ذہن کام نہیں کر سکتا''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''میں نے جو کچھ آپ سے کہا ہے وہ سب آپ کی حفاظت کے لئے ہے۔ آپ ہمیں بے حد عزیز ہیں۔ دوسرے ممالک میں آپ کی حفاظت کون کرے گا۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اگر آپ کے بارے میں سن گن بھی مل گئی تو وہ آپ کو ہلاک کر دیں گے''۔ ریتا نے کہا۔

''آپ کی بات ٹھیک ہے۔ آپ کو میری حفاظت کی فکر بھی ہونی چاہئے کیونکہ آپ نے مجھ پر بھاری سرمایہ کاری کر رکھی ہے لیکن اتنے تناؤ بھرے حالات میں واقعی مجھ سے کام نہیں ہو سکتا''۔ ڈاکٹر اعظم نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ دارالحکومت کی بجائے بالم پور چلے جائیں۔ وہاں کوئی نہیں پہنچ سکے گا اور آپ ہر طرح سے آزاد رہیں گے''۔ ریتا نے کہا۔

''وہاں میرے لئے تفریح کا کوئی سامان نہیں ہے۔ چلیں آپ مجھے پوش نگر بھجوا دیں۔ وہاں بھی میزائل لیبارٹری ہے۔ میرے لئے آسانی یہ ہو گی کہ پوش نگر بڑا شہر ہے۔ وہاں کلب، ہوٹل اور دیگر تمام تفریحی لوازمات موجود ہیں''...... ڈاکٹر اعظم نے تجویز دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ سوری ڈاکٹر اعظم۔ پوش نگر سرحد پر ہے اور ایسے علاقے میں غیر ملکی ایجنٹوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ آپ یہیں رہیں۔ چلیں آپ کلبوں اور ہوٹلوں میں بھی آتے جاتے رہیں۔ بس تھوڑا سا محتاط ہو جائیں''...... ریتا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو ریتا اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر ڈاکٹر اعظم اسے اس کی کار تک چھوڑنے آیا اور اس کے جانے کے بعد وہ واپس اپنے مخصوص کمرے میں آیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر جیب سے ڈروتھی کا دیا ہوا کارڈ نکالا اور اسے سامنے رکھ کر اس نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور کارڈ پر درج نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈروتھی بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ڈروتھی کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر جیکب بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر جیکب نے کہا۔

"اوہ آپ۔ فون کرنے کا شکریہ۔ کیسے یاد کیا ہے"...... ڈروتھی نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ میری بات اس پارٹی سے کرا سکتی ہیں جو دس بلین ڈالرز فارمولے کے عوض دینے کے لئے تیار ہے"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"آپ کو تو دس بلین ڈالرز نہیں مل سکتے کیونکہ آپ ڈاکٹر اعظم تو نہیں ہیں۔ البتہ ڈاکٹر اعظم کے بارے میں مصدقہ معلومات دینے پر آپ کو بھاری معاوضہ دیا جا سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے ایک ملین ڈالرز"...... ڈروتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر میں آپ کو یا آپ کی پارٹی کو ڈاکٹر اعظم سے ملوا دوں تو کیا آپ مجھے ایک ملین ڈالرز اور ڈاکٹر اعظم کو دس بلین ڈالرز دلوا سکتی ہیں"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل۔ سو فیصد یقین کے ساتھ"...... ڈروتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کل مجھ سے اس کلب میں ملیں جہاں آج ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ ہم وہاں سے علیحدہ علیحدہ نکلیں گے اور عقبی طرف گرینڈ ریسٹورنٹ پہنچ جائیں گے۔ وہاں باتیں ہوں گی"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کتنے بجے"...... ڈروتھی نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"تین بجے سہ پہر"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"او کے"...... ڈروتھی نے جواب دیا تو ڈاکٹر اعظم نے بھی او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"دس بلین اور ایک ملین ڈالرز کمانے کا موقع مل رہا ہے تو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دولت ہے تو زندگی ہے ورنہ زندگی کا کوئی لطف نہیں اٹھایا جا سکتا"...... ڈاکٹر اعظم نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے کہا اور پھر اس نے اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ تصور میں ہی اتنی بڑی دولت کا اندازہ لگانے میں مصروف تھا کہ اسے کھٹک کی آواز سنائی دی تو اس نے آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔

"مول چند تم۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر اعظم نے اپنے چوکیدار کو جس کے ہاتھ میں گن تھی کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر کہا۔

"آپ سے ایک ضروری اور اہم بات کرنی ہے"...... مول چند نے ڈاکٹر اعظم کے کان کے قریب آ کر کہا۔

"آپ نے جو فون کیا ہے وہ میڈم تک پہنچ گیا ہے اور انہوں نے آپ کو بے ہوش کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ آپ کو خفیہ پوائنٹ پر پہنچایا جائے"...... مول چند نے پراسرار سے لہجے میں سرگوشی میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... ڈاکٹر اعظم نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا لیکن دوسرے لمحے مول چند جس نے گن کو نال سے پکڑا ہوا تھا گن کا دستہ اس کے سر پر مارا اور ڈاکٹر اعظم کو یوں محسوس ہوا جیسے سورج اس کے سر کے اندر طلوع ہو گیا ہو اور پھر سیاہ چادر سی ہر طرف پھیلتی چلی گئی اور اس چادر کے نیچے اس کے حواس جیسے غائب سے ہو گئے۔

"عمران صاحب۔ اب آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے"...... بلیک زیرو نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران ابھی چند لمحے پہلے دانش منزل آیا تھا۔

"کس بارے میں"...... عمران نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"ٹیم کے بارے میں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہاں۔ میں نے اس بار صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے لہجوں میں تلخی کا عنصر محسوس کیا ہے۔ یہ بات واقعی درست ہے کہ ہم صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو بیرونی مشنز پر طویل عرصہ سے نہیں لے گئے۔ وہ واقعی نظرانداز ہو رہے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس ڈاکٹر اعظم کے مشن پر آپ انہیں ساتھ لے جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اگر ایسا کیا گیا تو سب یہی سمجھیں گے کہ چیف انتخاب نہیں کرتا بلکہ میں کرتا ہوں اس لئے اس بار ٹیم تو جولیا اور اس کے ساتھیوں کی ہی جائے گی۔ البتہ صدیقی اور اس کے ساتھیوں میں سے صرف صدیقی کو ساتھ شامل کر لیا جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن پھر یہ نہ سمجھا جائے کہ چونکہ صدیقی نے احتجاج کیا ہے اس لئے اسے ساتھ لے لیا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے تو پھر صدیقی کی بجائے خاور کو ساتھ لے لیا جائے جس نے سرے سے کوئی احتجاج ہی نہیں کیا"۔ عمران نے کہا۔

"ایسا کر لیں۔ وہ بہتر رہے گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن آپ جائیں گے کب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جب ڈاکٹر اعظم کے بارے میں حتمی معلومات مل جائیں گی کہ وہ کہاں ہے۔ ایکریمیا میں ہے یا کسی اور ملک میں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی جس کا مطلب تھا کہ فارن کال ہے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"چیف فرام دس اینڈ"...... عمران نے سپیشل فون پر کہے جانے والا فقرہ دوہراتے ہوئے کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"چیف۔ ڈاکٹر اعظم کے بارے میں ایک اطلاع ملی ہے کہ وہ ڈاکٹر جیکب کے روپ میں کافرستان میں موجود ہے۔ اس نے میک اپ کیا ہوا ہے"...... ناٹران نے کہا تو عمران اور بلیک زیرو دونوں چونک پڑے۔ چونکہ دانش منزل کے فونز میں لاؤڈر کا بٹن مستقل طور پر پریسڈ رہتا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو تک بھی بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اپنے چند ایجنٹوں پر مشتمل یہاں انڈر ورلڈ میں ایک ٹریسنگ ایجنسی بنائی ہوئی ہے جو میرے لئے بھی کام کرتی ہے اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی۔ میں نے ڈاکٹر اعظم کی تصاویر اس ایجنسی کو بھجوائیں اور انہیں ڈاکٹر اعظم کو ٹریس کرنے کا کہہ دیا۔ اس ایجنسی کی ایک ایجنٹ ڈروتھی کو میزائل ٹیکنالوجی سے متعلق ایک ڈاکٹر کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ اچانک ہی کافرستان دارالحکومت کے کلبوں اور ہوٹلوں میں آتا جاتا دکھائی دینے لگا ہے۔ اس کا چہرہ تو ڈاکٹر اعظم سے یکسر مختلف ہے لیکن اس کا قدوقامت ڈاکٹر اعظم سے ملتا جلتا ہے۔ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ اس نے ایک بار ایک آدمی سے اپنا ذکر

کرتے ہوئے خود کو ڈاکٹر اعظم کہا تھا لیکن پھر معذرت کر کے ڈاکٹر
جیکب کا نام لیا۔ ڈروتھی نے اسے چیک کرنے کا فیصلہ کیا اور اس
کی نگرانی شروع کرا دی گئی۔ اس کی رہائش گاہ بھی چیک کر لی گئی۔
پھر ایک کلب میں ڈروتھی نے اس سے ملاقات کی اور اسے ڈاکٹر
اعظم کی تصویر دکھائی جس پر اس کا فوری ردعمل ایسا تھا کہ جس سے
ڈروتھی سمجھ گئی کہ معاملات درست جا رہے ہیں۔ چنانچہ ڈروتھی نے
خود کو ایک پارٹی کی ایجنٹ کہہ کر متعارف کراتے ہوئے کہا کہ اس
کی پارٹی ڈاکٹر اعظم کو دس بلین ڈالرز دے کر اس کا فارمولا حاصل
کرنا چاہتی ہے۔ اس نے پارٹی کے بارے میں بتایا کہ اس کا تعلق
یورپی ملک سے ہے۔ دس بلین ڈالرز کا سن کر ڈاکٹر جیکب کی
آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔ ڈروتھی نے اسے اپنا کارڈ دے دیا
تاکہ اگر اسے ڈاکٹر اعظم کے بارے میں معلومات ملیں تو وہ اسے
فون کر دے۔ اس نے ڈاکٹر جیکب کو بتایا کہ اگر وہ درست
معلومات مہیا کر دے تو اسے ایک ملین ڈالرز معاوضہ دیا جائے گا
اور پھر ڈاکٹر جیکب نے کارڈ پر موجود فون نمبر پر ڈروتھی سے
رابطہ کیا اور دوسرے روز ڈروتھی سے ملنے کے لئے کہا اور کہا
کہ وہ ڈاکٹر اعظم کے بارے میں بتانا چاہتا ہے۔ بہرحال ڈروتھی
وہاں گئی لیکن ڈاکٹر جیکب وہاں نہ پہنچا۔ البتہ ڈروتھی نے محسوس کر
لیا کہ یہاں نگرانی ہو رہی ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ معاملات گڑبڑ ہیں۔
چنانچہ وہ سامنے آنے کی بجائے واپس آ گئی اور پھر اس نے

ڈاکٹر جیکب کی رہائش گاہ کو چیک کیا لیکن ڈاکٹر جیکب وہاں نہ تھا۔
ڈروتھی نے رہائش گاہ پر موجود چوکیدار مول چند سے معلومات
حاصل کرنے کی کوشش کی تو اسے محسوس ہوا کہ مول چند تربیت یافتہ
آدمی ہے۔ چنانچہ اس نے وہاں سے واپس آ کر مجھ سے رابطہ کر
کے ساری تفصیل مجھے بتائی تو میں نے اس مول چند کو وہاں سے
اٹھوا لیا۔ مول چند واقعی تربیت یافتہ آدمی تھا لیکن تھرڈ ڈگری
استعمال ہونے پر وہ بول پڑا۔ اس نے بتایا کہ اس کا تعلق ایکشن
ایجنسی سے ہے جس کی چیف میڈم ریتا ہے اور یہاں وہ ملازم کے
روپ میں ہے جبکہ ڈرائیور کا تعلق بھی ایکشن ایجنسی سے ہے۔
یہاں ڈاکٹر جیکب رہتے ہیں جو بالم پور سے آئے ہیں اور ان کی
تمام گفتگو آٹومیٹک خفیہ تنصیبات کے ذریعے وہ ٹیپ کرتے رہتے
ہیں اور ان کی تمام حرکات و سکنات کی باقاعدہ تصویریں بنتی رہتی
ہیں اور ان میں سے جو بات یا حرکت ایکشن ایجنسی کے مطلب کی
ہوتی ہے وہ ایکشن ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کو ساتھ ساتھ منتقل کر دی
جاتی ہے''...... ناٹران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
''لیکن یہ کیسے ثابت ہوا کہ ڈاکٹر جیکب ہی ڈاکٹر اعظم ہے''۔
عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔
''سر۔ اس مول چند نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر جیکب اکثر بڑبڑاتا
رہتا تھا۔ اس کی بڑبڑاہٹ کو بھی حساس آلات واضح انداز میں
ریکارڈ کر لیتے تھے۔ اس بڑبڑاہٹ میں وہ اپنے آپ کو ہمیشہ ڈاکٹر

اعظم ہی کہتا تھا۔ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی آلات ٹیپ کر لیتے تھے جسے بعد میں واش کر دیا جاتا ہے۔ مول چند نے بتایا کہ آج بھی میڈم ریتا آئی تھی اور ڈاکٹر اعظم اور میڈم ریتا کے درمیان کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی جس کی ریکارڈنگ ابھی موجود ہے۔ اسے واش نہیں کیا گیا جس پر میں نے ڈاکٹر کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کر کے اپنے آدمی بجھوائے جو ریکارڈنگ لے آئے۔ اس ریکارڈنگ سے بہت کچھ واضح ہو جاتا ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں یہ ریکارڈنگ آپ کو فون پر سنواؤں''۔ ناٹران نے کہا۔

''ہاں سنواؤ''...... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد پہلے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ پھر ایک نسوانی آواز سنائی دی اور نسوانی آواز سنتے ہی عمران پہچان گیا کہ بولنے والی واقعی ریتا ہے جس سے اس کی ملاقات حویلی میں ہوئی تھی۔ وہ خاموش بیٹھا ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ اس بات چیت سے واقعی یہ بات کنفرم ہو گئی کہ ڈاکٹر جیکب ہی ڈاکٹر اعظم ہے۔

''آپ نے سن لی گفتگو چیف''...... گفتگو ختم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ یہ بات واقعی اس گفتگو سے ثابت ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر جیکب ہی ڈاکٹر اعظم ہے اور وہ کافرستان میں موجود ہے''۔ عمران نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اب وہ کہاں ہے۔ یہ معلوم کیا ہے''...... عمران نے مخصوص آواز اور لہجے میں پوچھا۔

''مول چند نے بتایا ہے کہ اس ڈاکٹر نے کوٹھی سے ڈروتھی کو فون کر دیا اور اس سے فارمولا کے بارے میں بتانے پر پیسوں کا تقاضا کیا تو اسے بتایا گیا کہ ایسا ہونے کی صورت میں اسے ایک ملین ڈالرز ملیں گے۔ اس نے کلب میں ملاقات اور پھر کسی ریستوران میں بیٹھ کر بات کرنے کے بارے میں پروگرام فائنل کیا۔ یہ گفتگو ریکارڈ ہو گئی اور مول چند نے اس گفتگو کی اہمیت کے پیش نظر اسے فوری طور پر ہیڈکوارٹر منتقل کر دیا اور ریتا کو بھی اس نے فون کر دیا جس پر اسے حکم دیا گیا کہ ڈاکٹر جیکب کو بے ہوش کر کے پوائنٹ تھری پر شفٹ کر دیا جائے۔ چنانچہ مول چند نے کمرے میں جا کر ڈاکٹر کے سر پر مشین گن کا دستہ مارا اور اسے بے ہوش کر کے کار میں ڈال کر پوائنٹ تھری جو کہ ایک کالونی کی کوٹھی ہے پر چھوڑ کر واپس آ گیا''...... ناٹران نے کہا۔

''اسے دوسرے روز اٹھایا گیا یا اسی روز''...... عمران نے پوچھا۔

''دوسرے روز چیف۔ جب ڈروتھی کو وہاں جانے پر نگرانی کا احساس ہوا تو اس نے وہاں سے واپس آ کر مجھے رپورٹ دی جس پر میں نے تمام کارروائی کی''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈروتھی کا کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈروتھی کی جان کو چونکہ خطرہ لاحق تھا اس لئے میں نے اسے انڈر گراؤنڈ ہونے کی ہدایت کر دی اور اب وہ اس وقت سامنے آئے گی جب یہ معاملہ ختم ہو جائے گا"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ریتا اور ڈاکٹر جیکب کے درمیان ہونے والی گفتگو میں پالینڈ کی پرائیویٹ ایجنسی وائٹ شیڈو کے دو ایجنٹوں کی آمد کا بھی ذکر کیا گیا ہے رافٹ اور راکی۔ تم نے اس بارے میں کیا کیا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ان دونوں کی لاشیں پولیس کو ایک پارک کے جھنڈ سے ملی ہیں۔ ان کے کاغذات کے مطابق وہ رافٹ اور راکی تھے اور سیاحت کی غرض سے کافرستان آئے تھے۔ ان کے جسموں اور چہروں پر شدید ترین تشدد کے نشانات ملے ہیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ کارروائی بھی ایکشن ایجنسی کی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیس چیف۔ ظاہر تو یہی ہوتا ہے"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اعظم کو ٹریس کرنے کی کوشش کرو۔ وہ بہرحال ایکشن ایجنسی کی تحویل میں ہو گا۔ وہ اسے ہلاک نہیں کر سکتے کیونکہ انہوں

نے اس سے کام لینا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیس چیف۔ میں نے پہلے ہی کوششیں شروع کر دی ہیں۔ میں اپنے آدمی ایکشن ایجنسی میں مستقل طور پر داخل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ پھر آسانی ہو جائے گی"...... ناٹران نے کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس میں تو تمہارا کوئی آدمی نہیں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"دو ہیں چیف"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"تو ان سے معلوم کرو کہ ایکشن ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے کوشش کی ہے لیکن صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ اسے اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس میں صرف کرنل جگدیش کو اس کا علم ہے لیکن میں جلد ہی معلوم کر لوں گا"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"تم اس پر کام کرتے رہو۔ میں عمران کی سربراہی میں ٹیم کافرستان بھجوا رہا ہوں۔ عمران تم سے خود ہی رابطہ کرے گا"۔ عمران نے کہا اور بغیر دوسری طرف سے مزید بات سنے اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ ریتا ہی یہاں سے ڈاکٹر اعظم کو لے گئی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اور ریتا کافی ہوشیار عورت ہے۔ اس نے کسی کو پتہ بھی

نہیں لگنے دیا کہ وہ ڈاکٹر اعظم کو کافرستان لے جا رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی ریتا پاور ایجنسی کی مادام ریکھا سے زیادہ چالاک، ہوشیار اور شاطر ہے''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے دوسرے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''لیس باس''...... جولیا کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''ڈاکٹر اعظم پاکیشیا سے میزائل ٹیکنالوجی کا فارمولا لے گیا ہے۔ اب حتمی طور پر معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر اعظم کافرستان میں ہے۔ اس سائنس دان اور فارمولے کی واپسی کے لئے میں ٹیم کو کافرستان عمران کی سربراہی میں بھیج رہا ہوں۔ تم صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور خاور کو کہہ دو کہ وہ فوری طور پر مشن پر کام کرنے کے لئے تیار رہیں۔ عمران تم سے خود ہی رابطہ کرے گا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

بالم پور تمام تر پہاڑی علاقہ تھا۔ اس پہاڑی علاقے کی ایک وادی میں بالم پور کا شہر قدیم دور سے آباد تھا۔ بالم پور کے پہاڑی علاقے میں ایسے جنگلات وسیع پیمانے پر موجود تھے جن کی لکڑی بے حد قیمتی تھی اور جسے خریدنے کے لئے نہ صرف کافرستان بلکہ پوری دنیا سے خریدار آتے جاتے رہتے تھے۔ یہ جنگلات گو حکومت کافرستان کی ملکیت تھے لیکن حکومت انہیں آگے بڑے بڑے ٹھیکیداروں کو ٹھیکے پر دے دیتی تھی جن سے خاصی بڑی رقم بہرحال حکومت کو مل جاتی تھی۔ البتہ ان ٹھیکیداروں کو سختی سے پابند کیا گیا تھا کہ وہ جتنے درخت کاٹیں اس سے زیادہ نئے پودے وہاں لگوا دیں اور ان کی ہر ماہ باقاعدگی سے چیکنگ بھی ہوا کرتی تھی۔

اس سلسلے میں حکومت کے محکمہ جنگلات کے افسران باقاعدگی سے بالم پور کا دورہ کیا کرتے تھے اور چونکہ اچانک محکمے کے اعلیٰ

ترین افسران بھی دورہ کرتے تھے اور نئے پودوں کی کاشت کو چیک کرتے تھے اس لئے چھوٹا عملہ بھی اس معاملے میں خاصی سختی سے کام لیتا تھا۔ ٹھیکیدار خود بھی اس معاملے میں گہری دلچسپی لیتے تھے کیونکہ ان جنگلات کی لکڑی انہیں اس قدر منافع مہیا کرتی تھی کہ اس قدر منافع اور کسی بزنس میں انہیں نہ مل سکتا تھا اس لئے وہ خود بھی اس کی سختی سے پابندی کرتے تھے تاکہ جنگلات کا سلسلہ چلتا رہے اور وہ ٹھیکے لے کر کثیر منافع کماتے رہیں۔ یہی وجہ تھی کہ بالم پور جیسے پہاڑی قصبے میں بھی اچھے ہوٹل اور کلب موجود تھے جہاں غیر ملکی خریدار آ کر ٹھہرتے تھے اور یہ غیر ملکی خریدار بڑی جیپوں میں بیٹھ کر جنگلات کا دورہ بھی کرتے رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بالم پور کی سڑکوں پر جیپوں اور بسوں کا خاصا رش نظر آتا تھا۔

ان جنگلات میں کام کرنے والے مزدوروں کی بالم پور میں ایک بڑی کالونی بھی موجود تھی اور انہیں جنگلات میں لے جانے اور لے آنے کے لئے مخصوص اور طاقتور انجن کی حامل بسیں تھیں۔ بالم پور قصبہ سڑک کے ذریعے ایک بڑے شہر واگرش سے ملا ہوا تھا جو بالم پور سے تقریباً چار سو کلومیٹر دور تھا اور چار سو کلومیٹر میں سے تین سو کلومیٹر پہاڑی راستہ تھا جبکہ تقریباً ایک سو کلومیٹر میدانی راستہ تھا۔ بالم پور پہنچنے کا واحد یہی راستہ تھا کیونکہ بالم پور میں نہ ایئر پورٹ تھا حتیٰ کہ ہیلی کاپٹر اتارنے کے لئے ہیلی پیڈ بھی بنایا ہوا نہیں تھا۔ البتہ ایمرجنسی میں ہیلی کاپٹر کو بالم پور قصبہ کے قریب

وادی میں اتارا جا سکتا تھا لیکن اونچی اور کٹی پھٹی پہاڑیوں کی وجہ سے اس جگہ ہیلی کاپٹر اتارنا خاصا خطرناک سمجھا جاتا تھا۔

بالم پور قصبہ سے ایک پختہ سڑک جنگلات کو جاتی تھی جو آگے جا کر بٹ کر مختلف پہاڑیوں پر موجود جنگلات تک جاتی تھی۔ بالم پور پہاڑوں کی ایک بلند چوٹی پر باقاعدہ ایئر بیس موجود تھی جہاں نہ صرف راڈار موجود تھا بلکہ پہاڑ پر خصوصی ہیلی پیڈ کے ساتھ ساتھ باقاعدہ چیک پوسٹ بھی بنائی گئی تھی کیونکہ یہاں سے کافرستان کے ایک ہمسایہ ملک گاشری کی سرحد قریب تھی۔ انہی پہاڑیوں کے اندر ایک خفیہ لیبارٹری بھی بنائی گئی تھی جس میں میزائل ٹیکنالوجی پر کام ہوتا تھا۔ اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر شنکر تھا۔ پہلے ڈاکٹر اعظم کو یہیں بھجوایا گیا تھا اور وہ یہاں کام بھی کرتا رہا تھا لیکن ریتا کو کہہ کر وہ دارالحکومت چلا گیا تھا کیونکہ یہاں اس کا دل نہ لگتا تھا لیکن اب پھر اسے یہاں بھجوایا گیا تھا کیونکہ ریتا کو اس کی ذروتھی کے ساتھ فون پر ہونے والی گفتگو کی ٹیپ مل گئی تھی اور اس ٹیپ سے معاملات مشکوک ہو گئے تھے۔

چنانچہ ریتا کے حکم پر ڈاکٹر اعظم کو بے ہوش کر کے ایکشن ایجنسی کے ایک خفیہ پوائنٹ پر لے جایا گیا جہاں اسے ہوش میں لا کر گفتگو کی ٹیپ سنوائی گئی اور ریتا نے اس کے سامنے دو آپشن رکھے۔ ایک تو یہ کہ جب تک اس فارمولے پر کام مکمل نہیں ہو جاتا وہ مستقل بالم پور میں رہے۔ دارالحکومت یا کسی اور بڑے شہر کا رخ

نہ کرے دوسری صورت میں اسے ہلاک کر دیا جائے گا اور ڈاکٹر شنکر جو میزائل ٹیکنالوجی پر اتھارٹی سمجھا جاتا تھا اس فارمولے پر کام کر کے اسے مکمل کرے گا۔ پہلے تو ڈاکٹر اعظم نے اس پر خاصا احتجاج کیا لیکن جب ریتا اسے ہلاک کرنے میں سفاکانہ حد تک سنجیدہ ہو گئی تو ڈاکٹر اعظم کو اپنی زندگی بچانے کے لئے بالم پور میں ہی کام کرنے کی حامی بھرنی پڑی اور اسے مستقل طور پر بالم پور شفٹ کر دیا گیا اور لیبارٹری سے باہر جانے پر اس پر سخت پابندی لگا دی گئی حتیٰ کہ اسے بالم پور قصبہ میں جانے سے بھی روک دیا گیا اور اب ڈاکٹر اعظم خود ہی موت کے خوف سے باہر نہ جاتا تھا کیونکہ اسے بتایا گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے ہلاک کرنے کے لئے اسے تلاش کرتی پھر رہی ہے۔

ریتا نے ڈاکٹر شنکر سے طویل بات چیت کی تھی اور ڈاکٹر شنکر نے اسے بتایا تھا کہ اس فارمولے پر ڈاکٹر اعظم کی ضرورت ابتدائی دو ماہ تک ہو گی اس کے بعد اس کی مدد کی ضرورت نہیں رہے گی تو ریتا نے دو ماہ تک وہیں بالم پور میں ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ جب ڈاکٹر اعظم کی فارمولے پر کام کے لئے ضرورت نہیں رہے گی تو ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کر کے انہی پہاڑیوں میں دفن کر دیا جائے گا اور پھر فارمولے پر بقایا کام اطمینان سے ہوتا رہے گا کیونکہ اب ریتا اور کرنل جگدیش دونوں کی نظروں میں ڈاکٹر اعظم کی وفاداری مشکوک ہو چکی تھی۔

ریتا نے یہاں جنگلات میں آنے والے محکمہ کے افسران کے لئے بنائے گئے ریسٹ ہاؤس پر قبضہ کر لیا تھا۔ ویسے بھی افسران کے لئے عام طور پر ایک دوسرا ریسٹ ہاؤس استعمال کیا جاتا تھا جبکہ یہ ریسٹ ہاؤس کبھی کبھی استعمال کیا جاتا تھا۔ ریتا اپنے ساتھ اپنے دس ساتھی لے کر آئی تھی جن میں چار عورتیں اور چھ مرد تھے۔ عورتوں کی انچارج روزی تھی جبکہ مردوں کا انچارج شیکھر تھا۔ بالم پور سے تقریباً دس کلومیٹر باہر باقاعدہ ایک چیک پوسٹ بنائی گئی تھی جہاں پر آنے جانے والوں کے کوائف درج کئے جاتے تھے۔ ان کی اور گاڑیوں کی تلاشی لی جاتی تھی تاکہ کوئی اسلحہ یا ایسا مواد جس سے جنگل میں آگ بھڑک سکتی ہو اندر نہ جا سکے۔

ایکشن ایجنسی کا ایک آدمی وہاں تعینات کیا گیا تھا تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں سے گزرے تو وہ بروقت ٹرانسمیٹر پر ریتا کو اطلاع دے سکے جبکہ دو افراد قصبے میں موجود تھے۔ دو عورتوں کو لیبارٹری کے باہر تعینات کیا گیا تھا جبکہ باقی ریتا کے ساتھ ریسٹ ہاؤس میں موجود تھے۔ ریتا نے پہاڑیوں سے منسلکہ بالم پور قصبے میں مخصوص کیمرے میں بھی نصب کرا دیئے تھے جن کی چیکنگ ریسٹ ہاؤس کے ایک کمرے میں چوبیس گھنٹے جاری رہتی تھی۔ ریتا اس وقت اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھی ایک فیشن میگزین دیکھنے میں مصروف تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ فون سیٹلائٹ سے منسلک تھا اور لیبارٹری میں بھی سیٹلائٹ سے منسلک

خصوصی فون لگایا گیا تھا۔

''ریتا بول رہی ہوں''...... ریتا نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''کرنل جگدیش بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل جگدیش کی آواز سنائی دی۔

''لیس باس''...... ریتا نے کہا۔

''پاکیشیا سے فیروز نے اطلاع دی ہے کہ عمران ایک عورت اور چار مردوں کے ساتھ پاکیشیا سے فلائٹ کے ذریعے گاشری گیا ہے''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''گاشری کیوں''...... ریتا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''تم ابھی تک اس شیطان کو نہیں سمجھ سکیں۔ یہ واقعی شیطان ہے۔ اس سے جتنی بات چھپائی جائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کسی نہ کسی طرح معلوم کر لیتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ بالم پور کی سرحدیں گاشری سے ملتی ہیں اور ڈاکٹر اعظم اس وقت بالم پور میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت گاشری سے بالم پور اس لئے پہنچنا چاہتا ہے کہ اسے آدھے سے زیادہ کافرستان عبور کر کے نہ جانا پڑے گا اور دوسری بات یہ کہ ہم دارالحکومت میں اس کا انتظار کرتے رہ جائیں گے اور وہ براہ راست وہاں پہنچ کر اپنا کام کر جائے گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ میرے تو ذہن میں ہی نہیں آیا تھا یہ اینگل۔ لیکن اگر اسے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میں یہاں موجود ہوں تو پھر یہ اس کی انتہائی بدقسمتی ہے اور اگر اسے معلوم ہو چکا ہے اور اس کے باوجود وہ یہاں آ رہا ہے تو یہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے۔ یہاں میں نے جو انتظامات کر رکھے ہیں اس کے بعد اس کا یہاں تک زندہ پہنچنا ہی ناممکن ہے اور اگر وہ پہنچ بھی جائے تو اس کے زندہ بچنے کا ایک فیصد بھی امکان نہیں ہے۔ یہ اعزاز ریتا کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے کہ وہ اس عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں تحفے کے طور پر پاکیشیا کے حوالے کرے''۔ ریتا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم نے فول پروف انتظامات کر رکھے ہیں لیکن یہ عمران معروف اور ان راستوں سے آگے نہیں بڑھتا جو اس کے لئے آسان ہوں۔ وہ ان راستوں پر آگے بڑھتا ہے جن کے بارے میں کسی کو یہ یقین ہی نہیں ہوتا کہ وہ ان راستوں سے بھی آ سکتا ہے اس لئے تم نے لیبارٹری کے چاروں اطراف پر نظریں رکھی ہیں۔ بالم پور ایئر بیس پر بھی کیمرے موجود ہیں۔ میں نے اس کے کمانڈر ہریش کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہارے احکامات کی تعمیل کرے۔ اس کا فون نمبر تو تمہارے پاس ہو گا''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''لیس چیف۔ نمبر ہے''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اسے فون کرو اور حکم دو کہ وہ چوبیس گھنٹے لیبارٹری کے چاروں طرف کا جائزہ لیتے رہیں اور کسی انسان کے نظر آنے پر وہ فوراً تمہیں رپورٹ دیں''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''یہ تو ٹھیک ہے چیف۔ میں اسے کہہ دیتی ہوں لیکن وہ یہاں تک پہنچے گا کیسے کیونکہ بالم پور قصبے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہاں بالم پور میں میرے آدمی نگرانی پر مامور ہیں جن کے پاس میک اپ چیک کرنے والے مخصوص کیمرے موجود ہیں۔ پھر بالم پور قصبے میں چیک پوسٹ ہے جس پر بھی میک اپ چیک کرنے والے کیمرے نصب ہیں اور لیبارٹری کے گیٹ پر پہرہ ہے اور کیمرے بھی نصب ہیں۔ اب تو کوئی مکھی بھی بچ کر نہیں نکل سکتی۔ یہ جیتے جاگتے چھ انسان کیسے لیبارٹری والی پہاڑی تک پہنچ سکتے ہیں''...... ریتا کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم مناسب سمجھو۔ بہرحال میں نے تمہیں الرٹ کر دیا ہے۔ گڈ بائی''...... کرنل جگدیش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''کمانڈر ہریش کو حکم دے دوں تاکہ کہیں چیف ناراض ہی نہ ہو جائے''...... ریتا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''بالم پور ایئر بیس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''چیف آف ایکشن ایجنسی ریتا بول رہی ہوں۔ کمانڈر ہریش سے بات کرائیں''...... ریتا نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس میڈم۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

''ہیلو۔ کمانڈر ہریش بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''چیف آف ایکشن ایجنسی ریتا بول رہی ہوں''...... ریتا نے پھر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ یس میڈم۔ حکم دیں''...... دوسری طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''لیبارٹری والی پہاڑی جو تین شاخہ ہے اسے چیک کرتے رہتے ہیں آپ یا نہیں''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ وہ ہماری نظروں میں رہتی ہے لیکن ہمیں وہاں کسی قسم کی مداخلت کرنے سے سختی سے روکا گیا ہے''...... کمانڈر ہریش نے کہا۔

''آپ نے کسی قسم کی مداخلت کرنی بھی نہیں۔ آپ نے صرف مجھے اطلاع دینی ہے''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اور سنیں۔ آپ نے اب اس پوری پہاڑی کے چاروں طرف چیکنگ رکھنی ہے چوبیس گھنٹے۔ کسی بھی قسم کی کوئی معمولی سی نقل و

حرکت بھی نظر آئے تو آپ نے اسے چیک بھی کرنا ہے اور مجھے فوراً بغیر کوئی وقت ضائع کئے رپورٹ دینی ہے''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... کمانڈر ہریش نے کہا۔

''او کے''...... ریتا نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے دراز بند کی اور پھر ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے کال دینا شروع کر دی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ریتا کالنگ۔ اوور''...... ریتا نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ شیکھر اٹنڈنگ یو میڈم۔ اوور''...... چند لمحوں بعد اس کے ماتحت شیکھر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''شیکھر۔ ہائی الرٹ ہو جاؤ اور سب کو بھی ہائی الرٹ کر دو۔ روزی کو بھی کہہ دو۔ چیک پوسٹ ہالم پور اور لیبارٹری کے ایریا میں موجود لوگوں کو بھی ہائی الرٹ کر دو۔ باس کرنل جگدیش کو اطلاع مل گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا عمران اپنے ساتھیوں جن میں چار مرد اور ایک عورت شامل ہے پاکیشیا سے گاشری پہنچ گیا ہے اور گاشری یہاں سے نزدیک ہے اس لئے لازماً وہ یہاں پہنچیں گے اور وہ یقیناً میک اپ میں ہوں گے لیکن میک اپ کیمرے انہیں چیک کر لیں گے۔ جیسے ہی کیمرے انہیں چیک کریں انہیں بغیر کسی توقف کے گولی مار دی جائے۔ اوور''۔

ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور''...... شیکھر نے کہا۔

''ساتھ ساتھ مجھے رپورٹیں ملتی رہنی چاہئیں۔ اوور''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ریتا نے بھی اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اسے واپس میز کی دراز میں رکھ دیا۔

گاشری کی کافرستان کے ساتھ سرحد سے ملحقہ شہر باگا کے ایک ہوٹل کے کمرے میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ سب پاکیشیا سے ایک فلائٹ کے ذریعے گاشری اور پھر گاشری سے وہ لوکل فلائٹ کے ذریعے باگا پہنچے تھے۔ عمران کے سامنے میز پر ایک بڑا نقشہ پھیلا ہوا تھا اور عمران اس پر اس انداز میں جھکا ہوا تھا جیسے اس نقشے میں سے وہ کوئی خاص چیز برآمد کرنا چاہتا ہو جبکہ اس کے سب ساتھی خاموش بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔

''کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اس نقشے میں تمہیں جو دو گھنٹوں سے پلک جھپکائے بغیر اسے دیکھے جا رہے ہو''...... خاموش بیٹھی ہوئی جولیا نے اونچی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

''تو تمہیں اعتراض پلکیں نہ جھپکانے پر ہے۔ اگر میں ساتھ ساتھ پلکیں جھپکاتا رہوں تو تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو گا چاہے میں

اسے دو گھنٹوں کی بجائے دو سالوں تک دیکھتا رہوں''...... عمران نے نقشے سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب گاشری سے کافرستان میں داخل ہونے کا کوئی ایسا راستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں جسے چیک نہ کیا جا سکتا ہو''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''سلیمانی ٹوپیاں پہن کر جانا پڑے گا۔ چھ افراد کا ٹولہ بغیر چیک ہوئے کیسے جا سکتا ہے''...... اس بار تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ مجھے بتائیں کہ آپ چاہتے کیا ہیں۔ میں نے ملٹری ٹریننگ کے دوران اس سارے علاقے کو کھنگالا ہوا ہے''۔ اچانک خاور نے کہا تو عمران سمیت سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہاری ٹریننگ گاشری میں ہوئی تھی''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پوری ٹریننگ نہیں بلکہ ٹریننگ کا ایک حصہ۔ یہ انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہے اس لئے ہمیں خصوصی طور پر یہاں بھجوایا گیا تھا''...... خاور نے جواب دیا۔

''اوہ۔ یہ بات ہے۔ پھر تو تم واقعی اس سارے علاقے سے اچھی طرح واقف ہو گے۔ یہاں میرے قریب آ جاؤ''...... عمران نے کہا تو خاور اٹھ کر عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تو عمران نے جیب سے ایک اور نقشہ نکالا اور اسے پہلے نقشے کے ساتھ ہی

میز پر پھیلا دیا۔

''یہ کافرستان کے اس سرحدی علاقے کا نقشہ ہے جو باگا سے ملحقہ ہے اور اسے بالم پور کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہاں بالم پور کی پہاڑیوں میں ایک خفیہ لیبارٹری بنائی گئی ہے جس کی نشانی یہ ہے کہ جس پہاڑی میں یہ لیبارٹری بنائی گئی ہے اس کی تین کلغی دار چوٹیاں ہیں اس لئے اسے کلغی پہاڑی کہا جاتا ہے۔ اس نقشے میں یہاں یہ کلغی پہاڑی موجود ہے''...... عمران نے نقشے کی ایک جگہ پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے دیکھ لیا ہے عمران صاحب۔ لیکن آپ چاہتے کیا ہیں''...... خاور نے کہا۔

''میں باگا سے وہاں تک اس انداز میں پہنچنا چاہتا ہوں کہ وہاں کسی کو معلوم نہ ہو سکے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن باگا اور بالم پور کے درمیان کوئی ایسا راستہ نہیں ہے جسے جیپ کے ذریعے استعمال کیا جا سکے۔ صرف پیدل چل سکتے ہیں اور وہ بھی انتہائی دشوار گزار راستہ ہے۔ یہاں باگا کی کسی پہاڑی کی چوٹی پر ایئر چیکنگ سنٹر موجود ہے اور اسی طرح ادھر بالم پور میں بھی ایسا ہی ہو گا اس لئے پیدل چل کر بھی وہاں نہیں پہنچا جا سکتا''۔ خاور نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اتنی جلدی نتائج پر چھلانگ نہ لگایا کرو۔ ہر

معاملے کا کوئی نہ کوئی حل ہوتا ہے۔ انتہائی تاریکی میں بھی روشنی کی کرن بہرحال کہیں نہ کہیں چھپی ہوئی ہوتی ہے اس لئے تو ہمیں مایوسی سے بچنے کے لئے کہا گیا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ لیکن بظاہر تو ایسا ہی ہے جیسا میں نے کہا ہے''...... خاور نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''ہر ظاہر کا ایک باطن ہوتا ہے۔ ظاہر میں جو نظر آتا ہے باطن میں بالکل ایسا نہیں ہوتا۔ میرا خیال ہے کہ ان پہاڑیوں میں کوئی کریک ایسا ضرور ہو گا جس کے ذریعے ہم باگا سے بالم پور میں حفاظت سے داخل ہو سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ عمران صاحب۔ آپ تو واقعی حیرت انگیز ذہن رکھتے ہیں۔ میں نے یہ سارا علاقہ دیکھا ہوا ہے لیکن کریک کی طرف میرا خیال ہی نہیں گیا۔ یہاں واقعی ایک کریک موجود ہے۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت اس کریک میں داخل ہوا تھا لیکن آگے جا کر کریک تنگ ہو گیا اور ہمارا سانس گھٹنے لگا تو ہم واپس آ گئے''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے وہ کریک۔ نقشے کو دیکھ کر بتاؤ''...... عمران نے کہا تو خاور چند لمحے غور سے نقشے کو دیکھتا رہا۔

''میرا اندازہ ہے کہ یہاں اس جگہ یہ کریک ہو سکتا ہے۔ کافی عرصہ گزر گیا ہے اس لئے حتمی طور پر نہیں بتا سکتا''...... خاور نے

کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ اب ہمیں روانہ ہو جانا چاہئے۔ تھیوری ختم۔ اب پریکٹیکل شروع''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ بوریت سے ان کے ڈھیلے پڑے ہوئے چہرے یکلخت ٹائٹ نظر آنے لگ گئے۔ آنکھوں میں چمک آ گئی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑی جیپ میں سوار ہاگا کے شمال کی طرف جانے والی سڑک پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران، سائیڈ سیٹ پر جولیا موجود تھی جبکہ عقبی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور خاور چاروں بیٹھے ہوئے تھے۔ جیپ کے عقب میں سیاہ رنگ کے دو بڑے تھیلے پڑے تھے جن میں خصوصی اسلحہ موجود تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو کیسے معلومات ملی ہیں کہ ڈاکٹر اعظم اور ان کا فارمولا بالم پور لیبارٹری میں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ کام تمہارے چیف کے کافرستان میں فارن ایجنٹ ناٹران کا ہے۔ اس نے ایکشن ایجنسی میں ایک آدمی داخل کیا اور اس سے یہ سب معلومات ملی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایکشن ایجنسی بھی اپنی چیف ریتا سمیت وہیں موجود ہے اور وہاں جگہ جگہ چیکنگ کی گئی ہے اور میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی لگائے گئے ہیں''...... عمران نے جواب دیا تو سب کے چہروں پر تناؤ سا نمودار ہونے لگا۔ وہ شاید اب تک یہ سمجھ رہے تھے کہ عمران نے اپنے طور

پر معلومات حاصل کی ہیں اور کافرستان والوں کو اس کا علم نہیں ہو سکا اس لئے جب تک انہیں پتہ چلے گا وہ فارمولا اور ڈاکٹر اعظم کو واپس پاکیشیا پہنچا بھی چکے ہو گے لیکن اب عمران کی باتوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ مقابل پہلے سے یہاں موجود ہیں اس لئے ظاہر ہے مقابلہ تو ٹھیک ٹھاک انداز میں ہونا ہے۔

''اوہ ہاں۔ یہ بھی بتا دوں کہ ایکشن ایجنسی کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ ہم پاکیشیا سے گاشری گئے ہیں اور گاشری کا نام آتے ہی وہ سمجھ جائیں گے کہ ہم اس طرف سے بالم پور آنے کی کوشش کریں گے اس لئے وہ سو فیصد الرٹ ہوں گے''...... عمران نے مزے لے لے کر بولتے ہوئے کہا۔

''اس کے باوجود ہم اس انداز میں جیپ میں سوار وہاں جا رہے ہیں۔ وہاں ہم کس طرح چھپ سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''کون چھپنے جا رہا ہے۔ چھپنے کے لئے اپنے گھر کا واش روم کیا بہتر جگہ نہیں ہے۔ ہم تو وہاں مشن مکمل کرنے جا رہے ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ نانسنس''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نانسنس ہی تمہارا مذاق اڑا سکتا ہے ورنہ جو نانسنس نہیں ہو گا وہ تمہارا مذاق اڑانے کی بجائے بذات خود تمہیں اڑا کر لے جائے گا''...... عمران پر بھلا جولیا کے ایسے غصے کا کیا اثر ہونے والا تھا۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ اس راستے سے بالم پور پہنچنا چاہتے ہیں"...... جولیا کے جواب دینے سے پہلے صفدر بول پڑا تھا۔ شاید اسے معلوم تھا کہ عمران نے باز آنا نہیں اور جولیا کے غصے کا پارہ اور چڑھتا چلا جائے گا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے کہ ہم بالم پور جا رہے ہیں۔ کتنی بار بتایا ہے وہاں جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مرچیں کیوں چبا رہے ہو۔ صفدر ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے۔ اب کیا تم بالم پور کی بجائے اپنے سسرال جا رہے ہو"...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سسرال جیپ پر نہیں جہاز پر جانا پڑے گا اور جہاز بھی چارٹرڈ کرا کر تاکہ برف پوش سفید پہاڑیوں کے ملک سے برف کی شہزادی کو لایا جا سکے"...... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

"تم واقعی نانسنس ہو۔ جو بولتے ہو فضول ہی بولتے ہو"۔ جولیا نے اس بار مصنوعی غصے سے کہا۔

"تم بھی تو خواہ مخواہ اس سے باتیں کرتی رہتی ہو۔ کسی اور سے باتیں کر لو۔ یہ تو ایسے ہی نانسنس بولے گا"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے تنویر نے موقع دیکھتے ہی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"باقی بے شک جس سے چاہو باتیں کر لو لیکن تنویر سے نہ

کرنا۔ اس نے غصہ آتے ہی گولی مار دینی ہے اور تمہارا انکار سن کر اسے غصہ آنا تو لازمی ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں کیوں انکار کروں گی۔ وجہ"...... جولیا نے اس بار شرارت بھرے لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت گلاب کے تازہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"وجہ تو تم تنویر کے پھول کی طرح کھل جانے والے چہرے پر دیکھ سکتی ہو۔ اگر تم نے چند الفاظ مزید بول دیئے تو بے چارہ تنویر شادی مرگ کا شکار ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جائے گا اور ظاہر ہے کہ تم ٹیم کے ایک ساتھی کا ضائع ہونا پسند نہیں کرو گی"۔ عمران نے وجہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور اس کی یہ لمبی چوڑی اور دلچسپ وضاحت سن کر خود تنویر سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ سرحد پر کسی کریک کی تلاش میں جا رہے ہیں"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے خاور نے کہا۔

"ہاں۔ لازماً اس سرحدی علاقے میں کوئی ایسا کریک ہو گا جو ہماری مدد کر سکے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن وہاں سرحد پر بھی چیکنگ سپاٹس ہیں دونوں اطراف میں۔ وہ ہمیں چیک کر لیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ پہاڑیاں ویران اور بنجر نہیں ہیں۔ ان پر درخت اور جھاڑیاں موجود ہیں اس لئے ہم آسانی سے چھپ کر آگے بڑھ سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن جیپ کی نقل و حرکت کو تو درخت نہیں چھپا سکتے"۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایئر چیکنگ رینج سے پہلے ہم جیپ چھوڑ دیں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ جیپ کیا آپ نے خریدی ہے"...... خاور نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"نہیں۔ تمہارے چیف کے گاشری کے ایجنٹ نے باگا کی ایک پارٹی کی ٹپ دی تھی۔ اس ٹپ کو میں نے ہوٹل سے فون کیا تو اس نے جیپ بھجوا دی۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اس لئے کہ ہم نے تو آگے چلے جانا ہے۔ پھر یہ جیپ یہاں کھڑی رہ جائے گی"...... خاور نے کہا۔

"میرے فون کرنے پر اس کے آدمی آ کر اسے لے جائیں گے اور میرے پاس سیل فون موجود ہے"...... عمران نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے کی مسلسل اور خاصی محتاط ڈرائیونگ کے بعد عمران نے ایک چٹان کی اوٹ میں جیپ روک دی۔

"اس سے آگے جیپ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہمیں پیدل آگے جانا ہوگا۔ تھیلے اٹھا لو"...... عمران نے کہا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اسے آن کیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"وکٹر بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پرنس بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"مسٹر وکٹر۔ آپ کی جیپ زوالو پہاڑی کے نیچے ایک چٹان کی اوٹ میں موجود ہے۔ آپ اسے واپس منگوا لیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے فون آف کر کے اسے واپس جیکٹ کی جیب میں رکھا اور پھر گلے میں لٹکی ہوئی دوربین کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس نے آنکھوں سے لگایا اور اس کی نظریں ماحول کو چیک کرنے لگیں۔ انتہائی طاقتور دوربین کی وجہ سے فاصلہ سمٹ گیا تھا اور اب ہر وہ پہاڑی جو عام نظروں سے بہت مبہم سی دکھائی دیتی تھی اب انتہائی واضح ہو کر نظر آ رہی تھی۔ عمران چہرہ گھما گھما کر منظر چیک کرتا رہا اور پھر اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے دوربین کی سائیڈ میں موجود ایک بٹن کو پریس کیا تو دوربین کا سپر زوم لینز کام کرنے لگا۔ اب وہ سپر زوم لینز کی مدد سے میلوں دور تک آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ اب اسے بالم پور کی پہاڑیاں واضح طور پر نظر آنے لگ گئی تھیں۔ اسے تین چوٹیوں والی پہاڑی کی تلاش تھی جس میں اس کی اطلاع

کے مطابق لیبارٹری تھی۔ پہاڑی چیک ہو گئی تو اس نے اس کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اس وقت جہاں وہ موجود تھا وہاں سے اس پہاڑی کا عقبی حصہ اس کے سامنے تھا۔ باقی حصے نظر نہ آ رہے تھے۔ وہ اس عقبی حصے کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک چونک پڑا۔ اسے عقبی طرف نیچے ایک سوراخ نظر آ رہا تھا جس میں سے ایک ویسٹ پائپ باہر کو نکلا ہوا تھا جس میں سے پانی نکل کر نیچے گر رہا تھا اور وہ سمجھ گیا کہ لیبارٹری کا استعمال شدہ پانی اس طرح باہر نکالا جا رہا ہے۔ سوراخ قدرے بڑا تھا لیکن اتنا بڑا نہیں تھا کہ اس میں سے کوئی آدمی اندر داخل ہو سکتا۔ عمران کی نظریں اوپر کو اٹھ گئیں اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے وہاں پہاڑی میں ایک کافی بڑا سوراخ دیکھا جو گول تھا اور اس میں کوئی پنکھے نما چیز گھومتی نظر آ رہی تھی اور عمران دوسرے لمحے سمجھ گیا کہ یہ سوراخ تازہ ہوا اندر کھینچنے کے لئے بنایا گیا ہے کیونکہ لیبارٹری کے لئے تازہ ہوا کی ہر وقت اشد ضرورت رہتی ہے۔ یہ سوراخ خاصا بڑا تھا لیکن اس میں ایئر سکنگ مشین موجود تھی جس کی وجہ سے کوئی انسان تو ایک طرف کوئی پرندہ بھی اندر داخل نہ ہو سکتا تھا۔ عمران کچھ دیر چیک کرتا رہا۔ پھر اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور گلے میں لٹکتی چھوڑ دی۔

''عمران صاحب۔ جائزے کا کوئی فائدہ ہوا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ جس پہاڑی کے اندر خفیہ لیبارٹری ہے وہاں کا جائزہ

لے رہا تھا۔ پہلے تو ہمیں وہاں پہنچنا ہے۔ باقی کام تو بعد میں ہوتے رہیں گے اس لئے آگے چلو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے تاکہ بلندی سے انہیں چیک نہ کیا جا سکے آگے بڑھتے رہے اور پھر ایک جگہ عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔

''خاور۔ وہ کریک تو ابھی تک سامنے نہیں آیا جس کا ذکر تم نے کیا تھا''...... عمران نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''عمران صاحب۔ ابھی دور ہے۔ ہم تھوڑا آگے بڑھ کر دائیں ہاتھ مڑیں گے تو وہ کریک آئے گا۔ میرا ویسے یہی خیال ہے کیونکہ عرصہ کافی گزر چکا ہے''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس قدر درست اندازہ لگا لینا قابل تعریف ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور کا چہرہ اپنی تعریف پر بے اختیار کھل اٹھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واقعی خاور کے اندازے کے مطابق ایک کریک کے دہانے پر پہنچ گئے۔ کریک خاصا بڑا تھا اور اس کی ہیئت بتا رہی تھی کہ اسے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

''یہ کریک ہمیں گاشری سے کافرستان پہنچا دے گا۔ اس کے بعد اصل معاملات سامنے آئیں گے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ٹارچیں بیگوں میں سے نکال لو''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود بھی اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک

چھوٹے سائز لیکن مخصوص ساخت کی ٹارچ نکال لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کریک میں داخل ہو گئے اور سب نے ٹارچیں آن کر دیں تو کریک میں خاصی روشنی پھیل گئی۔ وہاں جانوروں کی ہڈیاں جگہ جگہ بکھری پڑی تھیں۔ وہ آگے بڑھتے چلے گئے لیکن خاصا فاصلہ طے کرنے کے باوجود انہیں سانس لینے میں کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ کریک میں تازہ ہوا کی آمد و رفت کا نظام بہتر تھا ورنہ اب تک یا تو وہ بے ہوش ہو چکے ہوتے یا پھر انہیں مصنوعی سانس لینے کا بندوبست کرنا پڑتا لیکن چونکہ وہ آسانی سے سانس لے رہے تھے اور اس میں کوئی آلودگی بھی انہیں محسوس نہ ہو رہی تھی اس لئے وہ اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"یہ کریک تو شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتا چلا جا رہا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"تنویر کی آنت کہا کرو۔ ایک ہی بات ہے"...... عمران نے آہستہ سے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میرے بارے میں کوئی کمنٹس نہ دیا کرو ورنہ کسی روز واقعی میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے"...... تنویر نے غراتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا ہو گیا ہے تنویر تمہیں۔ مذاق کی باتوں پر بھی غصہ کرتے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"اسے بھی سمجھایا کرو۔ اس کا سارا مذاق میں اس کی ناک کے راستے نکال دوں گا"...... تنویر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے واہ۔ پھر تو ذہن ہلکا پھلکا ہو جائے گا۔ جیسے تمہارا ہے"...... عمران بھلا کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

"عمران صاحب۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ ایئر چیکنگ پہاڑی سے ہمیں چیک کیا جائے گا لیکن ابھی تک تو کسی نے چیک نہیں کیا"...... صفدر نے تنویر کے بولنے سے پہلے ہی بات کر دی تاکہ معاملات ٹھنڈے پڑ جائیں ورنہ اسے معلوم تھا کہ نہ تنویر نے پیچھے ہٹنا ہے اور نہ ہی عمران نے باز آنا ہے۔

"چیکنگ کافرستانی سائیڈ سے ہو گی۔ گاشری کو ہم سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ یہاں تو عام حالات جیسا کام ہو رہا ہو گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اگر اوپر سے ہمیں چیک کیا جا رہا ہو گا تو ہمارے لئے نقل و حرکت کرنی تو خاصا مشکل ہو جائے گی"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر ان تک ہمارے آنے کی اطلاعات پہنچ چکی ہوں گی تو وہاں سخت چیکنگ ہو گی اور اگر نہیں تو پھر وہاں بھی معمول کی ہی چیکنگ ہو گی۔ بہرحال حالات جیسے بھی ہوں ہم نے مشن تو مکمل کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب۔ ہم کریک کی دوسری سائیڈ پر پہنچنے والے

ہیں۔ دوسری طرف سے روشنی نظر آنے لگ گئی ہے''..... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسے ہی ہے''..... عمران نے جواب دیا ہی تھا کہ وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''رک جاؤ''..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔

''کیا ہوا عمران صاحب''..... تقریباً سب نے ہی سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے کسی انسان کی پرچھائیاں اس دوسرے دہانے پر نظر آئی ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر تو ہم پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گریں گے''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اب کیا واپس جایا جائے''..... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ واپسی کا لفظ زبان پر نہ آنے دیا کرو۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں ان کی طرف سے فائرنگ نہیں کی جائے گی بلکہ بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جائے گی اس لئے جیسے ہی تمہیں ناگوار بو محسوس ہو کوشش کرنا کہ فوری سانس روک لو''..... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ کریک کے دہانے کے باہر وہ مسلح افراد موجود ہوں گے اور ہم ان کے لئے بہترین نشانہ بن جائیں گے''..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بہرحال پہاڑی علاقہ ہے۔ چٹانوں کی اوٹ لی جا سکتی ہے۔ چلو اب بہت محتاط ہو کر چلنا ہے''..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ یکلخت دور سے سٹک سٹک کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''سانس روک لو اور تیز تیز چلو''..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا۔ اس کے قدموں میں تیزی آ گئی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ جلد از جلد کریک سے نہ نکلے تو بہرحال طویل وقت تک سانس نہیں روکا جا سکتا اور پھر وہی ہوا۔ وہ ابھی دہانے سے کافی فاصلے پر تھے کہ سب سے پہلے خاور نیچے گرا۔ پھر تو جیسے لائن لگ گئی۔ عمران ہونٹ بھینچے سانس روکے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا لیکن اس کا سینہ بھی اب پھٹنے کے قریب ہو چکا تھا اور پھر جس طرح غبارہ پھٹتا ہے اس طرح اس کے منہ سے بھی آواز نکلی اور دوسرے لمحے اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ شاید ہمیشہ کے لئے۔

ریتا اپنے آفس میں بیٹھی ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ریتا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ریتا بول رہی ہوں"...... ریتا نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شیکھر بول رہا ہوں میڈم"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات"...... ریتا نے کہا۔

"گاشری چیک پوسٹ سے اطلاع مل گئی ہے کہ ایک عورت اور پانچ مرد اس علاقے میں موجود ہیں اور وہ کراس کریک کی طرف بڑھ رہے ہیں"...... شیکھر نے کہا تو ریتا بے اختیار اچھل پڑی۔

"ایک عورت اور پانچ مرد کراس کریک کی طرف۔ یہ کراس کریک کیا ہے"...... ریتا نے کہا۔

"میڈم۔ گاشری والوں نے اطلاع دی کہ چھ افراد ایک بڑی جیپ کے ذریعے وہاں پہنچے ہیں اور جیپ روک کر وہ چھ افراد جن میں ایک عورت اور پانچ مرد شامل ہیں پشت پر بیگ لادے کراس کریک کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کراس کریک ایک طویل کریک ہے جس کا ایک سرا گاشری میں اور دوسرا سرا کافرستانی علاقے میں ہے"...... شیکھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اس ایریا کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی ہوئی ہیں اور وہ اس کریک کے ذریعے یہاں پہنچ رہے ہیں"...... ریتا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔ اب کیا حکم ہے"...... شیکھر نے کہا۔

"یہ دہانہ ہیڈکوارٹر سے کتنے فاصلے پر ہے"...... ریتا نے پوچھا۔

"آپ آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچ سکتی ہیں"...... شیکھر نے اس کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں خود پہنچ رہی ہوں۔ تم گاشری والوں کو کہہ دو کہ وہ ان لوگوں کی نقل و حرکت پر پوری نظر رکھیں اور جب وہ کریک میں داخل ہو جائیں پھر ہمیں فوری اطلاع دیں"...... ریتا نے کہا۔

"یس میڈم۔ میں نے پہلے ہی ان سے کہہ دیا ہے"...... شیکھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں آ رہی ہوں"...... ریتا نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی لیکن پھر اسی لمحے جھٹکے سے وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ

گئی اور اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ریتا بول رہی ہوں''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم حکم''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ڈرائیور سے کہو کہ جیپ تیار کرے۔ میں نے فوراً فیلڈ میں جانا ہے''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ریتا نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو ریتا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ریتا بول رہی ہوں''...... ریتا نے کہا۔

''جیپ تیار ہے میڈم''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اوکے۔ میں آ رہی ہوں''...... ریتا نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے اس طرف کو بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں لیبارٹری والی پہاڑی اور اس کے گرد پہاڑی علاقہ تھا۔ انہوں نے تمام چیکنگ اس طرف کر رکھی تھی کیونکہ بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کا ٹارگٹ یہی علاقہ بنتا

تھا اور اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں لازماً پہنچیں گے اور اب شیکھر کی رپورٹ کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی کریک کے ذریعے یہاں پہنچ رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ اس علاقے میں داخل ہوئی تو ایک چٹان کی اوٹ سے شیکھر نے نکل کر ہاتھ لہرایا تو ڈرائیور نے جیپ کا رخ شیکھر کی طرف موڑ دیا اور پھر جیپ شیکھر کے قریب جا کر رک گئی اور ریتا اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آئی۔

''کہاں ہے وہ کریک اور کیا وہ لوگ کریک میں موجود ہیں''۔ ریتا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''ادھر دائیں طرف وہ کریک میں موجود ہیں۔ آیئے میرے ساتھ''...... شیکھر نے کہا اور دائیں طرف کو مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک قدرتی کریک کے دہانے پر پہنچ گیا۔ وہاں پہلے سے دو مسلح افراد چٹانوں کی اوٹ لئے ہوئے تھے جو شیکھر اور ریتا کو دیکھ کر چٹانوں کی اوٹ سے باہر آ گئے۔

''کیسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس کے اندر ہیں''...... ریتا نے کہا۔

''گاشری سے اطلاع دی گئی ہے اور ہم نے خود بھی اندر چیکنگ یونٹ لگا دیا ہے۔ ادھر آئیں۔ یہاں چیکنگ یونٹ کا کنٹرولر ہے''...... شیکھر نے کہا اور پھر وہ ایک سائیڈ پر موجود اونچی چٹان کی طرف بڑھ گیا۔ چٹان کے پیچھے ایک سکرین موجود تھی جو روشن تھی

اور سکرین پر کریک کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا اور دور جگنو سے چمکتے نظر آ رہے تھے۔

"یہ لائٹس ہیں میڈم۔ جو اُدھر سے اِدھر دہانے کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ ابھی آپ ان کے ہیولے بھی دیکھ سکتی ہیں"...... شیکھر نے کہا اور ساتھ ہی مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے آدمی کو ہیولے دکھانے کا کہا تو اس آدمی نے سکرین کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا تو سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور پھر کریک کے اندر لائٹس مدھم ہو گئیں اور ہیولے چلتے ہوئے نظر آنے لگ گئے۔

"یہ چھ افراد کے ہیولے ہیں میڈم"...... شیکھر نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی یہی ہمارے مطلوب لوگ ہیں"...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اندر فائرنگ کی جائے یا میزائل مارے جائیں تاکہ یہ ہلاک ہو جائیں"...... شیکھر نے کہا۔

"یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اس لئے ضروری نہیں کہ سب ہلاک ہو جائیں۔ جو بچ جائیں گے وہ ہمارے لئے مسئلہ بن جائیں گے۔ ان سب کی موت اکٹھی اور یقینی ہونی چاہئے"...... ریتا نے کہا۔

"اس کی تو یہی صورت ہے کہ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی جائے تاکہ یہ بے ہوش ہو جائیں اور پھر انہیں اطمینان سے اور یقینی طور پر ہلاک کیا جا سکتا ہے"...... شیکھر نے کہا۔

"تمہارے پاس کون سی گیس کی گنیں ہیں"...... ریتا نے پوچھا۔

"دو قسم کی ہیں۔ ایک فوری اثر انداز ہے اور دوسری اثر پذیر ہونے میں کچھ وقت لیتی ہے"...... شیکھر نے جواب دیا۔

"کریک میں ہوا کی آمد و رفت جاری ہے اس لئے یہ یہاں تک پہنچ گئے ہیں ورنہ اب تک راستے میں ہی ڈھیر ہو چکے ہوتے اس لئے جو زیادہ طاقتور اور فوری اثر کرنے والی گیس ہے وہی اندر فائر کراؤ لیکن اس وقت جب یہ دہانے کے قریب آ جائیں"۔ ریتا نے کہا۔

"یس میڈم"...... شیکھر نے کہا اور پھر مڑ کر اس نے دہانے کے قریب موجود مسلح افراد میں سے ایک کو اپنی طرف اشارے سے بلایا تو دو میں سے ایک مسلح آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا شیکھر اور ریتا کے قریب پہنچ گیا۔

"یہ لو گیس پسٹل اور دہانے پر پہنچ جاؤ۔ جب میں اشارہ کروں تو تم نے دہانے کے اندر چار کیپسول فائر کرنے ہیں"...... شیکھر نے اپنی جیب سے ایک گیس پسٹل نکال کر اس آدمی کو دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے جواب دیا اور گیس پسٹل ہاتھ میں پکڑے وہ واپس کریک کے دہانے کی طرف مڑ گیا۔

"انہیں اندر جا کر ہلاک کرنا پڑے گا میڈم"...... شیکھر نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں اٹھا کر باہر لے آؤ اور یہاں ایک قطار میں لٹا کر میرے سامنے گولیوں سے اڑا دو۔ پھر میں ان کی لاشیں لے جا

کر کرنل جگدلیش کے سامنے رکھوں گی۔ وہ ان لوگوں سے بے حد متاثر ہیں تاکہ انہیں بھی معلوم ہو سکے کہ ایکشن ایجنسی کسی سے کم نہیں ہے''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیس میڈم''...... شیکھر نے جواب دیا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ کچھ دیر بعد اس نے مڑ کر زور سے ہاتھ ہلایا تو وہ آدمی جس کے ہاتھ میں گیس پسٹل تھا تیزی سے دہانے کے قریب ہوا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ اندر کر کے بار بار ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ سٹک سٹک کی آوازیں شیکھر اور ریتا کو بھی سنائی دیں۔ چار کیپسول فائر کرنے کے بعد اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔ اب شیکھر کے ساتھ ساتھ ریتا کی نظریں بھی سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں ہیولے آگے بڑھتے دکھائی دے رہے تھے۔

''اوہ۔ اثر شروع ہو گیا ہے''...... یکلخت ریتا نے چیخ کر کہا کیونکہ سکرین پر ایک آدمی گرتا دیکھا جا سکتا تھا۔ پھر گرنے والوں کی تعداد بڑھنے لگی اور آخر میں صرف ایک ہیولہ ابھی تک آگے بڑھ رہا تھا۔

''کہیں اس نے گیس ماسک تو نہیں پہن رکھا۔ اب تک تو اسے بے ہوش ہو جانا چاہئے تھا''...... ریتا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس وقت وہ آخری ہیولہ بھی بے ہوش ہو کر نیچے گر گیا۔

''یہ ہوئی نا بات۔ اب انہیں اٹھوا کر باہر لے آؤ تاکہ انہیں گولیاں ماری جا سکیں''...... ریتا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''گیس کے اثرات کریک سے ختم ہو جائیں تو پھر ہمارے آدمی انہیں اٹھا لائیں گے''...... شیکھر نے جواب دیا تو ریتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ریتا کی جیکٹ کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سنائی دی تو ریتا نے چونک کر جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکونسی چیک کی تو کال کرنے والا ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل جگدلیش تھا۔ ریتا نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل جگدلیش کالنگ۔ اوور''...... کرنل جگدلیش کی آواز سنائی دی۔

''لیس باس۔ ریتا بول رہی ہوں۔ اوور''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ریتا۔ تم کریک کے دہانے کے سامنے کیا کر رہی ہو۔ اوور''۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ریتا بے اختیار اچھل پڑی۔

''آپ کو کیسے معلوم ہوا باس۔ کیا آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ اوور''۔ ریتا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہارے ہیڈکوارٹر فون کیا تو بتایا گیا کہ تم اچانک جیپ لے کر ہیڈکوارٹر سے نکلی ہو جس پر میں پریشان ہو گیا۔ میں نے ایئر چیک یونٹ والوں کو کال کیا تو انہوں نے بتایا کہ تم شیکھر کے ساتھ کراس کریک کے دہانے کے قریب کافی دیر سے موجود ہو اور انہوں نے یہ بھی بتایا کہ گاشری کی طرف سے کال کر کے بتایا

گیا ہے کہ چھ افراد گاشری کی طرف سے اس کراس کریک کے دہانے میں داخل ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اطلاع درست ملی ہے اور تم ان کا خاتمہ کر دو گی۔ اوور''...... کرنل جگدیش نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ ہم نے کریک کے اندر بے ہوش کرنے والی گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے تاکہ انہیں اطمینان سے ہلاک کیا جا سکے۔ ابھی کریک میں گیس پھیلی ہوئی ہے جیسے ہی گیس کے اثرات ختم ہوں گے ہم انہیں کریک سے باہر نکال کر گولیوں سے بھون ڈالیں گے اور پھر ان کی لاشیں آپ کے سامنے پیش کریں گے۔ اوور''...... ریتا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے انہیں وہاں گولیاں نہیں مارنی۔ انہیں اٹھا کر اپنے ہیڈکوارٹر لے جاؤ اور وہاں بے ہوشی کے عالم میں انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دو۔ اوور''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''وہ کیوں باس۔ اس کی وجہ۔ اوور''...... ریتا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ ایئر چیک پوسٹ سے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی کارکردگی چیک کی جا رہی ہے۔ بے ہوش افراد کو گولیاں مارنے کی بات پریس میں آ جائے گی اور ایک مسئلہ کھڑا ہو جائے گا کہ بے ہوش افراد کو قانون کے حوالے کرنے کی بجائے گولیاں ماردی گئی ہیں اور تم سمجھ سکتی ہو کہ اس کے کیا نتائج نکلیں گے اس

لئے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ جو کچھ تم اور تمہاری ایجنسی کرتی رہتی ہے یا ہم کرتے رہتے ہیں وہ اعلیٰ حکام کے مطابق غیر قانونی ہوتا ہے اور ہم یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں نہیں مارا۔ یہ تو ہم پر حملہ کرتے ہوئے ڈیفنس میں مارے گئے ہیں۔ اب اگر تم نے ان کے سامنے بے ہوش افراد کو گولیاں مار دیں تو ہم بھی تمہاری سپورٹ نہ کر سکیں گے۔ یہ لوگ بے ہوش ہیں اور گیس سے بے ہوش افراد دس گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتے اس لئے انہیں وہاں مارنے کی بجائے ہیڈکوارٹر یا کسی اور خفیہ پوائنٹ پر لے جاؤ اور پھر بے ہوشی کے دوران ہی گولیوں سے اڑا دو۔ باقی مقابلے کی کہانیاں تو بنا لی جائیں گی۔ کم از کم ایئر فورس کے افراد گواہ تو نہ ہوں گے۔ اوور''...... کرنل جگدیش نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ یس۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے یہ رخ بھی دکھا دیا۔ میرے ذہن میں آج تک یہ پہلو آیا ہی نہیں۔ اوور''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تمہاری یہی بات مجھے پسند ہے کہ تم ضد نہیں کرتی اور درست بات کو فوراً مان لیتی ہو۔ اوور''...... کرنل جگدیش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے کہ آپ جو کچھ کرتے ہیں میری فیور میں کرتے ہیں۔ اب میں ان بے ہوش افراد کو کریک

سے نکال کر ہیڈکوارٹر لے جاؤں گی اور وہیں انہیں گولیاں مار کر پھر آپ کو اطلاع دوں گی۔ اوور''...... ریتا نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے تمہاری کال کا انتظار رہے گا اور ہاں۔ ایک بات اچھی طرح سن لو کہ انہیں یا ان میں سے کسی کو ہوش میں لانے کی غلطی نہ کرنا ورنہ یہ لوگ سچویشن تبدیل کرنے میں پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ بے ہوشی کے عالم میں ہی انہیں گولیاں مار دینا۔ اوور''۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

''ایسا ہی ہوگا سر۔ اوور''...... ریتا نے کہا تو دوسری طرف سے اوور اینڈ آل سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیکٹ کی جیب میں رکھا اور پھر شیکھر کی طرف مڑ گئی۔

''اب انہیں وہاں سے نکال کر جیپ میں ڈالو اور ہیڈکوارٹر پہنچا دو۔ میں وہاں جا رہی ہوں''...... ریتا نے شیکھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس میڈم۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی''۔ شیکھر نے جواب دیا تو ریتا مڑی اور جیپ میں سوار ہوگئی۔

''واپس ہیڈکوارٹر چلو''...... ریتا نے ڈرائیور سے کہا۔

''یس میڈم''...... ڈرائیور نے کہا اور جیپ کو سٹارٹ کر کے آگے لے جا کر موڑا اور پھر اسے بھگاتا ہوا ہیڈکوارٹر کی طرف لے گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ہیڈکوارٹر پہنچ چکا تھا جو ایک ریسٹ ہاؤس میں بنایا گیا تھا۔ ہیڈکوارٹر انچارج موہن تھا۔ ریتا نے جیپ

سے اتر کر موہن کو بلوایا۔ چند لمحوں بعد موہن وہاں پہنچ گیا۔

''موہن۔ شیکھر چھ بے ہوش افراد کو لا رہا ہے۔ انہیں بڑے ہال میں ڈلوا دینا اور پھر مجھے آفس میں اطلاع دینا۔ میں کرنل جگدیش صاحب کو یہاں بلوا کر ان کے ہاتھوں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرانا چاہتی ہوں اور ہاں۔ جب تک کرنل جگدیش نہ آئے ان بے ہوش افراد کو ہوش نہیں آنا چاہئے۔ اس بات کا مکمل طور پر خیال رکھنا۔ کرنل صاحب کو دارالحکومت سے یہاں ہیلی کاپٹر پر آنے کے باوجود دو تین گھنٹے لگ سکتے ہیں''...... ریتا نے کہا۔

''یس میڈم۔ میں ان سب کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیتا ہوں تاکہ ان کے ہوش میں آنے کا سرے سے خطرہ ہی دور ہو جائے''۔ موہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ یہ بہتر رہے گا''...... ریتا نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اپنے آفس کی طرف بڑھ گئی۔ وہ اب پوری طرح مطمئن تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا باب اب ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا۔

ڈاکٹر اعظم اپنے کمرے میں ایزی چیئر پر نیم دراز آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے یہاں آئے ہوئے ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا لیکن وہ یہاں کے ماحول سے ایک بار پھر سخت بور ہو چکا تھا۔ دراصل یہاں پوری لیبارٹری میں انتہائی سخت قوانین نافذ تھے۔ ڈاکٹر شنکر جو لیبارٹری انچارج تھا انتہائی خشک مزاج کا بوڑھا آدمی تھا۔ پوری لیبارٹری میں ایک بھی عورت یا لڑکی کسی بھی حیثیت سے موجود نہ تھی۔ تمام سٹاف جس میں کھانا پکانے والے، سرو کرنے والے بھی شامل تھے ادھیڑ عمر افراد تھے اور ڈاکٹر اعظم جو رنگین مزاج آدمی تھا اس ماحول میں زیادہ دیر خوش نہ رہ سکتا تھا لیکن اب مجبوری یہ تھی کہ بقول ایکشن ایجنسی کی چیف ریتا کے اسے دارالحکومت میں ہلاک کیا جا سکتا تھا اور دشمن ایجنٹوں کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ ڈاکٹر جیکب کے روپ میں ہے۔ اسے کہا گیا تھا کہ فارمولا بچانے

کے لئے اسے حکومت کے کارندے خود بھی ہلاک کر سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں وہ بالم پور لیبارٹری میں شفٹ ہو جائے۔ اس وقت تک جب تک کہ ہر قسم کا خطرہ دور نہ ہو جائے۔

چنانچہ مجبوراً اسے ریتا کی بات ماننی پڑی اور وہ یہاں بالم پور واپس آ گیا تھا لیکن یہاں اس کا دل نہ لگ رہا تھا۔ اس نے بے حد کوشش کی تھی کہ کسی طرح اس کا دل یہاں لگ جائے لیکن روز بروز بوریت بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت آرام کرسی پر نیم دراز آنکھیں بند کئے وہ اسی سوچ میں غرق تھا کہ کس طرح اس قید خانے سے نجات حاصل کی جائے۔ اسے اب اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ لالچ میں آ کر فارمولے پر خود کام کرنے کی حامی بھر لی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ پیسہ کما سکے ورنہ فارمولا فروخت کر کے خود ایکریمیا میں سیٹل ہو جاتا اور فارمولے کے عوض ملنے والی بھاری دولت سے عیش کرتا لیکن اب کیا کیا جا سکتا تھا۔ اب تو وہ بری طرح پھنس چکا تھا۔ فارمولا بھی اب اس کے پاس نہیں تھا بلکہ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر شنکر کی تحویل میں تھا اور اس پر کام بھی ڈاکٹر شنکر اور اس کا سٹاف کر رہا تھا جس میں ڈاکٹر اعظم بھی شامل تھا۔

ویسے ڈاکٹر شنکر اور اس کا سٹاف ڈاکٹر اعظم کی قابلیت کا قائل تھا اور سرعام وہ اس کا اعتراف بھی کرتے تھے لیکن صرف تعریف سے ڈاکٹر اعظم کی بوریت دور نہ ہو سکتی تھی۔ وہ اسی سوچ میں غرق

تھا کہ اسے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو اس نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار سیدھا ہو گیا کیونکہ کمرے میں آنے والا ڈاکٹر شنکر کا نائب ڈاکٹر شاستری تھا۔ ڈاکٹر شاستری بھی ڈاکٹر اعظم کی طرح رنگین مزاج آدمی تھا اس لئے اس کی ڈاکٹر اعظم کے ساتھ قدرتی طور پر ذہنی ہم آہنگی سی پیدا ہو گئی تھی۔

''ڈاکٹر شاستری تم۔ آؤ بیٹھو''...... ڈاکٹر اعظم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''میں بور ہو رہا تھا تو میں نے سوچا کہ تم سے گپ شپ کی جائے''...... ڈاکٹر شاستری نے مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میں تو مر جانے کی حد تک بور ہو رہا ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ سیر سپاٹے کروں۔ خوبصورت لڑکیوں کے ساتھ گپ شپ کی جائے۔ پوری دنیا میں گھوما پھرا جائے لیکن میں یہاں بور ماحول میں قید ہو کر رہ گیا ہوں''...... ڈاکٹر اعظم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر جیکب۔ بغیر دولت کے تم صرف خواب تو دیکھ سکتے ہو لیکن حقیقت میں کچھ نہیں کر سکتے۔ جو کچھ کرنے کے لئے تم کہہ رہے ہو اس کے لئے دولت چاہئے، بھاری دولت۔ اس لئے ہماری زندگی تو یہیں گیسیں سونگھتے ہوئے گزر جائے گی''...... ڈاکٹر

شاستری نے کہا تو ڈاکٹر اعظم بے اختیار ہنس پڑا۔

''ڈاکٹر شاستری تمہارا کیا خیال ہے کہ میں عام سائنس دان ہوں جو تنخواہ یا ماہوار معاوضہ پر گزارا کرتا رہوں۔ میرے اکاؤنٹ میں دس بلین ڈالرز موجود ہیں''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو ڈاکٹر شاستری بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا اور آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔

''تم۔ تم یقیناً مذاق کر رہے ہو''...... ڈاکٹر شاستری نے رک رک کر کہا۔

''نہیں ڈاکٹر۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''تو پھر تم یہاں کیوں جھک مار رہے ہو۔ وجہ۔ جاؤ جا کر عیش کرو''...... ڈاکٹر شاستری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سنو ڈاکٹر شاستری۔ یہ رقم یہاں کافرستان میں نہیں بلکہ ایکریمیا میں ہے اور مجھے یہاں انہوں نے پابند کر رکھا ہے۔ اگر مجھے دارالحکومت تک جانے کی اجازت مل جائے تو وہاں میرا اکاؤنٹ ہے جس میں دوملین ڈالرز موجود ہیں۔ ہم نکل کر عیش کر سکتے ہیں''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''ہم سے کیا مطلب''...... ڈاکٹر شاستری نے چونک کر کہا۔

''تم اور میں۔ سنو ڈاکٹر شاستری۔ اگر تم مجھے ڈاکٹر شنکر سے ایک ہفتے کی چھٹی دلوا دو تو میں تمہیں ایک لاکھ ڈالرز دے سکتا

ہوں۔ اس ایک ہفتے میں ہم اتنی عیش کر لیں گے کہ پھر ایک دو ماہ یہاں آسانی سے گزار لیں گے ورنہ اس ماحول میں میرا دم گھٹ جائے گا۔ میں مر جاؤں گا''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''ایک لاکھ ڈالرز تم مجھے دو گے''...... ڈاکٹر شاستری اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے اثرات تھے جیسے اسے اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''ہاں۔ نقد ایک لاکھ ڈالرز''...... ڈاکٹر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ سنو۔ تمہارا کام ہو سکتا ہے بشرطیکہ تم تھوڑی سی رقم مزید خرچ کرو''...... ڈاکٹر شاستری نے کہا۔

''کیسے۔ کیا مطلب''...... ڈاکٹر اعظم نے چونک کر پوچھا۔

''ڈاکٹر شنکر کی بیٹی کی اگلے ماہ شادی ہے اور اس کے پاس اخراجات کے لئے رقم نہیں ہے۔ وہ بے حد پریشان ہے۔ اس نے وزارت سائنس میں درخواست دی کہ اسے ایڈوانس دیا جائے لیکن درخواست منظور نہ ہوئی تو اس نے بینک سے ادھار لینے کی کوشش کی لیکن اس کے پاس ایسی کوئی جائیداد نہ تھی جس کے عوض رقم ملتی اس لئے وہ ان دنوں بے حد پریشان ہے۔ اگر تم ایک لاکھ ڈالرز اسے دے دو تو وہ خاموشی سے تمہیں رخصت دے دے گا اور ہم دارالحکومت جا کر خوب عیش کریں گے''...... ڈاکٹر شاستری نے کہا۔

''لیکن یہاں میرے پاس تو رقم نہیں ہے۔ دارالحکومت جا کر

ہی بینک سے نکلوا سکتا ہوں''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''ڈاکٹر شنکر کو مجھ پر اعتماد ہے۔ میں تم سے رقم لے کر دارالحکومت میں اس کے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرا دوں گا۔ کیا تم تیار ہو۔ میں بات کروں''...... ڈاکٹر شاستری نے کہا تو ڈاکٹر اعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ تو ہر صورت اس گھٹے ہوئے ماحول سے نکلنا چاہتا تھا۔

''میں بات کرنے جا رہا ہوں''...... ڈاکٹر شاستری نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا تو ڈاکٹر اعظم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسے صرف اس گھٹے ہوئے ماحول سے نکلنے کے لئے دو لاکھ ڈالرز خرچ کرنے پڑ رہے تھے لیکن اس کے باوجود اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ معمولی قیمت دے کر اس قید خانے سے آزادی حاصل کر رہا ہے۔ اس نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں اور پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا کہ دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو ڈاکٹر شاستری مسکراتا ہوا اندر داخل ہو رہا تھا۔

''کیا ہوا۔ مان گئے ڈاکٹر شنکر''...... ڈاکٹر اعظم نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''وہ تم سے تفصیل سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ تم میرے ساتھ ان کے آفس میں چلو۔ ویسے بے فکر رہو۔ وہ تقریباً مان گئے ہیں۔ میں نے کہا تھا نا کہ وہ اس وقت شدید ضرورت مند ہیں''...... ڈاکٹر

شاستری نے کہا۔

''تو پھر مزید کیا بات کرنا چاہتے ہیں''...... ڈاکٹر اعظم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تم آؤ تو سہی۔ بہرحال وہ لیبارٹری انچارج ہیں۔ انہیں کچھ سوچنا تو پڑے گا ہی''...... ڈاکٹر شاستری نے کہا تو ڈاکٹر اعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ڈاکٹر شنکر کے آفس میں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر شنکر وہاں موجود نہ تھے۔

''تم بیٹھو۔ میں انہیں تمہاری آمد کی اطلاع کرتا ہوں''۔ ڈاکٹر شاستری نے کہا اور واپس مڑ گیا جبکہ ڈاکٹر اعظم وہیں کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بوڑھا ڈاکٹر شنکر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ڈاکٹر شاستری تھا۔ ڈاکٹر اعظم احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھیں ڈاکٹر جیکب''...... ڈاکٹر شنکر نے ڈاکٹر اعظم سے کہا اور خود اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر اعظم کے ساتھ ڈاکٹر شاستری بھی بیٹھ گیا۔

''مجھے ڈاکٹر شاستری نے تفصیل بتا دی ہے اور مجھے رقم کی بھی اشد ضرورت ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کسی بھی وقت پاکیشیائی ایجنٹس اس علاقے میں آ سکتے ہیں اس لئے کم از کم ایک ماہ تک ہم لیبارٹری کو نہیں کھول سکتے''...... ڈاکٹر شنکر نے کہا۔

''ڈاکٹر شنکر۔ آپ لیبارٹری کا خفیہ راستہ کھول کر ہمیں باہر بھجوا سکتے ہیں۔ میں کئی بار اس راستے سے جا چکا ہوں۔ مجھے تمام

راستوں کا علم ہے۔ ہم آسانی سے بالم پور ٹاؤن پہنچ کر آگے دارالحکومت جا سکتے ہیں اور کسی کو شک بھی نہیں ہو گا اور ہم صرف دس روز گزار کر اسی خفیہ راستے سے واپس آ جائیں گے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی اور آپ اور ڈاکٹر جیکب دونوں کا اور میرا یعنی ہم تینوں کا کام بھی ہو جائے گا''...... ڈاکٹر ساستری نے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن اگر آپ پکڑے گئے تو پھر''...... ڈاکٹر شنکر نے کہا۔

''تو تمام تر ذمہ داری ہماری۔ آپ کی نہیں۔ یہ میرا وعدہ''۔ ڈاکٹر شاستری نے کہا۔

''آپ کیا کہتے ہیں ڈاکٹر جیکب''...... ڈاکٹر شنکر نے ڈاکٹر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جو کچھ ڈاکٹر شاستری کہہ رہے ہیں وہ مجھے قبول ہے۔ صرف درخواست ہے کہ پندرہ دن کی آزادی دی جائے''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''ٹھیک ہے تو میں آپ دونوں کو خفیہ راستے سے باہر نکال دیتا ہوں اور ہاں۔ یہ سن لو کہ بات اگر آپ کے آنے سے پہلے کھل گئی تو ساری ذمہ داری تمہاری ہو گی۔ میری نہیں''...... ڈاکٹر شنکر نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں''...... ڈاکٹر شاستری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آیئے میرے ساتھ''...... ڈاکٹر شنکر نے اٹھتے

ہوئے کہا۔

''اس قدر جلدی نہیں۔ ہم نے اپنے کمروں سے ضروری سامان اور رقم بھی لینی ہے''...... ڈاکٹر اعظم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تو میں وہاں جا رہا ہوں کیونکہ اس کے بعد میں بے حد مصروف ہو جاؤں گا۔ آپ ڈاکٹر شاستری کے ساتھ وہاں آ جائیں''۔ ڈاکٹر شنکر نے کہا اور دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران کے تاریک ذہن پر روشنی کے نقطے اس طرح جگہ جگہ روشن ہونے اور بجھنے لگے جیسے برسات کی رات میں جھاڑیوں پر جگنو چمکتے ہیں۔ پھر یہ نقطے اکٹھے ہو کر پھیلنے شروع ہو گئے اور آہستہ آہستہ اس کا تاریک ذہن روشن ہوتا چلا گیا لیکن کچھ دیر تک تو اس کا ذہن ماؤف سا رہا۔ پھر یکلخت ایک ہلکے سے جھٹکے سے اس کی نہ صرف آنکھیں کھل گئیں بلکہ وہ لاشعوری طور پر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پہلے پہل تو اسے کچھ یاد نہ آیا لیکن پھر جیسے فلم چل پڑتی ہے اس طرح بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام واقعات کے مناظر اس کے ذہن پر ابھرنے لگے۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ جیپ پر گاشری کے مخصوص علاقے میں پہنچے اور پھر وہاں سے وہ کراس کریک میں داخل ہو کر کافرستان پہنچنا چاہتے تھے کہ اچانک اسے دوسری طرف دہانے پر انسانوں کی پرچھائیاں سی

نظر آئیں اور پھر وہاں سٹک سٹک کی آوازیں سنائی دیں اور اس
کے ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا تھا لیکن پھر اس کے ساتھی
ایک ایک کر کے گرتے چلے گئے۔ آخر میں عمران کے ذہن پر بھی
سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی تھی۔ اس کے بعد اب وہ ہوش میں آیا تو
اس کے ذہن نے یہاں کے ماحول کو قبول کرنا شروع کر دیا تھا۔
اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے کمرے کے فرش پر موجود ہے۔ اس
کے سارے ساتھی ایک قطار کی صورت میں وہاں بے ہوش پڑے
ہوئے ہیں۔ کمرے کی عقبی دیوار کے ساتھ دو کرسیاں پڑی ہوئی
تھیں۔ باقی پورا کمرہ خالی تھا۔

"یہ مجھے گیس کے اثرات کے بعد اتنی جلدی ہوش کیسے آ گیا۔
اگر وقت گزرنے کی وجہ سے ہوش آتا تو سارے ساتھیوں کو ہوش آ
جاتا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے جیبوں میں ہاتھ ڈالے لیکن جیبیں خالی تھیں۔ جیبوں سے سب
کچھ نکال لیا گیا تھا۔ ابھی عمران سوچ ہی رہا تھا کہ یہ سب کیسے ہوا
انہیں ہلاک کرنے کی بجائے صرف بے ہوش کر کے یہاں اس
حالت میں کیوں رکھا گیا ہے۔ نہ انہیں باندھا گیا ہے اور نہ ہی کسی
راڈز والی کرسی پر جکڑا گیا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے بند
دروازے کی دوسری طرف سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ
آواز دروازے کے بالکل قریب تھیں۔ قدموں کی آوازوں سے لگتا
تھا کہ آنے والے تین افراد ہیں۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ وہ اچھل

کر دروازے کے قریب جا کھڑا ہو اور اندر داخل ہونے والوں پر
حملہ کر دے لیکن دوسرے لمحے اس نے یہ ارادہ ترک کر دیا کیونکہ
آنے والے تین افراد تھے اور ظاہر ہے تینوں مسلح ہوں گے جبکہ اس
کے ساتھی بدستور بے ہوش پڑے ہوئے تھے اس لئے وہ تیزی سے
واپس لیٹ گیا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران
نے اپنی نیم باز آنکھوں سے دیکھا کہ کمرے میں ایک عورت داخل
ہوئی ہے۔ اس نے ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے
ایک آدمی تھا جس کے کاندھے پر مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"انہیں ہوش تو نہیں آیا موہن"...... لڑکی نے اندر داخل ہو کر
غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا تو عمران فوراً
پہچان گیا کہ یہ ریتا ہے۔ وہی ریتا جس سے اس کی ملاقات نواب
احمد خان کی بیٹی رفعت جہاں کی فرینڈ کے طور پر ہوئی تھی اور جس
کے بارے میں بعد میں ناٹران نے بتایا کہ وہ ایکشن ایجنسی کی
چیف ہے۔

"میڈم۔ میں نے آپ کی اجازت کے بعد انہیں طویل بے
ہوشی کے انجکشن لگا دیئے ہیں"...... موہن نے جواب دیا تو عمران
دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت پر شکر ادا کرنے لگا
کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بے ہوش کر دینے والی گیس کا سرکٹ طویل
بے ہوش کرنے والی دوا انجکیٹ ہونے سے کافی حد تک کمزور
ہو جاتا ہے ورنہ عام حالات میں بے ہوش کر دینے والی گیس

کا سرکٹ بارہ تیرہ گھنٹوں کے بعد ہی ختم ہوتا ہے لیکن اگر اس دوران گیس سے بے ہوش آدمی کو طویل بے ہوشی کی دوا انجیکٹ کر دی جائے تو یہ سرکٹ چند گھنٹوں بعد ہی ختم ہو جاتا ہے اور کچھ اس طویل بے ہوش کر دینے والی دوا کا انجکشن لگنے سے اور کچھ اس کی ذہنی مشقوں نے مل کر اسے جلد ہوش دلا دیا تھا۔

”کرنل جگدیش ایک گھنٹے کے اندر پہنچنے والے ہیں۔ جیسے ہی ان کا ہیلی کاپٹر یہاں اترے تم نے یہاں پہنچ کر پوزیشن سنبھال لینی ہے۔ میں کرنل جگدیش کے ساتھ یہاں آؤں گی۔ پھر کرنل جگدیش اپنے ہاتھوں سے ان سب کا خاتمہ کریں گے اور ان کی لاشیں ہیلی کاپٹر پر لاد کر پرائم منسٹر کے سامنے پیش کریں گے۔ کرنل جگدیش کے آنے تک انہیں کسی صورت ہوش نہیں آنا چاہئے۔ میں بھی یہی چیک کرنے آئی تھی“...... ریتا نے موہن سے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں میڈم۔ یہ چار پانچ گھنٹے سے پہلے کسی صورت ہوش میں نہیں آ سکتے۔ ہاں۔ اگر میں انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن نہ لگاتا تو شاید یہ ہوش میں آ جاتے۔ لیکن اب ایسا نہیں ہوگا“...... موہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“...... ریتا نے کہا اور ایک گہری نظر عمران سمیت سب پر ڈال کر وہ مڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے پیچھے ہی موہن کمرے سے باہر نکل گیا اور کمرے کا دروازہ بند ہو گیا تو عمران اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا۔ اسے پانی

کی تلاش تھی تا کہ اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لا سکے اور پھر اسے کمرے کے کونے میں باتھ روم کا دروازہ نظر آ گیا تو اس کی آنکھوں میں موجود چمک تیز ہو گئی۔ وہ اٹھ کر تیزی سے پہلے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اندر سے دروازہ لاک کر دیا اور پھر مڑ کر وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک جگ اٹھایا اور اس کو دھو کر اس میں پانی بھرا اور پھر باہر آ کر اس نے باری باری سب ساتھیوں کے حلق میں پانی اتارا اور آخر میں جولیا کے حلق سے نیچے پانی اتار کر اس نے جگ کو واپس باتھ روم میں رکھ دیا۔ اب اس کی نظریں اپنے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے سب ساتھیوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔

”ہوش میں آؤ۔ ہوش میں آؤ جلدی۔ خطرہ ہے“...... عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا تا کہ اس کی آواز دروازے سے باہر نہ سنائی دے سکے اور پھر خطرے کے لفظ نے ان سب کے اعصاب کو دھچکا پہنچایا اور وہ سب ایک ایک کر کے جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئے لیکن ان کے بولنے سے پہلے عمران نے انہیں اپنے ہوش میں آنے سے لے کر ریتا اور موہن کے اندر آنے اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنا دی تا کہ ان کے ذہن مطمئن ہو سکیں اور وہ سوالات کے چکروں میں نہ پڑیں۔

”عمران صاحب۔ ہماری جیبیں تو خالی ہیں“...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارا تمام اسلحہ اور دیگر چیزیں نکال لی گئی ہیں اور یہیں کسی کمرے میں پڑی ہوں گی۔ بہرحال ہم نے کرنل جگدیش کے آنے سے پہلے یہاں اس انداز میں کنٹرول کرنا ہے کہ ریتا کو آخری لمحے تک علم نہ ہو سکے''...... عمران نے کہا۔

''کیوں وجہ۔ اسے کیوں خبر نہ ہو''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ کرنل جگدیش کو اطلاع مل گئی تو وہ ہیلی کاپٹر راستے سے ہی واپس لے جائے گا جبکہ کرنل جگدیش کو کور کر کے ہم لیبارٹری سے نہ صرف فارمولا واپس لا سکتے ہیں بلکہ ڈاکٹر اعظم کو بھی واپس لے جا سکتے ہیں اور ہمیں یہاں سے نکلنے کے لئے ملٹری انٹیلی جنس کا ہیلی کاپٹر بھی میسر ہو جائے گا''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ اس جگہ معلوم نہیں کتنے تربیت یافتہ افراد موجود ہوں گے اور ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اور اگر ہو بھی تو لامحالہ یہ پہاڑی علاقہ ہے یہاں فائرنگ کی آوازیں گونج اٹھیں گی اس لئے یہاں مکمل کنٹرول کرنے کے لئے پہلے اس ریتا کو کور کرنا ضروری ہے اس کے بعد کرنل جگدیش کو بھی کور کیا جا سکتا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ عارضی ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے اس لئے یہاں زیادہ آدمی نہیں ہوں گے انہیں آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے۔ میں ریتا کو آخری

لمحے تک بے خبر رکھنا چاہتا ہوں ورنہ وہ کسی بھی جدید ترین کاشنز سے کرنل جگدیش کو کاشن دے سکتی ہے اور کرنل جگدیش ہماری تحویل میں آ جائے تو سمجھو کہ ہم انتہائی آسانی سے یقینی طور پر اپنا مشن جلد از جلد مکمل کر سکتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''او کے۔ آؤ چلو''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ سب بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ریتا اپنے آفس میں بیٹھی شراب کی چسکیاں لے لے کر پینے
میں مصروف تھی۔ اسے کرنل جگدیش کا انتظار تھا۔ کرنل جگدیش کو
اس نے اہمیت اس لئے دی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر کرنل
جگدیش نے اس کی سرپرستی جاری رکھی تو وہ بے حد ترقی کر سکتی ہے
اور ایک وقت آئے گا جب اس کی ایجنسی کا ڈنکا پوری دنیا میں بج
رہا ہو گا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور
عمران کی پوری دنیا میں اہمیت ہے اور جب یہ بات سامنے آئے
گی کہ جس کا پوری دنیا کے ایجنٹس اور مجرم مل کر بھی بال بیکا نہ کر
سکے وہ ریتا کے ہاتھوں مارے گئے ہیں تو اس کی اور اس کی ایجنسی
کی شہرت پوری دنیا میں پھیل جائے گی۔ ویسے عمران اور اس کے
ساتھیوں کو جس طرح اس نے بے بس کر دیا تھا اس سے اس کا
ذہن واقعی ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا۔

وہ چاہتی تو خود ہی مشین پسٹل کے ذریعے چند لمحوں میں عمران
اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر سکتی تھی لیکن اس نے کرنل جگدیش
کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے یہ اعزاز انہیں دینے کا فیصلہ کر لیا
تھا اور کرنل جگدیش بھی فوراً اس پر تیار ہو گئے تھے۔ وہ کب کے
یہاں پہنچ چکے ہوتے لیکن انہیں پرائم منسٹر ہاؤس سے کال کر لیا گیا
تھا اور اب وہ وہاں سے میٹنگ ختم کر کے اپنے ملٹری انٹیلی جنس
ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں بالم پور پہنچ رہے تھے۔ ان کے کہنے پر
ہی وہ جا کر موہن کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کر
آئی تھی اور وہ سب بے بدستور بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"ان کا شور تو بہت سنا تھا لیکن یہ لوگ جس آسانی سے ہاتھ
آئے ہیں اس پر یقین نہیں آتا۔ شاید یہ لوگ اپنے بارے میں
پروپیگنڈہ کرنے کے ماہر ہیں"...... ریتا نے شراب کی چسکی لیتے
ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اسی لمحے میز پر موجود ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو
ریتا نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کو آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل جگدیش کالنگ۔ اوور"...... کرنل جگدیش کی
آواز سنائی دی۔ اس کے پس منظر میں جو مخصوص شور تھا اس سے
صاف پتہ چلتا تھا کہ کرنل جگدیش کال کرتے وقت ہیلی کاپٹر میں
سوار ہیں۔

"یس سر۔ ریتا اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ریتا نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''کیا پوزیشن ہے عمران اور اس کے ساتھیوں کی۔ اوور''۔ کرنل جگدیش نے پوچھا۔

''سر۔ میں نے خود جا کر ان کی پوزیشن دیکھی ہے۔ وہ سب مسلسل بے ہوش اور بے بس پڑے ہوئے ہیں۔ میرے آدمی نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے ہیں تاکہ ان کے جلدی ہوش میں آنے کا کوئی سکوپ باقی نہ رہے۔ اوور''...... ریتا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں اس وقت راستے میں ہوں اور نصف گھنٹہ مجھے لگ جائے گا۔ اوور''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''میں آپ کا شدت سے انتظار کر رہی ہوں سر۔ اوور''...... ریتا نے جواب دیا۔

''میں پہنچ رہا ہوں۔ اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... کرنل جگدیش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریتا نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس میز پر رکھ دیا۔

''آدھا گھنٹہ اور انتظار کرنا پڑے گا''...... ریتا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ریتا بول رہی ہوں''...... ریتا نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''پانڈے بول رہا ہوں میڈم۔ بالم پور سے''...... دوسری طرف

سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ریتا بے اختیار چونک پڑی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... ریتا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میڈم۔ ڈاکٹر جیکب اپنے ایک ساتھی سائنس دان کے ساتھ بالم پور میں دیکھا جا رہا ہے۔ وہ شاید کہیں سے پیدل چل کر آئے ہیں اس لئے بے پناہ تھکے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ وہ یہاں کے ایک ہوٹل میں کمرہ لے کر رہ رہے ہیں اور ان دونوں نے دارالحکومت کے لئے بکنگ بھی کرا لی ہے اور وہ شاید دو گھنٹے بعد دارالحکومت جانے والی بس میں سوار ہو جائیں گے''...... پانڈے نے کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو۔ ڈاکٹر جیکب تو لیبارٹری میں ہیں۔ وہ تو باہر نکل ہی نہیں سکتے۔ پھر وہ بالم پور کیسے پہنچ گئے''...... ریتا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں میڈم۔ انہیں لیبارٹری پہنچانے والوں میں سے ایک میں بھی شامل تھا۔ پھر انہیں جن سائنس دانوں نے وصول کیا تھا ان میں وہ سائنس دان بھی تھے جو اس وقت ڈاکٹر جیکب کے ساتھ ہیں۔ میں دھوکہ نہیں کھا سکتا اور میں نے ہی انہیں چیک کیا ہے۔ میں ایک ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا کہ وہ دونوں ہوٹل میں داخل ہوئے۔ وہ دونوں بے حد تھکے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ بڑی مشکل سے قدم اٹھا رہے تھے۔ پھر انہوں نے ایک کمرہ ہائر کیا اور ساتھ ہی کاؤنٹر والے سے کہا کہ وہ دارالحکومت جانا چاہتے ہیں اس لئے دو تین گھنٹوں کے بعد جو بس جا رہی ہو اس میں

بکنگ کرا دیں"...... پانڈے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس وقت وہ ہوٹل میں ہی ہیں"...... ریتا نے پوچھا۔

"یس میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بالم پور میں ہمارے کتنے آدمی ہیں"...... ریتا نے پوچھا۔

"چار ہیں میڈم۔ میں ان کا انچارج ہوں"...... دوسری طرف سے پانڈے نے جواب دیا۔

"تم حکم سنو۔ دونوں سائنس دانوں کو گرفتار کر کے جیپ پر یہاں ہیڈکوارٹر لے آؤ۔ دونوں کو چاہے انہیں بے ہوش کیوں نہ کرنا پڑے۔ تم ٹرانسمیٹر اپنی جیب میں رکھنا تاکہ اس پر تم سے مزید بات چیت ہو سکے"...... ریتا نے کہا۔

"یس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ریتا نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ لیبارٹری نمبر فائیو"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر شنکر سے بات کرائیں۔ میں ریتا بول رہی ہوں چیف آف ایکشن ایجنسی"...... ریتا نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر شنکر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر شنکر کی

مخصوص آواز سنائی دی۔

"ریتا بول رہی ہوں ڈاکٹر صاحب۔ آپ کے پاس ڈاکٹر جیکب کو بھجوایا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ اسے کسی صورت میں لیبارٹری سے باہر نہ جانے دینا"...... ریتا نے تیز اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہی ہیں۔ کیا آپ جانتی نہیں کہ مجھ سے پرائم منسٹر اور صدر صاحب بھی اس لہجے میں بات نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر جیکب اپنے کمرے میں ہو گا۔ اب میں نے اسے ہتھکڑیاں ڈال کر کسی قید خانے میں تو نہیں رکھا ہوا"۔ ڈاکٹر شنکر نے بھی غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"سوری ڈاکٹر۔ دراصل مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر جیکب ایک دوسرے سائنس دان کے ساتھ بالم پور قصبے کے ایک ہوٹل میں موجود ہیں جس کا مجھے یقین نہیں آ رہا تھا اس لئے میرے لہجے میں تیزی آ گئی تھی۔ ڈاکٹر جیکب لیبارٹری میں موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے غلط اطلاع دی گئی ہو"...... ریتا نے اس بار معذرت کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر شنکر واقعی کافرستان کے سینئر سائنس دان ہیں اور میزائل ٹیکنالوجی میں اتھارٹی ہیں اس لئے ان کی اعلیٰ حکام میں بھی بے حد عزت ہے۔

"میں معلوم کراتا ہوں۔ آپ دس منٹ بعد دوبارہ فون کر لیں"...... ڈاکٹر شنکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریتا نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"پانڈے غلط نہیں کہہ سکتا۔ پھر یہ کیا چکر ہو سکتا ہے"...... ریتا نے سامنے رکھا ہوا شراب کا گلاس اٹھا کر چسکی لیتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو ریتا نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس پر موجود فریکونسی دیکھی تو وہ چونک پڑی۔ وہ سمجھی تھی کہ ڈاکٹر شنکر کی کال ہو گی لیکن کال پانڈے کی طرف سے تھی۔ ریتا نے بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ پانڈے کالنگ۔ اوور"...... پانڈے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ریتا اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ریتا نے کہا۔

"میڈم۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ ہم ڈاکٹر جیکب اور اس کے ساتھی سائنس دان دونوں کو ہیڈکوارٹر لا رہے ہیں۔ دونوں کو بے ہوش کرنا پڑا ہے کیونکہ وہ کسی صورت بھی ہمارے ساتھ نہ آنا چاہتے تھے۔ اوور"...... پانڈے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لے آؤ انہیں۔ اوور اینڈ آل"...... ریتا نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے میز پر رکھ دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ڈاکٹر شنکر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ لیبارٹری نمبر فائیو"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف ایکشن ایجنسی ریتا بول رہی ہوں۔ ڈاکٹر شنکر سے بات کرائیں"...... ریتا نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ

ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر شنکر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر شنکر کی آواز سنائی دی۔

"ریتا بول رہی ہوں ڈاکٹر شنکر۔ ڈاکٹر جیکب کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے"...... ریتا نے کہا۔

"ڈاکٹر جیکب اور ڈاکٹر شاستری دونوں لیبارٹری کے خفیہ راستے سے نکل گئے ہیں۔ آئی ایم سوری۔ مجھے اندازہ ہی نہ تھا کہ ڈاکٹر شاستری خفیہ راستے کے بارے میں جانتے ہیں"...... ڈاکٹر شنکر نے اس بار معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم جلد ہی ڈاکٹر جیکب کو دوبارہ آپ کے پاس پہنچا دیں گے۔ آپ پلیز ان کا مزید خیال رکھیں گے"...... ریتا نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ریتا نے رسیور رکھ کر سامنے دیوار پر موجود کلاک کو دیکھا۔

"اوہ۔ کرنل جگدیش پہنچنے ہی والے ہوں گے۔ بہرحال اطلاع مل جائے تو پھر جاؤں گی"...... ریتا نے کہا اور پھر شراب کا گلاس ایک بار پھر اٹھا لیا۔ پھر تقریباً دس منٹ مزید گزرے ہوں گے کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ریتا اندر آنے والے کو دیکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

کرنل جگدیش ہیلی کاپٹر میں سوار بالم پور کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گو ریتا نے اسے تفصیل بتا دی تھی کہ کس طرح اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کیا اور پھر بے ہوش کر کے انہیں ہیڈکوارٹر لے آئی لیکن اس کا دل اسے نجانے کیوں تسلیم نہ کر رہا تھا۔ انہیں بار بار شک پڑتا تھا کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ہے لیکن پھر ریتا انہیں یقین دلاتی کہ جو کچھ اس نے بتایا ہے وہ درست ہے تو انہیں یقین آنے لگ جاتا لیکن پھر دل میں وہم سا آ جاتا کہ ریتا گو تربیت یافتہ سہی لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں وہ ابھی ناپختہ ہے اس لئے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ریتا کے ہاتھ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس آسانی سے آ جاتی لیکن پھر انہیں خیال آ جاتا کہ بعض اوقات ایسے بھی اتفاق ہو جاتے ہیں کہ ممولے جیسا چھوٹا پرندہ شہباز سے لڑ پڑتا ہے اور چیونٹی، ہاتھی کے

کان میں گھس جائے تو ہاتھی کو ہلاک کر سکتی ہے اس لئے اسے یقین بھی آ جاتا کہ ریتا درست کہہ رہی ہے اور پھر ان کے ذہن میں خیال آیا کہ اگر واقعی عمران اور اس کے ساتھی بے بس اور لاچاری کی حالت میں بے ہوش پڑے ہیں تو انہیں گولیاں مار کر کافرستان کے سب سے بڑے دشمن کو ہلاک کر دیں گے کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے آج تک ہر معاملے میں انہیں شکست دی ہے اور یہ ان کی زندگی کی سب سے بڑی حسرت ہے کہ وہ ان کا خاتمہ کر دیں۔

یہی وجہ تھی کہ جب ریتا نے انہیں خود عمران اور اس کے ساتھیوں پر گولی چلانے کا کہا تو وہ مان گئے کیونکہ اس طرح وہ تاریخ میں اپنا نام ہمیشہ کے لئے ثبت کرانا چاہتے تھے۔ انہی سوچوں میں گم وہ آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ انہیں خیال آیا کہ اب چند منٹ بعد ہیلی کاپٹر ہیڈکوارٹر پہنچ جائے گا تو وہ ریتا کو پہنچنے کی اطلاع دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کر کے انہوں نے اسے آن کیا اور پھر کال دینا شروع کر دی لیکن کال ملنے کی بجائے مصروف کا لفظ سکرین پر مستقل ڈسپلے ہو رہا تھا۔ آخر تنگ آ کر انہوں نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

ریتا کا ٹرانسمیٹر بزی تھا۔ وہ یا تو کسی کو کال کر رہی تھی یا کسی کی کال سن رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر بالم پور قصبے کے اوپر

سے گزرتا ہوا اس ریسٹ ہاؤس کی طرف بڑھنے لگا جہاں ایکشن ایجنسی کا عارضی ہیڈکوارٹر بنایا گیا تھا۔ چونکہ کرنل جگدیش ایک بار پہلے بھی یہ ہیڈکوارٹر دیکھنے آیا تھا اس لئے پائلٹ کو معلوم تھا کہ کہاں ہیڈکوارٹر ہے اور کہاں ہیلی کاپٹر نے لینڈ کرنا ہے۔ کرنل جگدیش سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو ریسٹ ہاؤس کی سائیڈ پر بنے ہوئے ہیلی ہیڈ پر اتار دیا۔

''تم یہیں رکو گے ابھی''...... کرنل جگدیش نے پائلٹ سے کہا۔

''یس سر''...... پائلٹ نے جواب دیا تو کرنل جگدیش ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا اور وہاں ان کے استقبال کے لئے ایک مرد اور ایک عورت موجود تھی۔ وہ دونوں آگے بڑھے۔

''آپ کون ہیں۔ آپ کو تو میں نے پہلے کبھی ایکشن ایجنسی میں نہیں دیکھا''...... کرنل جگدیش نے چونک کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب میں چلا گیا جہاں مشین پسٹل موجود تھا۔

''میرا نام رویتا ہے اور یہ میرا ساتھی ہے۔ اس کا نام کالو داس ہے۔ ہم بالم پور کے رہنے والے ہیں اور ہمیں حال ہی میں میڈم نے اپنے پاس رکھا ہے۔ ہم ان کے خصوصی نمائندے ہیں''۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ کہاں ہے تمہاری میڈم۔ نظر نہیں آ رہی''...... کرنل جگدیش نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لڑکی کے جواب سے زیادہ لڑکی کی مسکراہٹ نے اس کا نہ صرف موڈ بحال کر دیا تھا بلکہ

اس کے خدشات بھی دور کر دیئے تھے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بالم پور اور ارد گرد کے ایریا میں نگرانی کے لئے ریتا نے عارضی طور پر یہاں کے افراد کو انگیج کیا ہو گا۔

''میڈم آفس میں ہیں۔ آیئے سر''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا ساتھی مرد ہونٹ بھینچے خاموش رہا تھا۔ پھر کرنل جگدیش آفس کے دروازے تک پہنچ گیا تو وہ لڑکی اور مرد دونوں سائیڈوں پر ہٹ گئے۔ لڑکی بڑے دلکش انداز میں مسلسل مسکرا رہی تھی۔ کرنل جگدیش نے بھی مسکراتے ہوئے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور کرنل جگدیش اندر داخل ہوا تو اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ سامنے بیٹھی ہوئی ریتا کرنل جگدیش کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''آپ۔ آپ آ گئے۔ مم۔ مم۔ مگر مجھے تو اطلاع ہی نہیں دی گئی''۔ ریتا نے تیزی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''میں نے اطلاع دینے کی کوشش کی تھی لیکن تمہارا ٹرانسمیٹر مصروف تھا۔ آخر تنگ آ کر میں نے اپنا ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ویسے بھی اطلاع کی کیا ضرورت تھی۔ میں پہلے بھی تو یہاں آیا ہوا ہوں''...... کرنل جگدیش نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

''سر۔ وہ میں ڈاکٹر شنکر سے بات کر رہی تھی۔ ڈاکٹر اعظم وہاں

سے ایک اور سائنس دان ڈاکٹر شاستری کے ساتھ خفیہ راستے سے فرار ہو گئے تھے۔ مجھے بالم پور سے اطلاع ملی تھی کہ وہ دونوں وہاں ایک ہوٹل میں دیکھے گئے ہیں۔ میں نے انہیں یہاں لانے کا حکم دے دیا اور پھر ڈاکٹر شنکر سے معلوم کیا تو انہوں نے چیکنگ کرنے کے بعد بتایا کہ ڈاکٹر شاستری خفیہ راستے کے بارے میں جانتا تھا وہ ڈاکٹر اعظم کو اپنے ساتھ لے گیا ہے''..... ریتا نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

''اب کہاں ہے ڈاکٹر جیکب''..... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

''میرے آدمی دونوں کو یہاں لا رہے ہیں۔ بس پہنچنے ہی والے ہوں گے''..... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان پر سخت پہرہ لگانا پڑے گا یا ان پر سختی کرنا پڑے گی''۔ کرنل جگدیش نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر''..... ریتا نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہیں عمران اور اس کے ساتھی۔ تمہارا کوئی آدمی انہیں چیک بھی کر رہا ہے یا نہیں۔ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں''..... کرنل جگدیش نے کہا۔

''یس سر۔ میرا آدمی موہن وہاں موجود ہے۔ ویسے میں خود بھی وہاں جا کر چیک کر چکی ہوں۔ وہ بدستور بے ہوش پڑے ہیں۔ صرف آپ کا انتظار تھا۔ اب آپ آ گئے ہیں تو چلیں یہ کام بھی نمٹا دیا جائے''..... ریتا نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل جگدیش بھی

اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر آ گئے اور ریتا کی رہنمائی میں ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک بند دروازے پر پہنچے۔

''تمہارا کوئی آدمی یہاں نظر نہیں آ رہا''..... کرنل جگدیش نے کہا۔

''موہن اندر ہو گا۔ باقی ڈیوٹی دے رہے ہیں سر''..... ریتا نے جواب دیا اور پھر دروازے کو دھکیل کر اس نے کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے کرنل جگدیش بھی اندر داخل ہوا۔ سامنے ایک عورت اور پانچ مرد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

''یہ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ تو میرے آدمی ہیں۔ وہ۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں گئے''..... ریتا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ لہرا کر نیچے گر گئی۔

''تمہارے آدمی۔ تمہارے آدمی''..... کرنل جگدیش نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ بات کرنے کی بجائے رو رہا ہو۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں موجود روشنی تیزی سے مدھم ہوتی چلی جا رہی ہو۔

''اتنا طویل ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جیسے ہی کرنل جگدیش یہاں پہنچے اسے گولیوں سے اڑا دو اور پھر ریتا سمیت یہاں موجود تمام افراد کا خاتمہ کر دو اور نکل چلو''..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اتنا غصہ کرنے کی ضرورت نہیں''..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تنویر درست کہہ رہا ہے۔ کیا ضرورت ہے کرنل جگدیش اور اس عورت ریتا کو زندہ رکھنے کی۔ انہوں نے ہمارا خیال کیا ہے جو تم اس قدر خیال کر رہے ہو''..... جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو تنویر کا ستا ہوا چہرہ جولیا کی طرف سے حمایت پر بے اختیار کھل اٹھا۔

''تمہارے چیف کا حکم ہے کہ مشن کے دوران اخلاقیات کا

خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ جس طرح تمہارا چیف ہے اسی طرح کرنل جگدیش کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کا چیف ہے اس لئے پروٹوکول کے طور پر اس کی موت اگر ناگزیر نہ ہو یا وہ کسی لڑائی میں نہ مارا جائے۔ اس انداز میں مارنا غلط ہے۔ باقی رہی ریتا تو وہ احمق عورت ہے۔ اگر اسے مار دیا گیا تو اس کی سرکاری ایجنسی ختم نہیں ہو گی اور اس کی جگہ کوئی اور لے لے گا اور ضروری نہیں کہ وہ بھی ریتا کی طرح عقلمند ہو اس لئے اپنے خلاف کام کرنے کا کیا فائدہ''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب درست کہہ ہیں تنویر۔ چیف نے ایک بار میرے سامنے عمران صاحب کو اس بارے میں محتاط رہنے کا حکم دیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم نے تو بہرحال عمران کی سائیڈ لینا ہوتی ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہیلی کاپٹر آ رہا ہے''...... اسی لمحے خاور نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''تنویر، تم اور جولیا کرنل جگدیش کا استقبال کرو۔ اگر وہ تمہیں نہ پہچان سکے تو کہہ دینا کہ تم بالم پور کے ہو''...... عمران نے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

''صفدر، تم نے ان کے جانے کے بعد اس پائلٹ کا خاتمہ کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تنویر اور جولیا کے

پیچھے کمرے سے باہر چلا گیا۔

''خاور، تم نے اور کیپٹن شکیل نے بڑے کمرے میں متبادل لوگوں کو لٹا دیا ہے''...... عمران نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں۔ وہ کام ہو چکا ہے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ ریتا اور کرنل جگدیش کو اکٹھا کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی خاص بات''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ کرنل جگدیش اور ریتا کے درمیان ہونے والی گفتگو میں سننا چاہتا ہوں۔ وہ یقیناً ہمیں فائدہ دے گی کیونکہ ریتا نے اسے تفصیلی رپورٹ دینی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر ہمیں بڑے کمرے میں جانا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو خاور اور کیپٹن شکیل اس کمرے سے باہر نکل گئے جبکہ عمران اس مشین کی طرف بڑھ گیا۔ مشین پہلے سے ہی آن تھی۔ اس مشین کے ذریعے ریتا کے آفس میں ہونے والی گفتگو بخوبی سنی جا سکتی تھی اور عمران یہی گفتگو سننے کے لئے مشین سے چپکا بیٹھا تھا۔ اسے اصل فکر فارمولے کی تھی اور وہ اس بارے میں کوئی ٹپ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ کرنل جگدیش اور ریتا کے درمیان اس بارے میں گفتگو ہو گی۔ ریتا کے کمرے میں ایسی آوازیں اسے سنائی دی تھیں جیسے وہ ٹرانسمیٹر کال کر رہی ہو یا سن رہی ہو۔ اس طرح اسے یہ بھی اندازہ ہوا تھا

کہ وہ فون پر کال کر رہی ہو یا فون کال سن رہی ہو لیکن یہ مشین ان آوازوں کو جن کا تعلق کسی آلے سے ہو کیچ نہ کرتی تھی اس لئے وہ ان کالوں کو سن نہ سکا تھا۔ شاید یہ انتظام ریتا نے خصوصی طور پر کیا ہو گا کہ اس کی کالوں کو اس کا کوئی آدمی نہ سن سکے۔

عمران اور اس کے ساتھی ہوش میں آنے کے بعد اس بڑے کمرے سے باہر آئے تو انہوں نے ہیڈ کوارٹر میں موجود تقریباً چھ افراد کو ان کی گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا تھا اور اس پورے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا تھا۔ ریتا اپنے آفس میں موجود تھی اور عمران کرنل جگدیش کی آمد سے پہلے اسے چھیڑنا نہ چاہتا تھا۔ البتہ اس نے ایک شرارت بھرا ڈرامہ ضرور سٹیج کیا تھا کہ بڑے کمرے میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جگہ ایکشن ایجنسی کی ایک عورت اور پانچ مردوں کو اس انداز میں لٹا دیا تھا جس طرح انہیں وہاں لٹایا گیا تھا۔ ان چھ افراد کو گردنیں توڑ کر ہلاک کیا گیا تھا اس لئے بظاہر یوں لگتا تھا جیسے وہ بے ہوش پڑے ہوں۔ ان کے جسموں یا لباسوں پر خون کا کوئی نشان نہ تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ریتا اور کرنل جگدیش بڑے متکبرانہ انداز میں انہیں گولیاں مارنے آئیں گے اور جب انہیں اپنے آدمی سامنے پڑے نظر آئیں گے تو یقیناً ان کا غرور پاش پاش ہو جائے گا۔ البتہ بعد میں انہیں کور کرنے کے لئے خاور اور کیپٹن شکیل کو اس بڑے کمرے میں اس نے بھجوا دیا تھا۔ انہوں نے وہاں چوڑے ستونوں کی اوٹ میں رکنا تھا تاکہ صورت حال کو

کور کیا جا سکے۔ اسی لمحے مشین سے آوازیں نکلنے لگیں تو عمران اس طرف متوجہ ہو گیا۔ یہ ریتا کی آواز تھی۔ وہ کرنل جگدیش کی اس طرح اچانک آمد پر شدید حیرت کا اظہار کر رہی تھی۔ پھر کرنل جگدیش کی آواز سنائی دی اور پھر ان دونوں کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی۔ اسی لمحے جولیا اور تنویر جنہیں عمران نے کرنل جگدیش کے استقبال کے لئے بھیجا تھا، کمرے میں داخل ہوئے اور خاموشی سے ایک طرف بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر بھی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی ڈیوٹی عمران نے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو کور کرنے کی لگائی تھی۔ صفدر بھی اندر آ کر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر اعظم کو بے ہوشی کے عالم میں یہاں لایا جا رہا ہے۔ صفدر اور تنویر تم جاؤ اور ڈاکٹر اعظم اور اس کے ساتھی سائنس دان کو وصول کرو اور ایکشن ایجنسی کے افراد کا خاتمہ کر دو۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے وہ یہاں پہنچنے والے ہیں اور احتیاط سے کام لینا۔ فائرنگ اور شور نہیں ہونا چاہئے“...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے اور عمران ایک بار پھر مشین کی طرف متوجہ ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب ریتا اور کرنل جگدیش بڑے کمرے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو عمران نے جولیا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا خاموشی سے اس کے پیچھے تھی۔ کمرے سے نکل کر وہ

ایک راہداری میں پہنچ گئے۔ عمران کے اشارے پر جولیا ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں ہو گئی جبکہ عمران نے دوسرے ستون کی اوٹ لے لی۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر ایک ادھیڑ عمر آدمی اور ایک نوجوان عورت آتے دکھائی دیئے۔ عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی کیونکہ ان دونوں کے چہروں پر بڑی فاتحانہ مسکراہٹ تیر رہی تھی جیسے وہ کسی سپر پاور کو فتح کرنے جا رہے ہوں۔ پھر وہ دونوں سامنے موجود بند دروازے پر پہنچ گئے۔ ریتا نے دروازے کو دبا کر کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے کرنل جگدیش اندر داخل ہوا۔ اسی لمحے ریتا کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور عمران اور جولیا ستونوں کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے جو چوپٹ کھلا ہوا تھا۔

”ارے۔ یہ تو دونوں ہی بے ہوش ہو گئے“...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تاکہ اندر موجود خاور اور کیپٹن شکیل اس کی آواز پہچان لیں اور اس کے ساتھ ہی عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جولیا بھی اندر داخل ہو گئی جبکہ خاور اور کیپٹن شکیل بھی ستونوں کی اوٹ سے باہر آ چکے تھے۔

”آپ کا ڈرامہ کامیاب رہا عمران صاحب۔ ان دونوں خاص طور پر ریتا کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے“...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''ان دونوں کو اٹھا کر اس آفس میں لے جاؤ اور رسی تلاش کر کے ان دونوں کو کرسیوں سے باندھ دو۔ میں صفدر اور تنویر کا معلوم کرلوں''...... عمران نے کہا اور واپس مڑا تو صفدر اور تنویر اسے باہر کھڑے نظر آ گئے۔

''کیا ہوا''...... عمران نے باہر جا کر کہا۔

''ہم تو یہاں اس لئے رک گئے تھے کہ اندر نجانے کیا پوزیشن ہے۔ دونوں بے ہوش سائنس دانوں کو اندر لایا گیا تھا۔ ان کے ساتھ دو آدمی تھے۔ دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے البتہ ان سائنس دانوں کا کیا کرنا ہے۔ وہ دونوں بے ہوش پڑے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اندر ریتا اور کرنل جگدیش بے ہوش پڑے ہیں۔ باہر سائنس دان بے ہوش پڑے ہیں۔ اس مشن کا نام ہی بے ہوش مشن ہونا چاہئے''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی ریتا اور کرنل جگدیش کے بڑے کمرے میں جانے اور وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کی بجائے اپنے آدمیوں کو پڑے دیکھ کر دونوں کے بے ہوش ہو جانے کے بارے میں بتایا تو اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ تنویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب ان سائنس دانوں کا کیا کرنا ہے۔ کیا انہیں ساتھ لے جانا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اپنے سائنس دان ڈاکٹر اعظم کو ساتھ لے جائیں گے اور

دوسرے کو یہیں چھوڑنا ہو گا۔ فی الحال ان دونوں کو رسیوں سے باندھ دو اور بجائے آفس کے اس بڑے کمرے میں کرسیاں ڈلوا دو۔ ریتا اور کرنل جگدیش وہیں ہیں۔ فون بھی وہیں شفٹ کرنا ہو گا۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد بڑے کمرے میں جہاں ریتا اور کرنل جگدیش بے ہوشی کے عالم میں موجود تھے وہاں کرسیاں رکھوا دی گئیں۔ چار کرسیاں سامنے دیوار کے ساتھ رکھی گئیں جبکہ چار کرسیاں ان کے سامنے کچھ ہٹ کر رکھی گئی تھیں۔ دیوار کے ساتھ چاروں کرسیوں پر ریتا، کرنل جگدیش اور دونوں سائنس دانوں کو بٹھا کر رسیوں سے جکڑ دیا گیا جبکہ سامنے والی کرسیوں پر عمران، جولیا، صفدر اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ خاور اور کیپٹن شکیل باہر پہرے پر تھے کہ اچانک کوئی آ سکتا تھا۔

''جولیا۔ تم ریتا کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لاؤ جبکہ صفدر کرنل جگدیش کو ہوش میں لائے گا۔ سائنس دانوں کو ابھی بے ہوش رہنے دو''...... عمران نے کہا تو جولیا اور صفدر دونوں اٹھ کر ریتا اور کرنل جگدیش کی طرف بڑھ گئے۔ جولیا نے ریتا کا اور صفدر نے کرنل جگدیش کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب دونوں کے جسموں میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو دونوں نے ہاتھ ہٹائے اور مڑ کر واپس اپنی کرسیوں پر آ کر بیٹھ گئے۔

''صفدر۔ آفس میں موجود فون کو یہاں لا کر لنک کر دو۔ میرے

خیال میں لیبارٹری بات کرنی پڑے گی فارمولے کے لئے"۔ عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"میں بھی باہر جا رہا ہوں۔ تم نے ان سے فضول باتیں ہی کرنی ہیں، کرتے رہو"...... تنویر نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران اس کے ریمارکس پر بے اختیار مسکرا دیا۔ جولیا بھی مسکرا دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ریتا اور کرنل جگدیش نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور دونوں نے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے دونوں ہی کسمسا کر رہ گئے تھے۔

"تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ تمہیں ہوش کیسے آ گیا۔ کیا مطلب"...... ریتا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ کرنل جگدیش نے صرف ہونٹ بھینچنے پر اکتفاء کیا۔

"ہمیں کروڑوں نہیں تو لاکھوں بار بے ہوش کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیں ہوش آ گیا۔ اب تو ہم بے ہوش ہونے اور پھر ہوش میں آنے کے عادی ہو چکے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش۔ کاش۔ میں نے تمہیں فوراً ہلاک کر دیا ہوتا"...... ریتا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ کاش ہی ہماری زندگیوں کو بچانے کا لاکھوں بار موجب بنا ہے۔ ویسے کرنل جگدیش، یہ ریتا تو ابھی فیلڈ میں نئی ہے تم تو تجربہ

کار ہو۔ تم کیسے ہمیں ہلاک کرنے کے شوق میں اڑ کر یہاں پہنچ گئے"...... عمران نے کرنل جگدیش سے کہا۔

"میں نے ریتا سے کہا تھا کہ وہ ہوشیار رہے اور یہ عورت جو تمہارے ساتھ بیٹھی ہے اسے اور اس کے ساتھی کو دیکھ کر مجھے گڑبڑ کا شک پڑا تھا لیکن پھر اس عورت نے اس انداز میں مسکراتے ہوئے باتیں کیں کہ میرے ذہن سے شک دھواں بن کر اڑ گیا"...... کرنل جگدیش نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے صفدر فون سیٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے فون سیٹ عمران کے ساتھ پڑی چھوٹی میز پر رکھا اور اس کا پلگ دیوار میں موجود پلگ کے ساتھ منسلک کر دیا۔ پھر اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا تو رسیور میں ٹون موجود تھی۔ اس نے رسیور رکھا اور سائیڈ کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

"ریتا نے ہمارے جس سائنس دان کو اغوا کیا تھا وہ بھی اس وقت یہاں موجود ہے جبکہ کافرستان کے قانون کے مطابق اصل کے ساتھ سود بھی مل چکا ہے۔ ایک اور سائنس دان بھی اس کے ساتھ موجود ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تمہارا کوئی سائنس دان اغوا نہیں کیا۔ تم جن کی بات کر رہے ہو یہ کافرستان کے سائنس دان ہیں ڈاکٹر جیکب اور ڈاکٹر شاستری۔ یہ دونوں لیبارٹری کے خفیہ راستے سے نکل کر دارالحکومت بغیر اجازت کے جا رہے تھے اس لئے میں نے انہیں یہاں بلوا لیا

ہے''...... ریتا نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر جیکب کا اصل نام ڈاکٹر اعظم ہے اور شاید میں تمہاری بات پر یقین کر لیتا لیکن تم نے اپنے آفس میں ہونے والی گفتگو ریکارڈ کرنے کے لئے جو مشین یہاں نصب کر رکھی ہے اس سے میں نے تمہارے آفس میں ہونے والی تمہاری اور کرنل جگدیش دونوں کی گفتگو سن لی ہے اور کرنل جگدیش نے ہمارے سائنس دان کا نام ڈاکٹر جیکب لیا ہے اس لئے ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم نے نہ صرف اس کا چہرہ تبدیل کر دیا ہے بلکہ نام بھی بدل دیا ہے ورنہ اس کی کسی کو توقع ہی نہیں ہو سکتی کہ ڈاکٹر اعظم بھی ڈاکٹر جیکب بن سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں نے اسے اغوا نہیں کیا''...... ریتا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ تم نے اسے دولت کا لالچ دیا اور وہ فارمولا اٹھا کر تمہارے ساتھ چل پڑا۔ تم نے بڑی ذہانت سے کھیل کھیلا اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ ڈاکٹر اعظم فارمولا لے کر کہاں غائب ہو گیا ہے۔ بہرحال اب وقت نہیں ہے کہ ہم یہاں بیٹھے تمہاری باتیں سنتے رہیں۔ ہم نے لیبارٹری سے فارمولا بھی واپس لینا ہے۔ تم دونوں بتاؤ گے کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا تمہاری مدد سے ہو جاتا ہے تو تم زندہ رہو گے ورنہ فارمولا تو ہم پھر بھی حاصل کر لیں گے لیکن تم دونوں کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا''......

عمران نے اس بار سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہے لیبارٹری سے''...... ریتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور تم کیا کہتے ہو کرنل جگدیش۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ میں تمہارا اور ریتا کا اس لئے لحاظ کر رہا ہوں کہ وہ ایکشن ایجنسی کی چیف ہے اور تم کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے چیف ہو لیکن اگر تم نے ضد کی تو پھر تم دونوں کا حشر تمہارے یہاں موجود آدمیوں جیسا ہو گا جنہیں گردنیں تڑوانا پڑی ہیں''...... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

''ہم درست کہہ رہے ہیں۔ ہمارا کسی لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم نے فارمولا حکومت کے حوالے کر دیا تھا اور بس۔ اس کے بعد کیا ہوا ہمیں نہیں معلوم''...... اس بار کرنل جگدیش نے کہا۔

''صفدر۔ دونوں سائنس دانوں کو ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھ کر ان سائنس دانوں کی طرف بڑھا۔

''تم ہمیں چھوڑ دو۔ ہم تمہارے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیں گے''...... ریتا نے کہا۔

''ہمارے خلاف جو ایکشن تم نے لینا تھا پہلے ہی لے لیا ہے۔ اب مزید کیا لینا ہے۔ تم واقعی ہوشیار اور تیز ایجنٹ ہو۔ تم نے پاکیشیا میں جس انداز میں کارروائی کی ہے اس سے میں خاصا متاثر ہوا

ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ تمہارا یہ مشن ایکشن ایجنسی کا آخری مشن ثابت ہو گا کیونکہ تم نے میرے ساتھ تعاون نہیں کیا''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں نے جو کہا ہے درست کہا ہے''...... ریتا نے جواب دیا۔

''لیبارٹری کا نمبر تمہیں معلوم ہے اور تم نہیں بتا رہی۔ اب یہ سائنس دان بتائیں گے اور تم اپنے انجام کو پہنچ جاؤ گی''...... عمران نے کہا۔

''اگر میں بتا دوں تو کیا تم واقعی مجھے زندہ چھوڑ دو گے''۔ ریتا نے کہا۔

''ریتا احمق مت بنو''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''یہ معلوم کر لے گا۔ سائنس دان بتا دیں گے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے میں بتا دیتی ہوں''...... ریتا نے کہا اور پھر جلدی سے نمبر بتانا شروع کر دیا۔

''لیبارٹری کا کوڈ کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پانچ۔ لیبارٹری نمبر پانچ''...... ریتا نے جواب دیا۔

''انچارج کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ڈاکٹر شنکر''...... ریتا جب بتانے پر آئی تو سب کچھ بتاتی چلی گئی۔ کرنل جگدیش ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ صفدر بھی واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

''صفدر۔ تم ایسا کرو کہ کرنل جگدیش کے منہ پر اور جولیا، ریتا

کے منہ پر ہاتھ رکھے گی۔ اب ان سائنس دانوں کو ابھی ہوش میں لانے کی ضرورت نہیں رہی''...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا جبکہ جولیا اور صفدر دونوں اٹھے اور ریتا اور کرنل جگدیش کی طرف بڑھ گئے۔ جولیا نے ریتا کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا جبکہ یہی کارروائی صفدر نے کرنل جگدیش کے ساتھ کی۔ عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے کے بعد لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ لیبارٹری نمبر فائیو''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل جگدیش بول رہا ہوں۔ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس''۔ عمران کے منہ سے کرنل جگدیش کی آواز نکلی تو کرنل جگدیش اور ریتا دونوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ ان کی آنکھوں میں بھی حیرت جیسے ابل رہی تھی۔

''یس سر۔ فرمایئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ڈاکٹر شنکر سے بات کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں سر۔ فار ون منٹ سر''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر شنکر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک نرم آواز سنائی دی۔

’’کرنل جگدیش بول رہا ہوں چیف آف ملٹری انٹیلی جنس‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’یس سر۔ فرمایئے کیا حکم ہے سر‘‘...... ڈاکٹر شنکر نے کہا۔

’’ہمیں میڈم ریتا چیف آف ایکشن ایجنسی نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر جیکب اور ڈاکٹر شاستری دونوں لیبارٹری کے خفیہ راستے سے نکل گئے تھے جنہیں بالم پور میں چیک کیا گیا اور پھر انہیں واپس ایکشن ایجنسی کے یہاں موجود ہیڈکوارٹر میں لایا گیا ہے۔ یہ معاملہ بے حد سیریئس ہے اس لئے اعلیٰ حکام نے فیصلہ کیا ہے کہ ڈاکٹر جیکب اور ان کے فارمولے پر کام گاشری کی ایک لیبارٹری میں کیا جائے گا تاکہ پاکیشیا کو اندازہ ہی نہ ہو سکے کہ کہاں اس فارمولے پر کام کیا جا رہا ہے۔ آپ نے چونکہ اس پر خاصا کام کیا ہو گا اور اس کام کے نوٹس بھی تیار کئے ہوں گے۔ کیا تیار کئے ہیں نوٹس‘‘...... عمران نے کرنل جگدیش کے لہجے میں کہا۔

’’نو سر۔ ابھی تو نوٹس بنانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ ابھی تو بالکل ابتدائی کام ہو رہا تھا‘‘...... ڈاکٹر شنکر نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تو پھر آپ فارمولا میرے آدمی کو دے دیں۔ میں اپنا سرکاری ہیلی کاپٹر بھجوا رہا ہوں۔ میرے آدمی کا نام آدرش ہے۔ میرا یعنی چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کا ہیلی کاپٹر لیبارٹری کے گیٹ پر پہنچے گا۔ کتنی دیر میں بھجواؤں‘‘...... عمران نے کرنل جگدیش کے لہجے میں کہا۔

’’صرف آدھے گھنٹے بعد جناب۔ لیکن مجھے رسید چاہئے ہو گی اس لئے زیادہ بہتر ہے کہ آپ خود تشریف لے آئیں‘‘...... ڈاکٹر شنکر نے کہا۔

’’میں انتہائی اہم کاموں میں مصروف ہوں۔ خود اس معمولی سے کام کے لئے نہیں آ سکتا البتہ رسید بنا کر بھجوا دیتا ہوں‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’یس سر۔ تھینک یو سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی جولیا اور صفدر دونوں نے ریتا اور کرنل جگدیش کے منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔

’’تم تو انتہائی خطرناک آدمی ہو۔ اگر میں خود نہ سن رہا ہوتا تو مجھے زندگی بھر یقین ہی نہ آتا کہ میری آواز اور لہجے کی اس طرح سو فیصد نقل بھی ہو سکتی ہے‘‘...... کرنل جگدیش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’یہ بات ریتا کو بھی بتا دینا کہ میں خطرناک آدمی ہوں‘‘۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ صفدر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

’’رسید کے لئے آفس سے کوئی کاغذ لے آؤ‘‘...... عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی تو صفدر تیزی سے مڑا اور اس نے بڑھ کر کرنل جگدیش کا منہ بند کر دیا۔ جولیا نے بھی یہی کارروائی ریتا کے ساتھ کی تو

عمران نے رسیور اٹھا لیا۔ اس دوران دو بار گھنٹیاں بج چکی تھیں۔

"یس۔ ریتا بول رہی ہوں"...... عمران نے اس بار ریتا کی آواز اور لہجے میں کہا کیونکہ ہیڈ کوارٹر انچارج بہرحال ریتا تھی۔

"وکٹر بول رہا ہوں میڈم۔ بالم پور چیک پوسٹ سے ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم اب چیکنگ چھوڑ کر واپس ہیڈ کوارٹر رپورٹ کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے"...... عمران نے ریتا کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"پانڈے نے جو دو سائنس دانوں کو لے گیا ہے جاتے ہوئے وہ کہہ کر گیا تھا لیکن میں نے سوچا کہ آپ سے براہ راست پوچھ لوں"...... وکٹر نے کہا۔

"ابھی تم لوگ وہیں رہو۔ پانڈے اور اس کا ساتھی یہاں پہنچ چکے ہیں۔ تمہیں بعد میں کال کر لیا جائے گا"...... عمران نے ریتا کے لہجے میں تحکمانہ انداز میں کہا۔

"یس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے رسیور رکھتے ہی جولیا اور صفدر نے بھی ریتا اور کرنل جگدیش کے منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔

"تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ کاش مجھے معلوم ہوتا تو میں وہیں کریک کے اندر ہی بم مار دیتی"...... ریتا نے کہا تو جولیا نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"نہیں جولیا۔ یہ ابھی ناتجربہ کار ہے۔ ابھی یہ کچا پھل ہے۔ اسے پکنے دو۔ پھر دیکھ لیں گے"...... عمران نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تو جولیا نے مشین پسٹل واپس جیب میں رکھ لیا۔ صفدر کاغذ لینے جا چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک سادہ کاغذ تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں ایک بال پوائنٹ تھا۔ عمران نے میز پر کاغذ رکھ کر اس پر فارمولے کی وصولی کی رسید لکھی اور پھر اس نے کرنل جگدیش کی طرف سے دستخط کئے اور نیچے تاریخ لکھ کر اس نے بال پوائنٹ بند کر دیا۔

"یہ کاغذ پہلے کرنل جگدیش کو دکھاؤ تاکہ یہ اپنے دستخط پہچان لے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے کاغذ لے کر کرنل جگدیش کے سامنے کر دیا۔ کرنل جگدیش کی آنکھیں کاغذ پر اپنے دستخط دیکھ کر بری طرح پھیلتی چلی گئیں۔

"یہ تو واقعی میرے دستخط ہیں۔ یہ تم نے کیسے کر لئے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ یہ تو ناممکن ہے"...... کرنل جگدیش کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

"تم اکثر پاکیشیا کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کو لیٹرز بھجواتے رہتے ہو جن پر تمہارے دستخط ہوتے ہیں۔ ایک بار وہ کاغذ میرے ہاتھ بھی آیا تھا۔ تب سے مجھے تمہارے یہ عجیب سے دستخط یاد ہیں اس لئے میں نے یہاں یہ دستخط کر دیئے اور یہ عام دستخط نہیں ہیں بلکہ خصوصی طور پر بنائے گئے ہیں"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ تم بہرحال انسان نہیں ہو۔ تم واقعی انسان نہیں ہو''...... کرنل جگدیش نے کہا۔

''صفدر۔ یہ رسید لے جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ پہلے فارمولا لیتے ہوئے بھی کرنل جگدیش نے اپنا لیٹر ساتھ دیا ہوگا۔ اس پر اس کے دستخط ہوں گے۔ ڈاکٹر شنکر لازماً یہ دستخط ملائے گا اور پھر فارمولا دے گا اور ہاں۔ فارمولا ایک مائیکرو فلم میں بند ہے اور اس پر ایف ایم یعنی میزائل آف فیوچر لکھا ہوگا۔ وہ لے آؤ تاکہ ہم واپس روانہ ہوسکیں اور ہاں۔ تمہارا نام آدرش ہے اور تمہارا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ میرے خیال میں ساتھ چلیں ورنہ جیسے بچے سفر میں جا رہے ہوں تو بوڑھی دادیاں، نانیاں انہیں آخری لمحے تک تلقین کرتی رہتی ہیں کہ اپنی جیب کا خیال رکھنا، کسی سے کچھ لے کر نہ کھانا، بس یا ریل کی کھڑکی سے باہر ہاتھ نہ نکالنا وغیرہ وغیرہ۔ آپ بھی ایسا ہی کر رہے ہیں''...... صفدر نے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''اچھا بڑی خالہ جاؤ''...... عمران نے کہا تو صفدر مسکراتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد اور فقروں کی ادائیگی کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے ریتا کو زندہ چھوڑ کر زیادتی کی ہے۔ اس کا خاتمہ ضروری تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ جولیا نے اپنی رپورٹ میں یہی بات لکھی ہو گی اور تم بھی اسی کی زبان بول رہے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ جولیا نے یہی لکھا ہے لیکن آپ خود دیکھیں۔ ریتا نے یہاں پاکیشیا میں کیا گل کھلائے ہیں۔ ڈاکٹر اعظم کو یہاں سے لے گئی، انتہائی اہم فارمولا نکال کر لے گئی۔ یہ تو ناٹران نے ہمت

کی اور اصل حقائق تک پہنچ گیا ورنہ آپ بھی اس معاملے میں آگے نہ بڑھ پا رہے تھے۔ ان ساری باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریتا ناپختہ نہیں ہے بلکہ پختہ کار ایجنٹ ہے اور ایسے ایجنٹ کی ہمارے دشمن ملک میں موجودگی ہمارے لئے ہر وقت خطرے کا باعث بنی رہے گی''...... بلیک زیرو نے اس بار جولیا کی وکالت کرتے ہوئے کہا۔

''کیا ریتا کی موت سے ایکشن ایجنسی ختم ہو جاتی''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ پہلے جو کافرستان میں پاور ایجنسی بنائی گئی تھی جس کی چیف ریکھا تھی اور جب تک ریکھا زندہ رہی پاور ایجنسی بھی چلتی رہی۔ جب وہ ہلاک ہو گئی تو پاور ایجنسی بھی ختم ہو گئی۔ اسی طرح ایکشن ایجنسی ابھی اپنے ابتدائی دور میں ہے اور اس کی روح رواں ریتا اور کرنل جگدیش ہیں۔ اگر ان دونوں کا یا کم از کم ریتا کا خاتمہ ہو جاتا تو یہ ایجنسی بھی ختم ہو جاتی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نام ختم ہو جاتا۔ کسی دوسرے نام سے نئی ایجنسی بن جاتی اور نجانے وہ کیا کیا اقدامات کرتی۔ اس کے بارے میں تو سب معلومات موجود ہیں اور ضروری نہیں کہ نئی ایجنسی اور نئے چیف کے بارے میں اس قدر معلومات مل سکتیں۔ بہرحال اس ٹاپک پر پھر کبھی بات کریں گے۔ پہلے میں ایک فون کر لوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی کافرستان میں فارن ایجنٹ ناٹران کی آواز سنائی دی تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے شاید ذہن میں بھی نہ تھا کہ کیس ختم ہو جانے کے بعد عمران، ناٹران کو فون کرے گا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مزید حیرت ابھر آئی۔

''یس سر''...... ناٹران نے کہا۔

''عمران نے مجھے رپورٹ دی ہے کہ اسے ڈاکٹر اعظم نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر شنکر نے فارمولے کی ایک کاپی تیار کر کے اپنے پاس رکھی تھی۔ عمران نے تمہیں یہ کاپی حاصل کرنے کے لئے کہا تھا۔ تم نے اب تک اس بارے میں کوئی رپورٹ نہیں دی''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں نے یہ کام آج ہی مکمل کیا ہے۔ ڈاکٹر شنکر کے ساتھ ایک سائنس دان کے ذریعے میرا رابطہ ہوا۔ ڈاکٹر شنکر کی بیٹی کی شادی ہے جس کے لئے اسے بھاری رقم کی اشد ضرورت ہے۔ حکومت نے اسے بھاری رقم ایڈوانس دینے سے انکار کر دیا تھا۔ میں نے کاپی کے بدلے رقم دینے کی آفر کی جس پر وہ کاپی مجھے مل گئی جو میں نے سپیشل کوریئر کے ذریعے مخصوص ایڈریس پر بھجوا دی ہے''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ اگر ایک کاپی بنائی گئی ہے تو اس کی مزید کاپیاں نہ بنائی گئی ہوں گی''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب نے اس بارے میں بھی معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا اور ساتھ ہی ایکشن ایجنسی کے کسی خاص آدمی کو استعمال کرنے کا مشورہ دیا تھا کیونکہ کافرستان نے یہ سودا ایکشن ایجنسی کے ذریعے ہی کیا تھا۔ ایکشن ایجنسی میں اب میرے آدمی موجود ہیں۔ ان کے ذریعے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق فارمولا براہ راست ڈاکٹر شنکر کو بھجوا دیا گیا تھا اور ڈاکٹر اعظم کو بھی وہیں بھجوایا گیا تھا لیکن پھر تھوڑے عرصے کے بعد ڈاکٹر اعظم کو دارالحکومت کی ایک لیبارٹری میں شفٹ کر دیا گیا لیکن فارمولا وہیں رہا جسے کرنل جگدیش نے واپس منگوا لیا۔ اس کی ایک ہی کاپی تیار کی گئی تھی وہ میں نے خرید لی ہے اس لئے اب یہ گارینٹڈ بات ہے کہ اس فارمولے کی مزید کوئی کاپی کافرستان میں موجود نہیں ہے''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اتنی جلدی گارنٹی مت دے دیا کرو۔ معلومات کا حصول جاری رکھو۔ کسی بھی وقت کچھ سامنے آ سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ کو معلوم تھا کہ اس فارمولے کی کاپی ڈاکٹر شنکر کے پاس ہے تو اس سے ہی لے لینی تھی۔ اگر وہ ناٹران کو نہ دیتا تو پھر''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر تمہیں ایک چھوٹا سا چیک اور دینا پڑتا۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ ہم نے کرنل جگدیش کو قابو کر رکھا تھا اور کرنل جگدیش ملٹری انٹیلی جنس کا چیف ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہمارا ہر لمحہ بارود کے ڈھیر پر گزر رہا تھا اس لئے اصل فارمولا اور ڈاکٹر اعظم کو لے کر ہم نے وہاں سے نکلنے کی جلدی کی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جولیا کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر اعظم اغوا تو نہیں ہوا بلکہ اس نے فارمولا باقاعدہ فروخت کیا ہے۔ ایسے آدمی پر مزید کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''سرداور کو میں نے رپورٹ دے دی ہے۔ اب سرداور جانیں اور اس کا سائنس دان۔ وہ اس کے خلاف کیا ایکشن لیتے ہیں اور لیتے بھی ہیں یا نہیں یہ ان کی مرضی ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

''چیف۔ مشن پر جانے والی ٹیم اس وقت مس جولیا کے فلیٹ پر

موجود ہے۔ مس جولیا نے اپنی روایت کے مطابق مشن کی تکمیل پر
ٹیم کو دعوت دی ہے۔ عمران صاحب کو بھی دعوت دی گئی تھی لیکن
عمران صاحب نہ اپنے فلیٹ پر موجود ہیں اور نہ ہی یہاں آئے ہیں“۔
صفدر نے کہا۔

”تمہید مت باندھو۔ اصل بات کرو“...... عمران نے غراتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

”سر۔ عمران صاحب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اب وہ دشمنوں پر رحم
کھا کر ان کا خاتمہ نہیں کرتے جس کی وجہ سے دشمن مزید طاقتور ہو
جاتے ہیں۔ اس مشن میں بھی عمران صاحب نے ایکشن ایجنسی کی
چیف ریتا کو اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل جگدیش کو ہلاک
کرنے اور پہاڑی پر موجود لیبارٹری کو مکمل طور پر تباہ کرنے سے
انکار کر دیا اور صرف فارمولا اور سائنس دان کو ساتھ لے کر واپس آ
گئے۔ ان سے کہا بھی گیا لیکن انہوں نے وہی بات دوہرا دی جو
پہلے بھی کرتے رہتے ہیں“...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ شکایت جولیا نہیں کر سکتی تھی“...... عمران نے کہا۔

”انہوں نے اصل فقرہ کہ عمران صاحب اب بوڑھے ہوتے جا
رہے ہیں۔ بولنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے مجھے کہا گیا کہ میں
آپ سے بات کروں۔ آپ عمران صاحب کو حکم دیں گے تو وہ
آئندہ ایسا نہیں کریں گے“...... صفدر نے کہا۔

”جولیا نے مجھے پہلے جو رپورٹ دی ہے اس میں خصوصاً یہ

بات لکھی ہے اس لئے میں نے عمران کا چیک اس وقت تک روک
لیا ہے جب تک جولیا چیک دینے کی سفارش نہیں کرتی۔ اب یہ
جولیا کا کام ہے کہ وہ عمران کو اس احمقانہ رحم دلی سے باز رکھے“۔
عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

”آپ کے خلاف اب باقاعدہ شکایتیں شروع ہو گئی ہیں عمران
صاحب۔ یہ واقعی لمحہ فکریہ ہے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”میرے لئے یا ٹیم کے لئے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو
بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ آپ کی خاطر پوری ٹیم کو تو علیحدہ نہیں کیا جا
سکتا۔ ویسے ایک بات ہے۔ آپ واقعی بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں
اس لئے اب آپ شادی کر ہی لیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”تم نے صفدر کی بات نہیں سنی کہ جولیا نے یہ فقرہ کہنے سے
انکار کر دیا ہے۔ اب جب تک جولیا یہ فقرہ نہیں کہے گی میں کیسے
بوڑھا ہو سکتا ہوں اور جب تک بوڑھا نہیں ہوں گا تب تک صفدر
خطبہ نکاح یاد نہیں کرے گا۔ اب تم بتاؤ کہ کیا کروں“...... عمران
نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کی تھیوری کہ جو لوگ ہم سے ٹکراتے
ہیں وہ ان سے زیادہ سمجھ میں آتے ہیں جو ابھی نہیں ٹکرائے۔ ٹیم کی
سمجھ سے بالاتر ہو چکی ہے اس لئے اب آپ دشمنوں کے بارے

میں اس طرح کی رحمدلی کا مظاہرہ نہ کیا کریں ورنہ واقعی آپ کا چیک رک جائے گا‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ارے۔ ارے۔ وہ میرا چیک۔ اچھا ہوا تم نے یاد دلا دیا‘‘۔ عمران نے ایسے کہا جیسے اچانک اسے چیک کے بارے میں یاد آ گیا ہو۔

’’کیا واقعی آپ کو بھول گیا تھا چیک کے بارے میں بات کرنا‘‘۔ بلیک زیرو نے کہا۔

’’ارے۔ وہ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اس لئے آج کل تقاضے کرنے والا کوئی نہیں ہے اس لئے چیک بھی یاد نہیں رہا۔ نکالو چیک‘‘...... عمران نے کہا۔

’’وہ تو آپ نے خود ہی صفدر سے کہا ہے کہ جولیا جب تک سفارش نہیں کرے گی آپ کو چیک نہیں ملے گا اس لئے پہلے جا کر چیک دینے کی جولیا سے سفارش کرائیں پھر چیک کی بات کریں‘‘۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’انہوں نے میری شکایت کی ہے چیف سے اب میں ان سے تو اچھی طرح نمٹ لوں گا لیکن جہاں تک سفارش والے فقرے کا تعلق ہے تو وہ فقرہ میں نے کہا تھا اس لئے وہ فقرہ میں واپس لیتا ہوں۔ ویسے بھی چیف سفارش کا قائل نہیں ہے اس لئے یہ فقرہ ہی بنیادی طور پر غلط ہے اس لئے اب چیک نکالو‘‘...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’یہی بات آپ صفدر سے کہہ دیں کہ یہ فقرہ چیف نے نہیں بلکہ میں نے کہا تھا اور میں نے واپس لے لیا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’جولیا بول رہی ہوں چیف‘‘...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

’’یس‘‘...... عمران نے کہا۔

’’سر۔ میں نے رپورٹ میں عمران کے بارے میں اس لئے نہ لکھا تھا کہ آپ اس کا چیک ہی روک دیں۔ سر۔ وہ پہلے ہی ہر وقت معاشی طور پر تنگ رہتا ہے اس لئے آپ اسے چیک ہی نہ دیں گے تو وہ اور زیادہ تنگ ہو جائے گا اس لئے پلیز اسے چیک دے دیں۔ شکریہ‘‘...... جولیا نے رک رک کر اور لفظ بہ لفظ بولتے ہوئے کہا۔

’’کبھی اس نے تمہیں بتایا ہے کہ اسے کتنی مالیت کا چیک ملتا ہے‘‘...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’سر۔ وہ بس یہی کہتا ہے کہ اسے بہت چھوٹی رقم کا چیک ملتا ہے اس لئے وہ ہر وقت ہر آدمی کے سامنے غربت کا رونا روتا رہتا ہے‘‘...... جولیا نے جواب دیا۔

"اس بار میں اس کا چیک تمہیں بھجوا رہا ہوں۔ تم اسے دے دینا اور دیکھ بھی لینا کہ اسے کیا ملتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی مارنے کا محاورہ سمجھ میں آیا ہے"...... عمران نے روتے ہوئے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

سال پرانے ملنے والے ڈھانچے کے ڈی این اے سے کلوننگ کے ذریعے دوبارہ اس مخلوق کو وجود میں لے آنے میں کامیاب ہو گئے۔کیوں اور کیسے ——؟

بلیک تھنڈر جو سلاجیم مخلوق کو پوری دنیا کے انسانوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتی تھی۔پھر ——؟

سلاجیم جس کے خاتمے کے لئے دنیا کی تمام سپر پاورز نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لانے کی درخواست کی۔

سلاجیم جس کے خاتمے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جیسے ہی حرکت میں آئے عمران اور اس کے ساتھی موت کے پنجوں میں پھنستے چلے گئے۔کیسے؟

وہ لمحہ جب
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مکمل طور پر بے بس کر دیئے گئے۔پھر؟

انتہائی دلچسپ' حیرت انگیز' تیز رفتار اور
انتہائی خوفناک ایکشن سے بھرپور ایک یادگار ناول